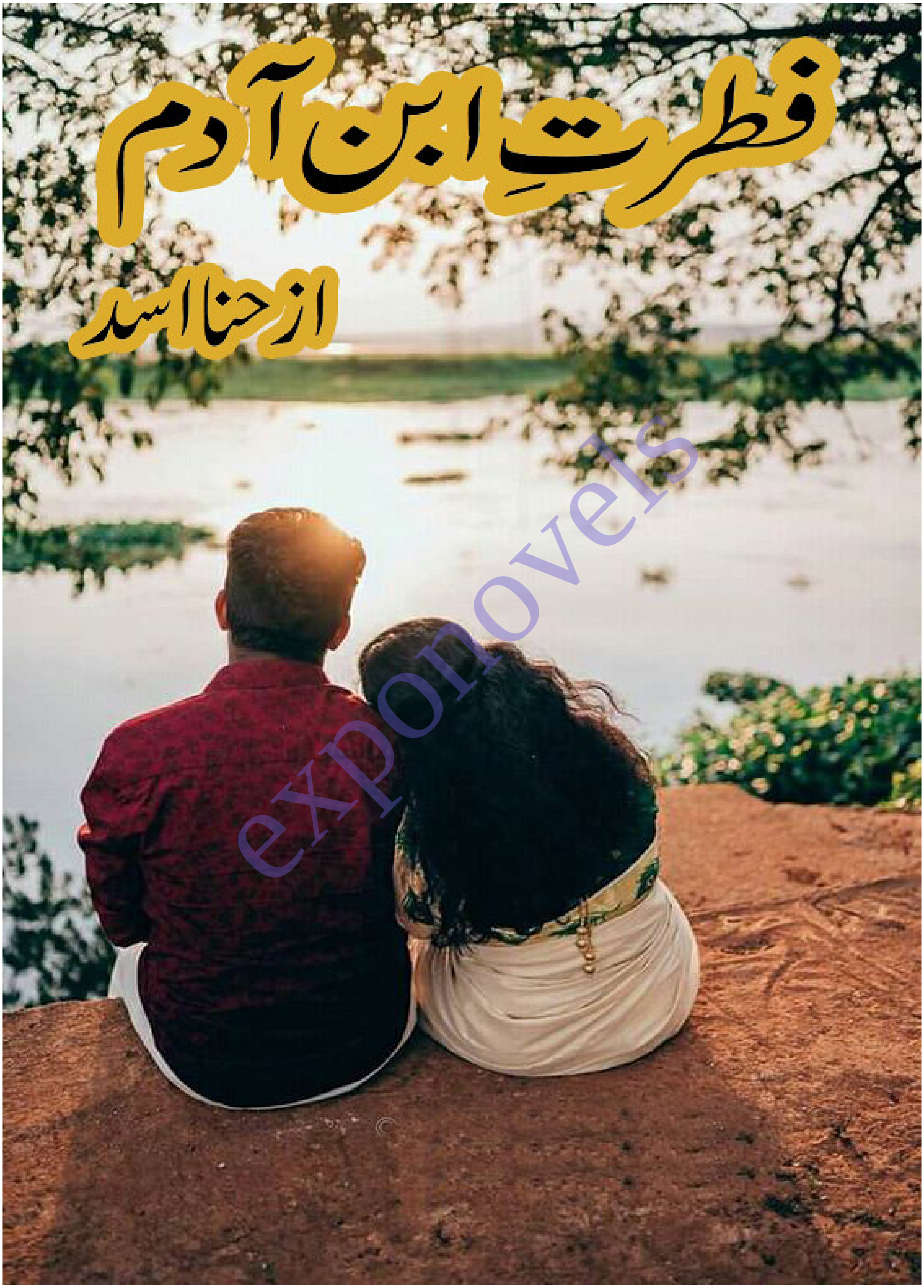
فطرتِ ابن آدم
از حنا اسد
exponovels

فطرتِ ابنِ آدم

حنا اسد۔

مکمل ناول

exponovels

For more visit (exponovels.com)

اے ابنِ آدم!

ایک تیری چاہت ہے،اور ایک میری چاہت،

پر ہوگا وہی جو میری چاہت ہے،

پس تو نے اگر اپنے آپ کو سپرد کر دیا اس کے جو میری چاہت ہے،

تو میں بخش دوں گا تجھ کو جو تیری چاہت ہے،

اور اگر تو نے نافرمانی کی اس کی جو میری چاہت ہے،

تو میں تھکا دوں گا تجھکو اس میں جو تیری چاہت ہے،

پھر وہی ہوگا جو میری چاہت ہے۔

❤️❤️❤️❤️❤️

رات کا پہر تھا، چھاجوں چھاجھ برستی بارش نے ماحول کو پر فسوں بنا رکھا تھا،

جس کا ساتھ لائٹ بند ہو جانے نے بھرپور انداز میں دیا۔۔۔

لاہور شہر میں یہی تو خرابی تھی،اِدھر بارش کی بوند

ٹپکی نہیں اُدھر بتی گل۔۔۔

گھر کا دروازہ بِنا آواز کیے کھولا۔۔۔

دبے قدموں سے اپنے گھر سے باہر نکل گئی۔۔۔

exponovels

تیز رفتاری سے قدم اٹھاتے ہوئے سر پر چادر اچھے سے

جمائے وہ آخر کار مین روڈ تک پہنچنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔۔

مین سڑک پر ایک کار میں بیٹھا وہ اسی کے انتظار میں تھا۔

اس نے دروازہ کھولا تو اس نے فرنٹ سیٹ کے ساتھ والی

سیٹ پر بیٹھتے ہوئے دروازہ بند کیا۔۔۔

اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی میں پھیلی خوشگوار مہک نے اس کا استقبال کیا۔۔۔

وہ پوری طرح بارش میں شرابور تھی۔۔۔

پیچھے ٹاول ہے اس سے اپنا چہرہ صاف کر لو۔۔ہادی نے کہا۔۔۔

آنیہ نے پچھلی سیٹ سے منی ٹاول اٹھا کر اپنا آپ خشک کیا۔۔۔

برقی ہیڈ لائٹس کی تیز روشنی میں بارش بوچھاڑ کی

صورت سیدھی سڑک پر پڑتی دکھائی دے رہی تھی۔

ونڈ سکرین پر وائیپرز کی تیز گردش بھی موسلادھار بارش کا زور توڑنے میں ناکام ثابت ہو رہے تھے۔

پورا گلاس دھندلا سا گیا۔۔۔

ہادی کو ڈرائیونگ کرنے میں سخت دشواری کا سامنا تھا۔۔۔

مگر اس وقت اس علاقے سے جلد از جلد نکل جانا ہی اس کا پہلا مقصد تھا۔

exponovels

اس نے اپنے ساتھ بیٹھی آنیہ کو دیکھا۔۔۔

اپنا ایک ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔۔۔

بنتِ حوا کے نرم لہجے نے

اِبنِ آدم بگاڑ رکھے ہیں۔۔۔(جون ایلیا)

من چاہا ساتھی میرے ساتھ اور یہ موسمِ برسات۔۔۔

ہادی نے مخمور لہجے میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔

دور تک چھائے سناٹے اور بارش نے مرکزی شاہراہ کو تاریک کر رکھا تھا۔الیکٹرک پولز بھی ٹمٹمارہے تھے۔

یہ سب جو ہم کرنے جارہے ہیں اس سے تم خوش تو ہو؟ہادی نے سوال کیا۔۔۔۔

میں اپنے فیصلے پر مطمئن ہوں۔

ناتو تمہاری فیملی کبھی راضی ہوتی ہمارے رشتے پر۔۔۔اور

رہی بات میرے گھر والوں کی تو میری اماں اور بھائی کبھی بھی میری شادی تم سے ناہونے دیتے۔۔۔

یہی راستہ ہی مناسب لگا۔۔۔آنیہ نے گہری سانس بھر کر کہا۔۔۔

صبح ہوتے ہی ہم کورٹ میرج کرلیں گے۔۔۔ہادی نے اس کا ہاتھ دبا کر تسلی دی۔۔۔۔

دستک دینا مرد کی فطرت

دروازہ نا کھولنا عورت کا حسن

مگر آج وہ اپنا حسن، اپنی اور اپنے گھر والوں کی عزت عشق نامی جذبے کے لیے داؤ پر لگا چکی تھی۔

******

آج اتنا قریب آؤ کہ

جی بھر کر دیکھ لوں تمہیں۔۔۔

صمید نے اس کی تھوڑی کو چھو کر پیار بھرے لہجے میں کہا

Sammy plz.....

اس نے صمید کا ہاتھ پیچھے کیے شرماتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ دونوں درخت کی اوٹ میں تھے۔۔۔

اف یار کیا ہے؟

اس طرح شرماؤ گی تو بس ہو گیا کام۔۔۔

صمید نے روٹھے ہوئے لہجے میں منہ پھلا کر رخ موڑا۔۔۔۔

اچھا اچھا پلیز ناراض مت ہو۔۔۔اس نے اپنی تئیں اس کی ناراضگی کے ڈر سے منانے کے لیے کہا۔۔۔

اچھا اپنا فون نمبر دے دو پھر بات کریں گے۔۔۔

صمید نے اسے اپنا نمبر شئیر کیا۔۔۔۔

exponovels

اوکے پھر ملیں گے۔۔۔۔

اس نے ہاتھ ہلا کر بائے کرتے ہوئے جانا چاہا۔۔۔

الوداعی نشانی تو لیتی جاؤ۔۔۔

صمید نے اسے مسکراتے ہوئے اس کی کلائی کھینچ کر کہا۔۔۔

پھر اس کے گالوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنے قریب کیا۔۔۔۔

وہ دونوں کچھ دیر اپنے عمل میں مصروف رہے۔۔۔

شناور نے موبائل میں زوم کر کہ دور سے یہ سارا منظر اپنے کیمرے میں محفوظ کر لیا۔۔۔

بس بھی کر دے یار۔۔۔۔

دور سے شناور کی آواز نے اس کے عمل میں خلل ڈالا۔۔۔

وہ اپنا آپ چھڑوائے تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔

شرم کر کچھ۔۔۔شناور نے اس کے قریب آتے ہی مسکرا کر اس کے پیٹھ پر دھپ رسید کی۔۔۔۔

اس میں شرم والی کیا بات۔۔۔۔

اب سب مجھ سے دوستی کرنے میں انٹرسٹڈ ہیں تو میں کیا کروں ؟

اس نے اپنے کالر کو جھاڑتے ہوئے اکڑ کر کہا۔۔۔۔

آج کالج میں آخری دن ہے یار۔۔۔۔

exponovels

اب جاتے جاتے ایک دوسرے سے اچھی طرح مل تولیں۔۔۔صمید نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھتے آنکھ مار کر کہا۔۔۔

تو کیوں جل رہا ہے تو بھی سیٹ کر لیتا کوئی۔۔۔

تیرے بھائی نے سیٹ کرنی ہوتی تو کب کی کر لیتا۔۔۔

اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

پر کیا ہے نا یہاں پر میرے سٹینڈرڈ کوئی دِکھی نہیں۔۔۔

اچھا یہ دیکھ شناور نے اپنے موبائل کی سکرین کا رخ اس کی طرف کیا۔۔۔

اس کی سکرین کا منظر دیکھتے ہی۔۔۔

شناور آگے اور صمید اس کے پیچھے۔۔۔وہ دونوں تیزی سے ایک دوسرے پیچھے بھاگے۔۔۔

صمید اور شناور دونوں کزن تھے۔۔۔

ایک ہی کالونی میں آمنے سامنے رہتے تھے۔۔۔محلے میں سب سے بڑا اور شاندار گھر شناور ملک کا تھا۔۔۔

جبکہ صمید مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔۔۔

صمید نے شناور کی گردن کو دبوچ لیا۔۔۔

ڈیلیٹ کر ابھی ورنہ تیری تو میں۔۔۔صمید نے شناور کو دھمکاتے ہوئے کہا۔۔۔

اگر نا کروں تو؟

exponovels

شناور نے اس کی گرپ میں سے اپنی گردن نکلوا کر مسکرا کر کہا۔۔۔۔

چل ٹھیک ہے نا کر تیری مرضی۔۔۔۔

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔صمید نے لاپرواہی سے اس کو چھوڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔

وہ دونوں کدھر ہیں؟

صمید نے شناور سے پوچھا۔۔۔

ہوں گے دونوں لائبریری میں۔۔۔اور کہاں جائیں گے۔۔۔کتابی کیڑے ناہوں تو۔۔۔

شناور نے کہا۔۔۔

وہ دونوں لائبریری سے باہر نکل کر انہیں ڈھونڈتے ہوئے ادھر ہی آرہے تھے۔۔۔۔

کہیں لائبریری میں تم دونوں اپنی سیٹنگ کرنے تو نہیں جاتے۔۔۔

مجھے سچ سچ بتادو۔۔۔۔شناور نے انصب اور اوکشان سے کہا۔۔۔۔

آج لاسٹ ڈے تھا تو سوچا لائبریری سے لی گئی بکس واپس کردیں۔

ویسے مجھے کسی میں بھی کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔۔

میں یہاں پڑھنے کے لیے آیا ہوں۔۔۔

نا کہ یہ سب کرنے۔۔۔

exponovels

میرا ابا کریانے کی دکان چلا کر اپنی حق حلال کی کمائی سے میرے کالج کی فیس بھر رہے ہیں۔۔میں ان فضولیات میں پڑ کر اپنا وقت برباد کر کہ ان کی محنت کو رایگاں نہیں کر سکتا۔۔۔انصب کھرے لہجے میں بولا۔۔۔

انصب کے رکتے ہی ان دونوں نے اوکشان کی طرف دیکھا۔۔۔۔

اوئے ہیرو تو ہم چاروں میں سب سے ہینڈ سم اور جینئس ہے۔۔۔

کلاس کا ٹاپر بھی۔۔۔جاتے جاتے کتنی لڑکیوں سے نمبر ایکسچینج کیے۔۔۔صمید نے اوکشان سے پوچھا۔۔۔۔

کس کس پر لائن ماری؟...

میں لڑکیوں پر لائن نہیں مارتا۔۔۔

"اس کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے لڑکیاں پسند نہیں۔۔۔

بس مجھے کسی شہزادی کو ٹائم پاس بنانے کا حوصلہ نہیں۔۔۔

کیوں کہ میں بھی شہزادیوں کا بھائی ہوں۔

اور بہنیں سب بھائیوں کی شہزادیاں ہوتیں ہیں۔

میں جو دوں گا وہی ملے گا مجھے۔۔۔

اگر دوسروں کی بہنوں کو عزت دوں گا

تو ہی میری بہنوں کو بھی عزت ملے گی"۔۔۔۔

اوکشان نے اٹل لہجے میں ابرو اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

exponovels

تم بھی سدھر جاؤ ابھی بھی وقت ہے۔۔۔اوکشان نے صمید سے کہا۔۔۔

Hey guys....

Chill yaar....

اس سے پہلے کہ صمید اوکشان کی بات پر غصے میں آتا۔۔انصب نے ان دونوں کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر بات ختم کی۔۔۔

شناور نے بھی صمید کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

وہ چاروں سب بھلائے مسکراتے ہوئے۔۔۔

کالج کے گیٹ سے باہر نکل رہے تھے۔۔۔۔

میں آج واپس چلا جاؤں گا۔۔۔

انصب نے انہیں آگاہ کرنا مناسب سمجھا۔۔۔۔

L.L.B

کرنے یہیں آؤں گا۔۔۔

مگر ایک بار گھر سے ہو آؤں اماں مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔۔ تمہیں تو پتہ ہے نا کہ وہ مجھے اپنے سے دور نہیں کرنا چاہتی ۔۔۔بہت پیار کرتیں ہیں مجھ سے۔۔۔

exponovels

میری ہی آگے پڑھنے کی ضد کی وجہ سے انہوں نے مجھے یہاں کے ہاسٹل میں رہنے کی اجازت دی۔۔۔آج ہی گاؤں میں واپسی ہے۔۔۔انصب بولا

چل ٹھیک ہے فون پر بات ہوتی رہے گی۔۔۔صمید نے کہا۔۔۔

اوکشان تیرا کیاارادہ ہے آگے ؟انصب نے اس سے پوچھا۔۔۔

ابھی آگے تعلیم کا سلسلہ کسی نا کسی طرح جاری رکھوں گا۔۔۔

تم تو جانتے ہو میرا تعلق متوسط طبقے سے ہے۔۔۔

معاشی حالات اچھے نہیں۔۔۔میں ٹیوشنز وغیرہ سے ہی اپنے تعلیمی اخراجات پورے کرنے کی کوشش کروں گا۔۔۔اوکشان نے کہا۔۔۔۔

اور تم دونوں۔۔۔اوکشان نے شناور اور صمید کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

میرے بابا کی پانچوں گھی میں ہیں۔۔۔مجھے کیا ضرورت آگے پڑھ کر دماغ کھپانے کی یہ پڑھنا وڑھنا میرے بس کی بات نہیں۔۔۔

میں تو گھر بیٹھ کر اپنے بابا کی کمائی پر عیاشی کروں گا۔۔۔شناور نے مغرورانہ انداز میں کہا۔۔۔

اوکشان نے اس کی سوچ پر تاسف سے اپنا سر ہلایا۔۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ میں پاس بھی ہوں گا۔۔۔صمید نے اپنے سلکی بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔ لہجے میں زرا بھی شرمندگی نا تھی۔۔۔

exponovels

میرا خواب ہے ایک دن میں اتنا امیر ہو جاؤں کہ اپنا شوروم بناوں۔۔ میرے آگے پیچھے گاڑیاں ہی گاڑیاں ہوں۔۔۔

آج کل اس کام میں بڑا پیسہ ہے۔۔۔

ایک دن دیکھنا میرے پاس بھی شاور کی طرح گاڑی ہو گی۔۔۔۔

صمید نے اکڑ کر کہا۔۔۔۔

جب یہ گاڑی چلا کر جا رہا ہو گا۔۔۔وہ اسے گاڑی سے نکال کر باہر پھینکے گا۔۔۔۔

شاور بولا۔۔۔

کون باہر پھینکے گا؟انصب نے حیرانی سے پوچھا۔۔۔

جب سویا ہوا چارپائی سے گرے گا نا تو ایسے ہی لگے گا کہ چلتی ہوئی گاڑی سے کسی نے دھکا دیا۔۔

صمید نے مکا بنا کر اس کی طرف کیا ہی تھا کہ اوکشان ان دونوں کے درمیان حائل ہوا۔۔۔

بس کرو یار آخری دن بھی لڑ کر علیحدہ ہوں گے کیا۔۔۔۔۔

صمید نے اپنا ہاتھ ڈھیلا چھوڑا۔۔۔۔

پھر وہ چاروں ایک دوسرے سے مل کر اپنی اپنی منزل پر رواں ہوئے۔۔۔۔۔

اب دیکھتے ہی یہ زندگی کس کو کس موڑ پر لے جانے والی تھی۔۔۔۔

*****

ہائے کرم جلی۔۔۔۔۔ناس پیٹی۔۔۔ منحوس جانے کس کے ساتھ

exponovels

رات کے اندھیرے میں منہ کالا کرنے بھاگ گئی۔۔۔

سارے محلے میں ناک کٹا دی۔۔۔

لوگ تھو تھو کر رہے ہیں ہم پر۔۔۔۔۔

مصطفٰی کے ابا۔۔۔مجھے اکیلے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔۔

کیسے بتاؤں آپ کو۔۔۔۔اس گندی اولاد نے مجھے کہیں منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا۔۔۔

وہ اپنا ماتھا پیٹتے ہوئے اونچی آواز میں دہائیاں دے رہی تھیں۔۔۔۔

کہاں ڈھونڈوں اسے۔۔۔۔

میں پولیس اسٹیشن میں جا کر رپورٹ لکھواوں۔کیا کروں وہاں کون مجھ غریب کی سنے گا۔اتنی پہنچ ہے نہیں میری

کہ اسے ڈھونڈ لاوں۔۔۔۔کیا کروں میں؟؟؟؟

ابھی دو بھی جوان ہے۔۔۔

کیا ہوگا ان کا۔۔۔۔

محلے والے تو اسے بھی یہ سمجھیں گے کہ یہ بھی گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کی بہنیں ہیں۔۔اس جیسی ہوں گی۔۔۔کون

بیاہے گا انہیں؟۔۔۔۔۔

وہ زارو قطار روتے ہوئے۔۔۔۔اپنے آپ سے ہی مخاطب تھیں۔۔۔۔

*****

exponovels

شعبان کے اواخر چل رہے تھے۔ گرمی کے موسم کی آمد ہی آمد تھی۔

لان کا پنک اور سفید پرنٹڈ سوٹ پہنے گلے میں دوپٹہ ڈالے۔۔۔

ہاتھ میں کورس کی کتاب لیے وہ چارپائی پر پاؤں لٹکائے بیٹھی تھی۔

پیاس سی محسوس ہوئی تو اٹھ کر فریج سے جوس کا گلاس بھر کر اپنی جگہ واپس آئی۔۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں ٹیوشن کے بچے آنے لگے۔۔۔

پاس ہی دھلے دھلائے چمکتے ہوئے فرش پر چٹائی بچھا کر بچوں کے بیٹھنے کے لیے انتظام کیا گیا تھا۔۔۔۔

وہ اپنی کتاب میں اس قدر غرق تھی کہ اسے پتہ ہی نا چلا۔۔۔۔

جانے کب سارا صحن بچوں سے بھر گیا۔۔۔۔۔

اس کی تصویر دیکھتے ہوئے جی ہی نا بھرتا جتنا بھی دیکھ لو۔۔۔۔

بچپن سے ہی اس کے خالہ زاد سے اس کی نانی اماں نے اس کی منگنی کر دی تھی۔

دوسرے فریق کو بھی جب اس کے ساتھ اپنے رشتے کا پتہ چلا تب سے وہ بھی وقت بہ وقت اپنے جزبات کا اظہار کرتا رہتا۔۔۔

آج اس کا کالج میں آخری دن ہو گا۔۔۔

امی بتا رہی تھی کل خالہ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔

کیوں نا امی کے ساتھ خالہ کے گھر جاؤں۔۔۔ان کی مزاج پرسی بھی کر لوں گی اور انہیں دیکھ بھی لوں گی۔

exponovels

خیال میں بھی اس کا چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا۔۔تو وہ شرمانے لگی۔۔۔۔

سوہارا۔۔۔۔

جی امی۔۔۔

اپنی امی کی آواز سن کر اس نے جلدی سے اپنی کتاب بند کی۔۔۔۔

تمہارے آئی کام کے پیپرز پچھلے سال ہی ختم ہو گئے تھے۔۔۔اب پورے سال سے تو تم فارغ ہو۔

اب کونسی کتاب لیے بیٹھی ہو۔۔۔؟

بچوں پر دھیان دو۔۔۔کتنا شور مچا رکھا ہے۔۔۔

دو گھڑی سکون سے سونے بھی نہیں دیتے۔۔۔

انہوں نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بیزاریت سے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔

سہارا نے کتاب کو غلاف کے نیچے دبایا۔۔۔۔

اور بچوں کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

*****

ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوتے ہی انہوں نے دھاڑ سے دروازہ کھولا۔۔۔۔

جو شاید اندر سے لاک نا کیا گیا تھا۔۔۔

exponovels

ایک ستراں اٹھارہ سال کی لڑکی سر پر نماز کے سٹائل میں دوپٹہ لپیٹے جائے نماز پر نماز ادا کر رہی تھی۔۔۔

جبکہ ہادی بستر پر بیٹھا تھا۔۔۔

اچانک دروازہ کھول کر اندر آنے والے اپنے بابا اور بھائی کو دیکھا۔۔۔

تو اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔۔اور ہونق بنا انہیں تکنے لگا۔۔۔

تم یہاں فیصل آباد میں کیا کر رہے ہو؟؟؟

کل ساری رات تم گھر سے غائب تھے۔۔۔

تمہیں زرا احساس بھی ہے گھر میں ہم سب کا قدر پریشان تھے تمہاری غیر موجودگی کو لے کر۔۔۔

اس کے والد ہارون صاحب اس پر برہم ہوتے ہوئے قہر آلود لہجے میں بولے۔۔۔

اور یہ کون ہے؟

بابا۔۔۔۔یہ۔۔۔وہ۔۔۔۔

آنیہ نے سلام پھیر کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔

اور مختصر دعا مانگ کر جلدی سے جائے نماز تہہ کر کہ ایک طرف رکھی۔۔۔۔

تم اسے کہیں سے بھگا کر تو نہیں لائے؟

ہارون صاحب نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

بابا میں اس سے شادی کرنے والا ہوں آج۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اس نے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔۔۔

گھر سے بھاگ کر اب مصلے پر بیٹھی ہے۔۔۔۔نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی۔۔۔۔

سعدی طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔۔

تم چپ رہو سعدی یہ ہم دونوں کے بیچ کا معاملہ ہے۔۔۔۔

ہارون صاحب نے اپنے بڑے بیٹے کو چپ کروایا۔۔۔۔

تم نے خود سے ہی اخذ کر لیا۔۔۔کہ ہم تمہاری وہاں شادی نہیں کریں گے۔۔۔۔جہاں تم چاہو گے۔۔۔

ایک بار پوچھا تو ہوتا مجھ سے۔۔۔۔

سچ بابا کیا آپ ہم دونوں کی شادی کروائیں گے؟؟؟؟

ہادی نے خوشی سے جھومتے ہوئے ان کے دونوں شانوں سے تھام کر پوچھا۔۔۔

کس گھرانے سے تعلق ہے اس کا؟

ذات پات کیا ہے؟؟؟

ہارون صاحب نے پوچھا۔۔۔۔

ہادی نے آنیہ کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کچھ نا بولنے کے لیے۔۔۔اس لیے وہ خاموشی سے پاس کھڑی رہی۔۔۔۔

بابا اس کے آگے پیچھے کوئی نہیں۔۔۔یہ اپنے چاچا،چاچی کے ساتھ رہتی تھی۔انھوں نے اسے گھر سے نکال دیا۔۔۔

اب میں ہی اس کا واحد سہارا ہوں۔۔۔

exponovels

اور یہ مسلمان ہے۔بس اتنا کافی نہیں کیا۔۔۔

ہادی نے کہا۔۔

اگر میں ان کو آنیہ کے متعلق سچ بتادیتا کہ اس کا تعلق چھوٹی ذات سے ہے تو بابا کبھی بھی میرا رشتہ اس سے نہیں جوڑتے۔۔۔اس نے دل میں سوچا۔۔۔

ہادی ہارون صاحب کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔

ان کا تعلق اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے سے تھا۔۔

ان کے دو بیٹے تھے سعدی اور ہادی۔۔سعدی شادی شدہ تھا۔۔

تمہاری گاڑی کا نمبر ٹریس کروایا پھر پتہ چلا تم لاہور سے فیصل آباد پہنچ چکے ہو۔۔۔

واپس چلو۔۔۔سب خاندان والوں کو اکٹھا کرتے ہیں۔۔پھر جو سب بزرگ فیصلہ کریں گے وہی ہوگا۔۔۔

وہ دونوں باہر نکلے تو ہادی نے بھی آنیہ کا ہاتھ تھام کر اسے تسلی دی۔۔

میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔کچھ نہیں ہوگا۔۔۔

******

اماں۔۔۔

اماں! دیکھ یہ کمرے سے مجھے کیا ملا؟

وردہ بھاگتی ہوئی باہر آئی اور پھولے ہوئے سانس سے کہنے لگی۔۔۔

exponovels

کیاہے یہ لاادھر دے؟انہوں نے اس کے ہاتھ سے وہ لیناچاہا۔۔

اماں کیاکرتی ہے۔۔مجھے دے تجھے کون ساپڑھناآتاہے۔۔۔

میں پڑھ کرسناتی ہوں ناتجھے۔۔۔۔وردہ بولی۔۔

لے مر۔۔پڑھ جلدی۔۔۔انہوں نے اس کی غصے سے وہ رقعہ اسے تھمایا۔۔

اسلام وعلیکم پیاری اماں !

میں کالج کے باہر ہادی سے ملی تھی۔

ہم دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔

آپ میری شادی کبھی بھی اس سے کروانے پر راضی نہ ہوتیں۔۔۔

اس لیے میں نے یہ قدم اٹھایا۔۔

میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہادی کے ساتھ جارہی ہوں۔۔

ہوسکے تو مجھے معاف کردینا۔۔

آپ کی بیٹی

آنیہ۔۔۔

عرفہ جو پیچھے کھڑی سب سن رہی تھی۔۔۔

ادھر آتو بھی۔۔۔

exponovels

اس کی اماں نے اسے بھی اپنے پاس بلایا۔۔۔

آج سے تم دونوں کا بھی سکول جانا بند۔۔۔۔

اماں پر ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔ عرفہ نے معصوم لہجے میں کہا۔۔۔

تم لوگوں کی فیسیں بھرنے کے لیے میں لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہوں۔ خود کو بیوہ کہہ کر لوگوں سے امداد لیتی ہوں تا کہ تم لوگ پڑھ لکھ کر کچھ بن جاو۔۔۔

اور تم لوگوں نے میری محنت کا یہ صلہ دیا۔۔۔

انہوں نے غمگیں لہجے میں اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔۔۔

اماں میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں آپ کو کبھی بھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔۔۔ وردہ نے ان کا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا۔۔۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم دونوں محلے میں کوئی بھی پوچھے تو یہی بتانا کہ آنیہ گاؤں اپنی دادی کے پاس گئی ہے۔۔۔ خبردار جو کسی کہ منہ سے ایک لفظ بھی نکلا۔۔۔

مصطفیٰ تو بھی سن لے۔۔۔۔

رخسانہ کے چار بچے تھے۔۔۔ آنیہ، اور وردہ جو میٹرک کی طالبہ تھی، عرفہ جو آٹھویں جماعت میں پڑھتی تھی اور مصطفیٰ جو گیارہ سال کا تھا۔۔۔

*****

exponovels

سوہاراااور اس کی والدہ شبنم اپنی بہن شمع کے گھر آئے تھے۔۔۔۔

شمع کی بڑی بہو جو اس کی دوسری بہن کی بیٹی تھی۔۔۔ان کے آگے چائے اور کچھ لوازمات رکھ رہی تھی۔۔۔۔

دوروازے پر کھٹکا ہوا تو سوہارا نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔

صمید اندر داخل ہوا۔۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔اس نے خوشدلی سے سب کو سلام کیا۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔جیتا رہ میرا بیٹا۔۔۔۔شبنم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعا دی۔۔۔۔

سوہارا نے ایک تفصیلی نگاہ صمید پر ڈالی۔۔۔۔

سفید ہاتھ اس وقت کالے سیاہ تھے۔۔۔۔

جینز اور ٹی شرٹ بھی سیاہ داغوں سے بھری ہوئی تھی۔۔۔۔

کالج سے فارغ ہونے کے بعد صمید ایک ورکشاپ پر کام سیکھ رہا ہے۔۔۔

بڑا محنتی ہے میرا بچہ۔۔۔شمع نے ممتا سے بھرپور لہجے میں اسے توصیفی نظروں سے اسے اوجھل ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا۔۔۔۔

جاسوہارا تو زرا باہر مجھے اپنی بہن سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔شبنم نے سوہارا کو باہر بھیجا۔۔۔۔

سوہارا نے باہر آکر نظریں اس کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑائیں۔۔۔۔

مگر وہ کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔صحن میں بنے واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔۔

exponovels

کچھ دیر بعد پانی گرنے کی آواز بند ہوئی۔۔۔صمید نے ہاتھ باہر کر کہ ٹاول پکڑنا چاہا۔۔۔جو شاید وہ اندر لے جانا بھول چکا تھا۔۔۔

سوہارا نے آگے بڑھ کر ٹاول اس کے باہر نکلے ہوئے ہاتھ پر دھرا۔۔۔

صمید چینج کیے باہر آیا۔۔۔

صاف ستھرا نکھرا نکھرا سا۔۔۔

نئ بلیو جینز اس پر سرخ ٹی شرٹ اس کی سفید رنگت پر خوب جچ رہی تھی۔۔۔

اس نے گیلا ٹاول سوہارا کے منہ پر پھینکا۔۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے صمید۔۔۔سوہارا نے اپنے منہ اس ٹاول ہٹاتے ہوئے تیکھے لہجے میں کہا۔۔۔

میں تو ایسا ہی ہوں۔۔۔پہلے سے بتا رہا ہوں۔۔۔

نہیں پسند تو ابھی بھی وقت ہے انکار کر دو۔۔۔

اس نے مسکرا کر کہا۔۔۔

بن تو ایسے رہا ہے جیسے نواب ہو کہیں کا۔۔۔

اصلیت تو میں اچھی طرح جانتی ہوں معمولی ورکشاپ پر کام کرتا ہے۔اور نخرے دیکھو جناب کے۔۔۔اس نے دل میں سوچا۔۔۔

exponovels

اچھی طرح پتہ ہے اسے میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔میری اسی کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔۔۔اکڑو کہیں کا۔۔۔

اس کمبخت دل کا کیا کروں۔جو اس کو دیکھ کر دھڑکتا ہے۔

اس نے گہری سانس بھر کر دل میں سوچا۔۔۔

شمع تم تو جانتی ہو۔سوہارا کی پڑھائی پچھلے سال ہی ختم ہو چکی ہے۔۔۔میری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی اس لیے وہ کالج چھوڑ گھر بیٹھ گئی ہے۔۔۔

میں اپنے جانے سے پہلے پہلے اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتی ہوں۔۔۔

سوہارا پہلے ہی صمید سے چھ ماہ بڑی ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ کہیں وہ اس سے مزید بڑی نا لگنے لگ جائے۔۔۔میری مجبوری کو سمجھ۔۔۔

اب سوہارا اور صمید کی شادی کر دینی چاہیے۔۔۔تو کیا کہتی ہے؟

دیکھو آپا۔۔آپ کی مجبوری میں اچھی طرح سمجھ سکتی ہوں۔ایک بہن ہی نا دوسری بہن کی مجبوری سمجھے گی تو اور کون سمجھے گا۔۔۔

لیکن میری مجبوری بھی آپ کو سمجھنی پڑے گی۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے تو بڑے کی شادی کی ہے۔۔اس کی شادی بیاہ پر جو قرض اٹھائے تھے ابھی تک وہی ادا نہیں کر پائی۔۔۔

exponovels

اب نئے سرے سے ایک اور شادی۔۔۔ میرے بس میں نہیں۔۔۔۔اس نے انکار کیا

شمع ہم سادگی سے نکاح کر لیتے ہیں انہوں نے ایک اور ترکیب پیش کی۔۔۔۔

آپا بچوں کے بھی کچھ ارمان ہوتے ہیں ایسی شادی ہو۔۔۔شادی کونسا بار بار ہوتی ہے۔۔۔

میں اپنے صمید کی شادی میں اس کی ہر خواہش کو پورا کروں گی۔۔۔۔

ابھی ابھی تو اس نے کام سیکھنا شروع کیا ہے۔۔اس کی عمر ہی کیا ہے ابھی صرف بیس سال کا ہے۔۔۔۔

کچھ سیکھ لے اپنی دلہن کے کچھ بنالے پھر ہی اس کی شادی کا سوچوں گی ابھی نہیں۔۔۔

******

شاور کے ابا۔۔۔

بات سنیں۔۔۔۔عائشہ بیگم نے وحید ملک سے کہا

ہاں جی۔۔۔کہو کیا بات ہے؟؟؟؟

اس وقت وہ ہوش میں تھے اس لیے ہی عائشہ نے انہیں مخاطب کیا تھا۔۔۔

ورنہ وہ روزرات کو شراب پی کر گھر آتے اور گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر روز ہی نشے میں دھت ہو کر تماشہ لگاتے

جس سے پوری گلی فیضیاب ہوتی۔۔۔۔

یہ کام ان کا روز کا معمول تھا۔وحید ملک نے درباروں کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔۔۔

وہاں سے ان کو بوریاں بھر کر آمدن ہوتی تھی۔۔۔

دربار میں موجود غلوں کو جب بوریوں میں بھرا جاتا تو وہ اپنے گھر لے آتے۔۔۔۔

صدقے میں دیا جانے والا پیسہ۔۔۔۔ حرام تھا ان پر۔۔۔اور یہی حرام کی کمائی وہ حرام پی کر لٹاتے تھے۔۔۔۔

ان کی تین بیٹیاں اور ایک ہی بیٹا تھا۔۔۔

آمنہ ،رابعہ اور زینیہ۔اور بیٹا شناور۔۔۔۔

سب شناور سے بڑی تھیں۔کسی کا بھی ان کے باپ کی بری ریپوٹیشن کی وجہ سے امیر ہونے کے باوجود بھی رشتہ نہیں آتا تھا۔۔۔

ان کی شادی کی عمریں نکلیں جا رہی تھیں۔۔۔

کئی رشتہ کروانے والیوں کی مٹھیاں گرم کرنے پر آخر کار ایک شریف خاندان ان کے جال میں پھنس گیا۔۔۔

سب سے بڑی بیٹی کا آخر کار ایک رشتہ آ ہی گیا مگر وہ بھی ایک ایسے مرد کا جو پہلے ایک بیوی کو اولاد نا ہونے کی وجہ سے چھوڑ چکا تھا۔

عائشہ بیگم نے بنا کسی چوں چاں کہ اس رشتے کے لیے حامی بھر لی۔۔۔

لڑکے والے جلدی شادی پر زور دے رہے تھے۔۔۔اس لیے آنا گانا شادی کی تاریخ طے پا گئی۔۔۔آخر کار شادی کا دن آن پہنچا۔۔۔گاوں سے سارے رشتہ دار آ گئے۔۔۔۔

روز جو کام والیاں آتیں تھیں وہ بھی اتنے مہمان دیکھ کر ہتھیار پھینک چکی تھیں۔

exponovels

کل مایوں تھی۔۔۔ایک کام کرنے والی نے آنے سے منع کر دیا کہ میرے سسرال میں فوتگی ہو گئی ہے میں وہاں جا رہی ہوں۔

عائشہ بیگم فون پر اس کی بات سن کر بولنے لگیں۔۔۔

یہ کام والیوں کے بڑے نخرے ہو گئے ہیں یہاں پر کام پڑا نہیں کہ غائب۔۔۔۔

تم مزید بول بول کر اپنا بی۔پی۔ہائی نا کرو۔۔۔۔

میں صبح ہی دربار کا چکر لگا کر وہاں کے راکھے کو کہوں گا کہ دو تین کام والیوں کا انتظام کر دے۔۔۔۔

میں اسے کہہ دوں گا۔۔۔۔تم فکر نا کرو۔۔۔انہوں نے سیگریٹ سلگا کر پھونکتے ہوئے کہا۔۔۔

*****

اپنا بھیجا پکا لوں کیا؟گھر میں اور کچھ نہیں ہے پکانے کو۔۔۔

قرت العین نے اونچی آواز میں کچن سے ہانک لگائی۔۔۔۔

نا۔۔۔بہن۔۔۔نا۔۔۔۔

یہ سڑا ہوا بھیجا ہم نے کھا کر کیا کرنا ہے۔۔۔۔

نورالعین نے بھی اسی کے انداز میں جواب لوٹایا۔۔۔۔۔

آپس میں لڑنا بند کر دو یہ لو۔۔۔اوکشان نے اندر آتے ہوئے اپنی بہنوں کے نادر کلمات سن لیے تھے۔۔۔۔

اس نے لا کر دو شاپنگ بیگ ان کو تھمائے۔۔۔۔

exponovels

راشن لے آیا ہوں۔۔۔اس میں سے کچھ بھی بنالو۔۔۔۔

اور یہ لو۔۔۔۔وہ سب کی پسند کے مطابق کھانے کے لیے کچھ ناکچھ لایا تھا۔۔۔۔تھینک یو بھیا۔۔۔

چھوٹی تینوں اس کے گلے لگیں۔۔۔اس نے تینوں کو پیار دیا۔۔۔۔

جبکہ بڑی دونوں بھی اپنے جان سے پیارے اور خوبرو بھائی کو ممنون نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ہمیں تو ایسے لگتا ہے ہمارے چھوٹا بھائی نہیں بلکہ ہم سے بڑے ہو تم۔۔۔جس طرح تم ہم سب کا خیال رکھتے ہو۔۔۔۔نورالعین نے کہا۔۔۔

بھائی چھوٹے ہوں یا بڑے اپنی بہنوں کا ہمیشہ ایسے ہی خیال رکھتے ہیں۔اوکشان نے نرمی سے کہا۔۔۔۔

اوکشان سے بڑی دو بہنیں اور تین چھوٹی تھیں۔والد وفات پا چکے تھے۔گھر میں ان کی پینشن آتی تھی۔۔۔جس سے کچھ سہارا مل جاتا تھا۔

اوکشان نے B.Com

کی پرائیویٹ تیاری شروع کر دی تھی۔دوپہر کو ایک اکیڈمی میں پڑھاتا۔اور رات کو میٹرک کے طالب علموں کو ٹیوشن دیتا۔۔۔اپنے گھر خرچ اب وہ خود اٹھا رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کی والدہ نے بیوہ ہونے کے بعد بہت محنت کی تھی۔اور ان کی گرتی ہوئی صحت اب اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی۔

آخر بہنوں کی شادی کے لیے اسے کچھ ناکچھ تو کرنا ہی تھا۔۔۔۔

exponovels

******

اب میں مزید اس گھر میں نہیں رہوں گا۔۔۔

یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟انصب نے اپنے بڑے بھائی سے کہا۔۔۔

یار تمہاری بھابھی کا اب اماں کے ساتھ گزارا نہیں۔۔

روز روز کے لڑائی جھگڑوں سے میں تنگ آگیا ہوں۔۔۔

آئے دن چخ۔چخ۔۔۔

بھائی پلیز میری خاطر کچھ عرصہ اور رک جائیں۔۔۔آپ کے جانے کے بعد اماں اور فضا کے پاس کون رہے گا۔۔۔پہلے ہی بڑے بھیا بھی بھابھی کو لے کر الگ ہو چکے ہیں۔

میرا L.L.B کمپلیٹ ہو جائے پھر میں یہاں رہوں گا اماں کے پاس۔۔۔

بس اتنی دیر یہاں گزارا کر لیں۔۔۔انصب نے اپنے تئیں اسے منانے کی پوری کوشش کی۔۔۔۔

اباجی کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔۔۔۔

وہ دونوں عمر کے اس موڑ پر ہیں کہ انہیں ہر وقت کسی نا کسی سہارے کی ضرورت ہے۔

ان کی اولاد ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم انہیں تنہا نا چھوڑیں۔۔۔۔

بس کچھ عرصہ آپ کی مدد درکار ہے۔۔۔

پھر میں خود ہی انہیں دیکھ لوں گا۔۔۔۔

exponovels

بتایئے مانیں گے نا میری بات ؟انصب نے مان بھرے لہجے میں پوچھا۔۔۔

*****

چہل قدمی کرنے کے لیے رات کے کھانے سے فراغت کے بعد چھت پر آیا۔۔۔

ابھی چند پل ہی گزرے ہوں گے کہ ہاتھ میں پکڑے موبائل پر میسج بپ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

رات کے اندھیرے میں اس کے موبائل فون کی جگمگاتی سکرین کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

کیسے ہو؟

سوہارا کا میسج تھا۔۔۔

ٹھیک ہوں۔۔۔صمید نے ریپلائے کیا۔۔۔۔

کیا کر رہے ہو؟

تمہیں یاد۔۔۔اس نے اس کے سوال کے جواب میں لکھا۔۔۔۔

سامنے کی طرف کچھ گھر چھوڑ کر ایک چھت پر بھی کوئی تھا۔۔۔

جو اسی پر نظریں جمائے تھا۔۔۔۔

کیسے ہو؟؟؟؟

ایک اور میسج اس کے فون پر آیا۔۔۔

اس کے لب اپنے آپ مسکرائے۔۔۔

exponovels

ٹھیک ہو؟

۔۔۔اس نے نگاہ ادھر ادھر دوڑائی۔۔۔۔

وہ نظر آہی گئی۔۔۔کیونکہ اس کے موبائل کی روشنی سے اس کا چہرہ بھی واضح ہو رہا تھا۔۔۔

شادی پر آؤ گے؟؟؟؟

پھر سے نیا میسج موصول ہوا۔۔۔۔

میری پھپھی زاد بہن کی شادی ہے آؤں گا ہی۔۔۔صمید نے پھر سے میسج کیا۔۔۔۔

میں نے تمہارے لیے کچھ لیا ہے۔۔۔پھینک رہی ہوں۔۔۔مہندی پر پہن کر آنا۔۔۔۔مجھے اچھا لگے گا۔۔۔۔

صمید تھوڑا بنیرے کی طرف ہوا۔۔۔۔۔

اس نے شاپنگ بیگ اس کی طرف اچھالا۔۔۔۔

جسے صمید نے پھرتی کیچ کر لیا۔۔۔۔

صمید نے پھر سے اسے تھینکس کا میسج بھیجا۔۔۔۔

کافی دیر وہ اس سے اور سوہا رادونوں سے چیٹ کرتا رہا۔۔۔۔۔

کیونکہ نیچے وحید صاحب اپنی بڑی بیٹی کی شادی کا انویٹیشن کارڈ جو دینے آئے تھے۔۔۔۔

حالانکہ وحید کا اور ان کا گھر بالکل آمنے سامنے تھا۔مگر وحید کی بیگم عائشہ ان کے ساتھ نہیں آئیں۔اپنی نندوں سے ان کی کچھ خاص بنتی جو نا تھی۔

exponovels

بھائی میں اس شادی پر نہیں آرہی شمع نے اپنے بھائی کو صاف الفاظ میں انکار کیا۔۔

کیوں کیا ہوا؟انہوں نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔۔۔

پہلی بات ہم ٹھہرے غریب لوگ،آپ کی پہنچ جتنا لین دین نہیں کر پائیں گے۔دوسرا آپ کی بیوی اور بیٹی کو ہمارا دیا کچھ پسند نہیں آنا۔۔تو کیا فائدہ آنے کا۔۔

اس نے منہ پھلا کر ناراض لہجے میں کہا۔۔۔

وحید نے شمع کا ہاتھ تھام کر اس کی مٹھی میں رقم دبائی۔۔۔

تم فکر نا کرو۔۔یہ رکھ لو۔۔اپنی بھابھی سے لین دین کر لینا اسی سے۔۔۔

تمہاری عزت بھی رہ جائے گی۔۔اور میری بھی۔۔۔انہوں نے ناصحانہ انداز میں کہا۔۔۔

شمع نے منہ بسورتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پیسے قریب رکھے ہوئے اپنے پرس میں رکھے۔۔

آپ کہتے ہیں تو مان لیتی ہوں۔۔۔

******

ہادی کے گھر میں سب خاندان والے جمع ہو چکے تھے۔۔

پاس بیٹھے ہادی کے پھپھا نے جب پوری بات سنی۔۔

کسی کی بیٹی کو گھر سے بھگانے کی ہمت بھی کیسے کی تو نے۔۔اچھا نام روشن کیا تو نے خاندان کا۔۔۔وہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے۔۔۔

exponovels

عالمِ طیش میں انہوں نے ہادی کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا۔۔۔

ہادی فق نگاہوں سے اپنے بابا کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

وہ اپنے والدین کا لاڈلا تھا انہوں نے تو کبھی بھی ہادی کو ہاتھ تک نا لگایا تھا۔۔۔۔

ہارون صاحب نے جب اپنے بیٹے کو تھپڑ پڑتا دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔

میں نے آپ سب کو اس لیے اکٹھا کیا تھا کہ آپ سب مل کر فیصلہ کریں ناکہ میرے ہی بیٹے کو ذلیل کریں۔۔۔۔

آپ سب کو بڑا سمجھ کر عزت دیئے جا رہا تھا۔۔۔۔

مگر مجھے لگتا ہے کچھ لوگ عزت کے قابل نہیں۔۔۔

جاؤ سعدی جا کر مولوی صاحب کا انتظام کرو۔۔۔انہوں نے اپنے بڑے بیٹے کو کہا۔۔۔

ابھی کے ابھی یہ نکاح ہو گا۔۔۔میں بھی دیکھوں کون روکتا ہے مجھے۔۔۔۔

انہوں نے اپنے لختِ جگر کے لیے چند لمحوں میں فیصلہ لیا۔۔۔۔۔

ہادی کی تو دلی مراد بھر آئی۔۔۔۔

اسے تھپڑ کا تو بہت غصہ تھا۔۔۔

مگر اگر ایک تھپڑ سے اسے اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی تاحیات ملنے والی تھی تو یہ اس کے لحاظ سے گھاٹے کا سودا نا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ہادی اور آنیہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک مضبوط بندھن میں بندھ چکے تھے۔۔۔

exponovels

آنیہ کی یا تو اس وقت قسمت کا ستارہ عروج پر تھا۔ جسے گھر سے بھاگنے کے باوجود بھی عزت بھرا رشتہ مل گیا۔۔۔

مگر ہر گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کی قسمت اتنی اچھی نہیں ہوتی۔۔۔۔

کبھی بھی اپنی قسمت کے سہارے اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ نہیں لینا چاہیے۔۔۔

*****

آج شناور کی بڑی بہن آمنہ کی مایوں کی رسم تھی۔

دلہا والوں کی طرف سے چند خواتین آئیں اور آمنہ کے لیے پیلا جوڑا، سبز اور زرد رنگ کی چوڑیاں، پھولوں کا زیور اور مٹھائی وغیرہ لے کر آئیں۔۔۔

یوں تو چھوٹی سی تقریب تھی۔

مگر گھر میں موجود۔ مہمانوں کی وجہ سے رش لگا پڑا تھا۔۔۔۔

راکھے کہ کہنے پر وردہ اور عرفہ اپنی اماں کے ساتھ کام کروانے کے لیے وحید صاحب کے گھر آئیں ہوئیں تھیں۔۔۔۔

مہمانوں کے جانے کے بعد ان تینوں نے مل کر سارا گھر مہمانوں کی موجودگی کے باوجود بھی شیشے کی طرح چمکا دیا تھا۔۔۔

کھانے کے سارے برتن دھو کر خشک کیے۔۔۔

ابھی وہ تینوں کام سے فارغ ہوئیں۔۔۔۔

آمنہ کے کمرے میں اس کی کچھ سہیلیاں جمع تھیں۔۔۔۔

ان کے لیے کولڈ ڈرنکس کے کر عرفہ اور وردہ دونوں گئیں۔۔۔۔

آمنہ نے ان دونوں کو دیکھا جو پرانے سے ملگجے سے کپڑوں میں ملبوس تھیں۔۔۔

وہ گلاس میز پر رکھ کر کمرے سے جانے ہی لگیں تھیں۔۔۔

اے بات سنو۔۔۔رکو۔۔۔۔آمنہ نے انہیں جانے سے روکا۔۔۔

جی۔۔وہ دونوں مؤدب انداز میں کھڑی تھیں۔۔۔آج میں بہت خوش ہوں۔۔۔اس لیے تمہیں کچھ دینا چاہتی ہوں۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور کبرڈ سے چند پرانے جوڑے نکال کر ان کی طرف بڑھائے۔۔۔

جو اس نے تو دو تین بار ہی پہن کر اپنی طرف سے پرانے کر چکی تھی۔

مگر عرفہ اور وردہ کے لیے تو نئے ہی تھے۔۔۔

ان جوڑوں کو دیکھ کر خوشی سے ان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔۔

انہوں نے ممنون نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔۔۔۔

تم دونوں بس میرے لیے دعا کر دینا۔۔۔۔آمنہ نے کہا۔۔۔۔

پھر وہ دونوں کپڑے لیے وہاں سے باہر نکل آئیں اور اپنی اماں کو بھی وہ نئے زرق برق لباس دکھائے۔۔۔۔۔

یہ کپڑے اپنی شادیوں کے لیے رکھ لو۔۔۔

exponovels

ایسے کپڑے ہم غریب لوگ کہاں بنا سکتے ہیں۔

مسرت نے عرفہ اور وردہ سے کہا۔۔۔

*****

وہ نکاح کے بعد سرخ جوڑے میں ایک کمرے میں موجود تھی۔

کھٹکے کی آواز سے دروازہ کھلا۔۔۔تو اس نے نظریں دروازے سے آنے والی شخصیت پر مرکوز کیں۔۔۔

اس کی ساس اندر آئیں۔۔۔۔

جلدی سے یہ سرخ جوڑا اتارو۔۔۔

یہ لو اپنے کپڑے جو پہن کر آئی تھی یہاں۔۔۔

آنیہ کے کپڑے اس کی گود میں پھینکتے ہوئے انہوں نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

آنیہ کے ہاتھ میں ایک پرانا سا نان ڈیجیٹل فون تھا۔

انہوں نے اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ کر اس میں سے سم نکالی۔۔۔۔

موبائل فون کو کھینچ کر دیوار پر مارا۔۔۔۔

جو ایک ہی پل میں دو حصوں میں بٹ کر فرش پر گر گیا۔۔۔

بیڑی باہر نکل گئی۔۔۔

انہوں نے سم کو جھٹکے سے دو ٹکروں میں بدل دیا۔۔۔۔

exponovels

جس یار کے ساتھ فون پر دوستی بنائی۔۔۔اب اس کے ہی پاس آگئی تو اس کی کیا ضرورت ہے۔۔۔انہوں نے سرد مہری سے اس کے انا کچلی۔۔

اگر میرے بیٹے کی خوشی نا ہوتی تو تجھے ایک منٹ میں یہاں سے چلتا کرتی۔۔۔۔

یہ جوڑا میری خاندانی بڑی بہو کا ہے ابھی واپس کرو اسے۔۔۔اب پتہ چلا گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کی اوقات کیا ہوتی ہے۔۔۔یونہی کسی کی اترن پہننا۔۔۔۔

اگر یہاں رہنا ہے تو اس گھر کے اصولوں کو اپنانا ہو گا۔۔۔۔

اپنی کھوپڑی میں اچھی طرح بٹھالو۔۔۔

اب بھاگ کر آہی گئی ہو تو پچھلوں کو بھول جاو۔۔۔

ان کی یاد میں آنسو بہا کر اس گھر کا ماحول خراب کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔

انہوں نے اس کے سر سے دوپٹہ اتار کر اس کو پہنائے گئے زیور اتارنا شروع کیے۔۔۔۔

یہ میرے ہیں۔۔۔صرف ایک سونے کی چین اس کے گلے میں رہنے دی۔۔۔۔

یہ بھی صرف اس لیے دی ہے کہ لوگ تمہیں دیکھ کر مجھے یہ نا کہیں بہو نے کچھ پہنا ہی نہیں ہوا۔۔۔

وہ دم سادھے ان کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی پھر اٹھ کر کمرے سے ملحقہ واش میں جا کر کپڑے تبدیل کئے۔

واپس آکر شادی کا جوڑا انہیں پکڑایا۔۔۔

وہ بھی اسی انتظار میں تھیں۔۔۔سارا سامان لیے کمرے سے باہر نکل گئیں۔۔۔۔

exponovels

کچھ دیر بعد ہادی کمرے میں آیا۔۔۔

تو بنا اس کی طرف دیکھے۔۔۔بستر پر دراز ہوا۔۔۔۔

آنیہ نے آگے بڑھ کر اس پاؤں کو جوتوں سے آزاد کیا۔۔۔۔

وہ آپ کی اماں۔۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی پوری بات کہہ پاتی۔۔۔۔

ہادی جو آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا تھا۔۔۔۔

بازو ہٹا کر درشت لہجے میں بولا۔۔۔

مانا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ مگر اپنی ماں کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کروں گا۔۔۔۔

اس گھر میں رہنا ہے تو تمہیں جو میری مما کہیں گی ویسے ہی کرنا ہوگا۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔۔

آنیہ کی آنکھوں میں سے آنسو ٹپکنے لگے۔۔۔۔

سخت کوفت ہوتی ہے مجھے رونے دھونے والی لڑکیوں سے۔۔۔

اب میرے سامنے یہ ٹسوے بہانا بند کرو۔۔۔۔

میرا سر آگے ہی بڑا دُکھ رہا ہے۔۔۔

تمہاری وجہ سے کتنا ذلیل ہونا پڑا مجھے سارے خاندان کے سامنے۔۔۔۔

وہ جو کب کا بھرا بیٹھا تھا۔۔۔اپنا سارا غبار اس پر نکالا۔۔۔۔

اسے ہادی سے اس لہجے کی قطعاً توقع نا تھی۔۔۔

exponovels

اس کا دل ٹوٹ کر بکھرا۔۔۔۔

جس کے لیے اس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا۔۔۔

اس نے ہی اسے ایک پل میں دو کوڑی کا کر دیا۔۔۔۔۔

مرد کی فطرت بھی کیسی ہے نہ۔۔۔

جب کسی کو حاصل کر لے

تو اس کی قدر چھوڑ دیتا ہے۔۔۔

اس نے خود میں ہمت مجتمع کی۔۔۔اور اس کے قریب آ کر بیٹھی۔۔۔

اس کے سر پر اپنے ہاتھ رکھ کر ہولے ہولے اسے دبانا شروع کیا۔۔۔۔

میں اپنے گھر کو بنانے کے لیے جو بھی بن سکا کروں گی۔۔آپ کو کبھی بھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔۔۔

کچھ دیر بعد اس کی قربت اور نرم ہاتھوں نے اس کے اندر کے غصے کو ختم کر دیا۔۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے قریب کرتے ہوئے سارے فاصلوں کو مٹا دیا۔۔۔۔

*****

ملک ہاؤس کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔

مہندی کے فنکشن کے حساب سے گیندے کے پھولوں سے سارے۔گھر میں ڈیکوریشن کی گئی تھی۔

تین منزلہ گھر اس وقت روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔مہندی کا انتظام چھت پر کیا گیا تھا۔کیونکہ چھت بہت بڑی تھی۔

ایک طرف گدے بچھا کر ان پر کشن رکھے گئے تھے تو دوسری طرف ٹیبلز اور چیئر لگا کر کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

سب لڑکیاں مہندی کی رسم کے لیے رنگ برنگی پلیٹوں میں مہندی، ابٹن اور تیل ڈالے موم بتیاں لگائے بالکل تیار کھڑی تھیں۔

سب رشتہ دار اور ہمسائے چھت پر جمع ہو چکے تھے۔رسم شروع کرنے کے لیے بس لڑکے والوں کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

وحید ملک کو ان کی کال آئی کہ ابھی ٹریفک جام کی وجہ سے وہ تھوڑا لیٹ ہو جائیں گے۔۔۔

سب لوگ اس فنکشن کے لیے پرجوش تھے۔یہ بات سن کر ایک دم ٹھنڈے پڑ گئے۔۔۔

اور افسردہ سے آرام سے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔۔۔

ملکوں کی مہندی کے فنکشن پوری کالونی میں مشہور تھے۔کہ یہ لوگ مہندی پر بہت ہلہ گلہ کرتے ہیں۔اس لیے سب اس رسم میں انجوائے کرنے کے لیے خاص آتے۔۔۔

تو کیا ہوا اگر مہمان ابھی لیٹ ہیں ہم سب خود ہی کچھ کر لیتے ہیں۔۔۔

سب لڑکیاں جو دلہن کو گھیرے ایک طرف ڈھولک کے کر بیٹھی ہی تھیں۔

شاور کی آواز سن کر اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔

ڈی۔جے نے مہندی کے گانے لگائے۔۔۔۔

آمنہ کی کالج کی اور کالونی دوستیں بھی اس فنکشن میں آئیں ہوئیں تھیں۔۔۔

exponovels

کیف ویراں جو اس کالونی میں ہی رہتی تھی۔۔وہ بھی اپنی باقی کی دو بہنوں اور اپنی والدہ کے ساتھ آچکی تھی۔

آمنہ نے کچے پیلے رنگ کا چوڑی دار پاجامہ اور فراک پہن رکھا تھا اس پر ویسا ہی گوٹے کناری والا دوپٹہ اوڑھے پھولوں کا زیور پہنے لائٹ پنک کلر میک اپ کیے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

شبنم اور شمع دونوں اپنی بھابھی عائشہ بیگم کے پاس آئیں اور دنیاد کھاوے کے لیے ہی انہیں جھوٹے منہ ان کی بیٹی کی شادی کی مبارکباد دی۔۔۔

جسے انہوں نے بھی اتنے مہمانوں کی موجودگی کی وجہ سے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے قبول کیا۔۔۔

تینوں کے دل میں چاہے ایک دوسرے کے بے پناہ بغض و کینہ ہو مگر دنیاداری کو نبھانا وہ خوب جانتی تھیں۔

سوہارا بھی آمنہ کے ساتھ پھولوں سے آراستہ جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے یلو اور شاکنگ ڈبل شیڈ کا شرارہ زیب تن کیا ہوا تھا۔۔

لائٹ سا میک اپ کیے جیولری کے نام پر صرف کانوں میں آویزے ڈالے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

شناور نے وائٹ شلوار قمیض پر پیلا چنری پٹکا گلے میں ڈال رکھا تھا۔

صمید بھی اپنے باقی بھائیوں اور والدہ کے ساتھ آچکا تھا۔۔۔۔

اس نے بلیک جینز پر بلیک کرتا اور گلے میں گولڈن پٹکا گول گھما کر ڈال رکھا تھا۔

سفید رنگت۔چہرے پر شرارتی مسکراہٹ۔۔ہمیشہ کی طرح سجائے سب سے منفرد لگ رہا تھا۔۔۔

کیف ویراں نے آج گولڈن اور گرین امتزاج کی لہنگا چولی زیب تن کر رکھی تھی۔

exponovels

لمبے بالوں فرنچ کیے ان میں موتیے کی کلیاں لگا رکھی تھیں۔دونوں ہاتھوں میں موتیے اور گلاب کے گجرے۔۔۔

شوخ ریڈ میک اپ میں اس کی سفید رنگت دمک رہی تھی۔۔۔۔

آج کے فنکشن کے لیے اس نے خاص ڈانس پریکٹس کر رکھی تھی۔

سب فرش پر بچھائے گئے گدوں پر بیٹھے تھے۔۔۔ چھت کے درمیان میں خالی جگہ پر وہ آکر کھڑی ہوئی تو ڈی۔جے گانا سٹارٹ کیا۔۔۔۔

اس نے اپنا دوپٹہ ایک طرف سے لا کر گرہ لگائی۔۔۔

میوزک سٹارٹ ہوتے ہی اس نے ڈانس سٹیپس لینا شروع کیے۔۔۔۔

دیساں دا راجہ میری اکھیوں دا تارا۔۔۔۔۔

میرے خوابوں کا تورا انجھا۔۔۔

میں ہیر میری ڈولی تولیا۔۔۔

کمر کے جاندار سٹیپس لیتے ہوئے مسکراہٹ اس کے لبوں سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

ڈولی تولیا۔۔رے ڈولی تولیا۔۔۔

میٹھی میٹھی باتیں یار اکر کہ تم بہلاؤ رے۔۔۔۔

وہاں موجود لڑکوں نے سیٹیوں سے جبکہ لڑکیوں نے تالیوں سے اس کے ڈانس کو داد دی۔۔۔

ہولے ہولے آکہ میرے دل کو تم ستاؤ رے۔۔۔۔

exponovels

میرے خوابوں کا تورانجھا۔۔۔میں ہیر میری ڈولی تو لیا۔۔۔۔

وہ ڈانس سٹیپس لیتے ہوئے آگے بڑھی۔۔۔۔

دور کھڑا صمید جو اس کے ڈانس سے محذوز ہو رہا تھا اور خود بھی جھوم رہا تھا۔۔۔۔

کیف کے ہاتھ پکڑنے پر اس کے ساتھ درمیان میں آیا۔۔۔۔

صمید اور ڈانس نا کرے۔۔۔یہ لفظ تو اس کی ڈکشنری میں شامل نا تھا۔

خاندان کے ہر فنکشن میں صمید کی ڈانس پر فارمینس لازم تھی۔

اور آج تو ساتھ بھی دل پسند تھا۔۔۔۔

گانے کے بول پر وہ بھی کیف کا بھرپور ساتھ دینے لگا۔۔۔۔

او سوھنی کڑی تو ناجا۔۔۔یہ میرے دل دی رضا۔۔۔

صمید نے اس کے مڑنے کے باعث پیچھے سے اس کے دوپٹے کا ایک کونہ پکڑ کر اپنی اُور ٹھ کھینچا۔۔۔۔

او سوھنی کڑی پاس آ۔۔۔یہ جانو دل ہے تیرا۔۔۔

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر شرارت سے ایک آنکھ بلنک کی۔۔۔۔

تیرا کروں انتظار رے۔۔۔۔

تیرا کروں انتظار رے۔۔۔

exponovels

سپنے ہیں تیرے سوھنی کر تو یقین۔۔۔۔

دونوں جاندار سٹیپس لیتے ہوئے سب کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔۔۔

ساری ساری رات تیرا کروں انتظار رے

تک تک تارے گن گن گھبر واں رے۔

لو ہنس رہا اب زمانہ میں ہیر میری ڈولی تو لیا۔۔۔

تیرا گھبرانا ہے یہ اتنا حسین۔

کیف ڈانس سٹیپس لیتے ہوئے صمید کے کان کے قریب جھکی۔۔۔

میرے دئے ہوئے بلیک کرتے میں بالکل تو آج میرا سیمی سلمان خان لگ رہا ہے۔۔۔۔

صمید نے بھی مووز لیتے ہوئے آہستہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔

ہائے مر جاواں۔۔۔۔۔میری قطرینہ کیف۔۔۔۔

سپنے ہیں سوھنی۔۔کر لے یقین۔او سوھنی تو نا جا تو میرے دل دی رضا۔۔۔

وہ سوھنی کڑی پاس آ یہ جاناں دل ہے تیرا۔۔۔۔

گانے کی تیز آواز کی وجہ سے صرف وہ قریب ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو سن سکے اور کوئی نہیں۔۔۔

شمع اور شبنم جو ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔۔

تم اپنے بیٹے کی حرکتیں دیکھو۔۔زرا۔۔۔۔

exponovels

محلے کی مشہور لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ کیسے ناچ رہا ہے۔۔۔ شبنم نے طنزیہ انداز میں شمع کو بات لگائی۔۔۔۔

واہ آپا۔۔۔ یہ بھی خوب کہی آپ نے۔۔۔ پہلے میرا بیٹا میرا بیٹا کہہ کر زبان نہیں تھکتی تھی آپ کی۔۔۔

تھوڑا سا ناچ کیا لیا۔۔۔ اب وہ میرا بیٹا ہو گیا۔۔۔

شمع بھی اسی کی بہن تھی۔اسی کے انداز میں طنز کا تیر پھینکا۔۔۔۔

دونوں بس ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔۔۔ مزید بات کر کہ اپنی مستقبل کی رشتہ داری کو داؤ پر نہیں لگانا چاہتی تھیں۔۔۔

دونوں یوں ایک ساتھ، پاس پاس تھرکتا دیکھ کانوں میں سرگوشیاں کرتے ہوئے سوہارا کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔۔

وہ اٹھ کر بھاگتی ہوئی سیڑھیاں نیچے اتر گئی۔۔۔۔

******

سوہارا روتی ہوئی سامنے ہی صمید کے گھر چلی گئی۔۔۔

اسے لگا شاید صمید اسے منانے آئے گا۔۔۔ مگر وہ نا آیا۔۔۔

اس کی امی شبنم تقریب سے واپس آئیں تو وہ ان کے ساتھ واپس گھر چلی گئی۔۔۔۔

لڑکے والوں نے مہندی کی رسم ادا کی۔۔۔ مل کر دونوں پارٹیوں نے خوب رونق لگائی۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

مہمانوں کے جانے کے بعد آمنہ نے رسم کے مطابق اپنا مہندی کا جوڑا اپنی بہن کو دے دیا۔۔۔

وردہ اور عرفہ بھی وہیں تھیں۔۔۔

وردہ کل پارلر میں تم میرے ساتھ چلنا گھر میں تو کوئی کام نہیں ہو گا کیونکہ سب لوگ تو ہال میں ہوں گے۔۔۔

پارلر میں میرے سارے سامان کا دھیان رکھنا تمہاری زمہ داری ہے۔۔۔اور باقی کے سامان کو واپس لانا

بھی۔۔۔۔آمنہ نے کہا

جی۔۔۔وردہ نے مؤدب انداز میں سر ہلا کر حامی بھری۔۔۔۔

عرفہ بھی خاموش کھڑی تھی۔۔۔۔

اور ہاں تم دونوں زرا ڈھنگ کے کپڑے پہننا۔۔۔

بلکہ مایوں والے دن جو کپڑے میں نے دیئے تھے ان میں سے کوئی پہن لینا۔۔۔۔

شادی ہال میں سب مہمانوں کے سامنے ایسے کپڑے پہن کر گھومنا اچھا نہیں لگے گا۔۔۔۔

آمنہ نے ان دونوں سے کہا۔۔۔۔

*****

انصب گھر واپس آیا تو اپنی اماں سے مل کر بہت خوش ہوا۔۔۔

اس کی اپنی اماں میں اور اس کی اماں کی اس میں جان بستی تھی۔

اس کی اماں گاؤں میں بی بی جی کے نام سے جانی جاتی تھیں۔

exponovels

وہ گاؤں کے بچوں کو سپارہ پڑھاتی تھیں۔۔۔

انہیں میں سے ایک بچی کو کہہ کر وہ ہمیشہ انصب کے لیے خط لکھواتی تھیں۔

فون گھر میں ہونے کے باوجود بھی وہ اسے ہمیشہ خط لکھوا کر پوسٹ کرواتی تھی۔

ان کے ہی خط سے اسے پتا چلا کہ اس کے ابا جی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

رپورٹس میں بتایا گیا کہ انہیں جگر کا کینسر ہے۔۔۔۔

وہ یہ خبر پڑھتے ہی گاؤں لوٹ آیا۔۔۔

ابھی ایل۔ایل۔بی سٹارٹ کیے اسے چھ ماہ ہی ہوئے تھے۔۔۔۔

اماں بی۔بی نے اس کے سامنے حلوہ لا کر رکھا۔۔۔

حلوے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی۔۔۔۔

اسے بچپن سے حلوہ پسند تھا۔۔۔۔

اس کی بڑی بھابھی جو اس سے عمر میں کافی بڑی تھیں۔۔۔

بچپن میں ایک بار انہیں حلوے کا کہا کیونکہ اماں بی بی گھر نہیں تھیں۔۔۔

وہ کچن کو تالا لگائے اسے خوب کھری کھوٹی سنا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

اپنی ماں کے ہاتھ کا حلوہ کھاتے ہوئے وہ ان کے شانے سے لگا۔۔۔۔

میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں اماں۔۔۔۔اس نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

exponovels

میں بھی اپنے بیٹے سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔

بس تو اپنے باقی بھائیوں کی طرح اپنی بیوی کی سن کر مجھے کبھی چھوڑ کر تو نہیں جائے گا؟

وہ آخر اپنے دل میں آیا ہوا سوال لبوں پر لے ہی آئیں۔۔۔

میں اپنی اماں کو کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔۔۔

اولاد پر سب سے پہلا حق ان کے والدین کا ہوتا ہے۔۔۔

باقی سب رشتے بعد میں آتے ہیں۔۔۔۔

انصب آفندی نے اپنی اماں کو تسلی بخش جواب دیا۔۔۔۔

جس سے وہ مطمئن ہو گئیں۔۔۔

*****

صمید یہ تم نے مہندی پر اپنی حرکتیں دیکھیں ہیں۔۔۔ شمع نے صمید سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔۔

کیا کر رہا تھا؟ مما جان۔۔۔۔

ابھی تم اتنے بھی بچے نہیں جو میری بات نا سمجھو۔۔۔ کہ میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں۔۔۔۔انہوں نے

اس بار زرا تیکھے لہجے میں کہا۔۔۔۔

مما جان۔۔۔۔

Just take a chill pill yaar....

exponovels

ایسے موقعوں پر شغل میلہ لگتا ہی ہے۔۔۔۔

میں نے کونسا کچھ انوکھا کر دیا۔۔ایک ڈانس ہی تو تھا۔۔۔۔۔

اپنی زبان دیکھو پہلے ماں کو بھی یار بنا دیا۔۔۔

شرم کرو کچھ۔۔۔۔

آپ میری ماں کم اور دوست زیادہ ہیں۔۔۔اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر مسکا لگایا۔۔۔

چل ہٹ۔۔۔۔انہوں نے اس کا ہاتھ جھٹک کر کہا۔۔۔

خود کو ان کے سامنے کنڑول میں رکھا کر۔۔۔اتنی بڑی آسامی ہاتھ سے نہیں جانے دینی میں نے۔۔۔

تیری وجہ سے شبنم نے مجھے اتنی سنائیں۔۔۔

سوہارا ابھی ناراض ہو گئی تجھ سے۔۔۔۔

جا اس کو جا کر منا۔۔۔

مجھ سے نہیں ہوتا یہ منانا۔۔ونانا۔۔۔

اس نے بیزاری سے کہا۔۔۔۔

اکلوتی بیٹی ہے شبنم کی اس کا سب کچھ تیرا ہی ہو گا آخر۔۔۔۔

سمجھ رہا ہے نا تو۔۔۔۔

exponovels

یہ لے میں ایک سوٹ لائی تھی۔۔۔ یہ لے جا اس کے لیے۔۔۔ جا کر منالا۔۔۔ شمع نے اس کی طرف ایک شاپنگ بیگ بڑھایا۔۔۔۔

*****

آج بارات کی آمد ہوٹل میں متوقع تھی۔۔۔

وردہ اور عرفہ آمنہ کے دیئے گئے کپڑوں میں سے ایک ایک جوڑا پہن کر تیار ہوئیں تھیں۔۔۔

اماں نے ان دونوں کو نئے کپڑوں میں دیکھ کر خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔۔۔

میں نے منع کیا تھا نا یہ کپڑے پہننے سے ایک بار کی بات سمجھ میں نہیں آتی تم لوگوں کو۔۔۔ وہ ان پر برس پڑیں۔۔۔

اماں۔۔۔ وہ آمنہ باجی نے ہی کہا تھا۔۔۔۔

پھر ان دونوں نے انہیں ساری بات بتائی۔۔۔

یہ تم کیا لگ رہی ہو۔۔۔؟

انہوں نے عرفہ کو دیکھ کر کہا۔۔۔ جس نے ڈارک بلیو کلر کی پیروں کو چھوتی ہوئی ریشمی فراک پہن رکھی تھی۔۔۔ مگر وہ بالکل دبلی پتلی تھی۔۔۔ اور اس فراک میں جھول رہی تھی۔۔۔

ادھر آؤ یہی پہننی ہے تو ٹھیک کر دوں۔۔۔ انہوں نے عرفہ کو اپنے پاس بلایا۔۔۔

اور اس کی کمر سے فراک کو پکڑ کر سیفٹی پن لگائی۔۔۔ جس اب فٹنگ میں کچھ بہتری آئی تھی۔۔

*****

exponovels

دروازے پر دستک ہوئی تو سوہارا نے دروازہ کھولا۔۔۔

سامنے صمید کو دیکھ کر غصے میں دروازہ دوبارہ بند کرنا چاہا۔۔۔۔

صمید نے دروازے کے اندر ہاتھ رکھ کر اسے بند کرنے سے روکا۔۔۔۔

جاؤ یہاں سے امی ابو گھر نہیں۔۔۔اس نے بے رخی سے کہا۔۔۔

میں ان سے نہیں تم سے ہی ملنے آیا ہوں۔۔۔

صمید نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔۔۔۔

اندر آ کر دروازے کو لاک کیا۔۔۔۔

وہ چلتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔تاکہ اندر سے دروازہ بند کر کہ اپنی خفگی کا اظہار کر سکے۔۔۔

صمید نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچ کر اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

وہ ہنوز منہ پھلائے کھڑی رہی۔۔۔

یہاں کیا کرنے آئے ہو۔۔۔جاو اسی گھگھرے والی باندری کے پاس۔۔۔۔

جس کے ساتھ کل ناچ رہے تھے۔۔۔۔

اس کی بات سن کر صمید کھل کر مسکرایا۔۔۔

جلنے کی بو آ رہی ہے کہیں سے۔۔۔اس نے اپنی ناک کے آگے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

اتنا بھی کیا جلنا کہ ایک اچھی خاصی لڑکی کو باندری ہی بنا ڈالا۔۔۔

exponovels

صمید شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

اپنی یہ دانتوں کی نمائش میرے سامنے تو کرو ہی مت زہر لگ رہے ہو تم مجھے اس وقت۔۔۔اس نے ناراضگی سے منہ پھیر کر کہا۔۔۔

اچھا میری جان! اب ناراضگی چھوڑو۔۔۔

میرے لیے تم ہی سب سے اہم ہو۔۔اور کوئی نہیں۔۔۔۔تم کہتی ہو تو اب کسی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا۔۔۔

سوری۔۔۔اس نے ایک ہاتھ سے کان پکڑ کر سٹائل سے معافی مانگی۔۔۔۔

سوہارا کا غصہ پل بھر میں ٹھنڈا ہوا۔۔۔۔

اس کے لفظ دل پر اثر کر گئے۔۔۔۔

تم تیار نہیں ہوئی آج بارات اٹینڈ نہیں کرنی کیا؟ صمید نے سوہارا سے پوچھا۔۔۔۔

نہیں امی ابو تیار ہو کر چلے گئے۔۔۔میرا جانے کا دل نہیں تھا۔۔۔مجھے نہیں جانا کہیں۔۔۔۔سوہارا بولی۔۔۔

اگر میں کہوں تو بھی نہیں؟ صمید نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے مان بھرے انداز میں پوچھا۔۔۔

وہ پلکیں جھکا گئی۔۔۔

یہ دیکھو میں تمہارے لیے ڈریس لایا ہوں جلدی سے پہن کر تیار ہو جاو۔۔۔۔

بس دس منٹ ہیں تمہارے پاس میں یہیں تمہارا انتظار کر رہا ہوں جلدی تیار ہو کر آو۔۔اس نے ڈریس سوہارا کی طرف بڑھایا۔۔۔

*****

سب لوگ شادی ہال کے لیے نکل رہے تھے۔۔۔

آمنہ ،زینیہ اور رابعہ تینوں وردہ کو اپنے ساتھ لیے پارلر جا چکی تھیں۔انہون نے وہاں سے ڈائیریکٹ ہال میں ہی پہنچنا تھا۔۔۔

گھر میں موجود مہمان شادی ہال میں جانے کے لیے گاڑیوں میں بیٹھ رہے تھے۔۔۔۔

عائشہ بیگم نے اپنے بیگ میں سونے کی چین جو دلہے کو ڈالنی تھی اور آمنہ کی ساس کے لیے جو سونے کی بالیاں بنوائیں ہوئیں تھیں وہ ڈالیں۔۔۔۔

ایک بار ساری چیزوں کا جائزہ لیا۔۔۔۔

سب پوری تھیں۔۔۔عرفہ بس گلاب کی پتیاں اور ہار رہ گئے ہیں۔۔۔بارات کی آمد پر جوان پر پھینکنی ہیں اور ان کے استقبال پر جو پہنانے ہیں۔۔۔وہ اوپر کمرے میں رکھیں ہیں جا کر لے آ۔۔۔۔عائشہ بیگم نے اس حکم دیا۔۔۔

ایک ہاتھ میں پتیاں اور دوسری بازو میں پھولوں ہار ڈالے جلدی جلدی سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی کہ کہیں گاڑی میں بیٹھے عائشہ بیگم کا پارہ ہائی نا ہو جائے۔۔۔جو موقع باموقع ان کی اوقات یاد دلانا نا بھولتی تھیں۔کہ اچانک سیڑھیوں سے اترتے ہوئے لانگ فراک میں اس کا پاؤں پھنسا۔۔۔

exponovels

اس سے پہلے کہ وہ منہ کے بل نیچے گرتی۔۔۔

کسی کی مضبوط گرفت نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اس کو گرنے سے روکا۔

جس سے عرفہ بھی بچ گئی اور پھولوں کے ہار بھی زمین بوس ہونے سے بچ گیے۔۔۔

لیکن ایک ہار فراک کی ریشمی بازو سے پھسل کر شناور کے گلے کی زینت بن گیا۔۔۔

عرفہ نے گرنے ڈر سے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں۔

گوری دمکتی رنگت، گھنی مڑی لرزتی خمدار پلکیں، معصوم چہرہ، تھوڑی پر خم۔۔جو اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کا باعث بن رہا تھا۔۔۔۔

خود کے قریب محسور کن مہک کو محسوس کیا تو دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔

خود کو شناور ملک کے اتنا قریب دیکھ کر وہ ایک دم بوکھلائی۔۔۔اور پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔۔۔۔

مگر اس کے یوں پیچھے ہٹنے پر شناور نے ابرو اچکا کر اس کو دیکھا۔۔۔

جیسے کہہ رہا ہو اس گرفت سے نکلنا اتنا آسان نہیں۔۔۔۔

صاحب جی چھوڑیں۔۔۔بڑی بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں۔۔۔۔

اس نے شناور ملک کی بولتی نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے منمنا کر کہا۔۔۔

شناور جو اس کی کمر کو ایک ہاتھ سے جکڑے ہوئے تھا۔۔۔۔

ہاتھ پر کچھ چبھنے سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔۔۔

exponovels

فراک پر لگی سیفٹی پن کے کھل جانے سے اس کی انگلی پر خون کی بوند نکل آئی۔۔۔۔

اس نے اپنی انگلی منہ میں دبا کر خون صاف کیا۔۔۔۔

اور نیچے اترتی ہوئی عرفہ پر ایک جانچتی ہوئی تفصیلی نگاہ ڈالی۔۔۔۔

******

سوہارا چینج کیے باہر آئی۔۔۔سفید شارٹ نیٹ کی فراک اور پلازو جس کے گلے اور دامن پر سفید ہی نفیس موتیوں کا کام کیا گیا تھا۔۔۔

اس پر بہت جچ رہا تھا۔۔۔

اس نے اپنے کمر تک آتے سیاہ کرلی بالوں کو برش کر کے ہاف کو کیچر میں مقید کیا۔۔۔

سفید دمکتی رنگت کسی میک اپ کی محتاج نا تھی۔اس نے ڈریسنگ سے اٹھا کر تیاری کے نام پر پنک لپسٹک لگانی چاہی۔

صمید نے پیچھے سے آکر اسے بانہوں میں بھر لیا۔۔

چھوڑو صمید یہ کیا کر رہے ہو؟ سوہارا نے اس کی گرفت میں مچلتے ہوئے اس سے اپنا آپ چھڑوانا چاہا۔۔۔۔

تمہیں ان مصنوعی چیزوں کی ضرورت نہیں ابھی جو میں کروں گا تم اپنے آپ ہی سرخ ہو جاؤ گی۔۔۔

دیکھو صمید تمیز سے۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی صمید نے اس کا رخ اپنی طرف کر کہ اسے مزید بولنے سے روک دیا۔۔۔۔

سوہارا نے اسے دھکا دیا۔۔۔

اور اس کی حرکت پر ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

بہت برے ہو تم۔۔۔اس نے نم لہجے میں کہا

اب ایسا بھی میں نے کیا کر دیا۔۔۔۔

آخر فیانسی ہو تم میری اتنا تو چلتا ہی ہے۔۔۔۔

اس نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔

توجہ نا دو مسلہ۔۔۔توجہ دو تو مسلہ۔۔۔آخر تم لڑکیاں چاہتی کیا ہو؟

توجہ چاہتی ہوں مگر ایسی توجہ شادی کے بعد اچھی لگتی ہے۔۔۔

پلیز میں آخری بار کہہ رہی ہوں شادی سے پہلے آئندہ ایسا نا ہو یہ پہلی اور آخری بار تھا ورنہ میں سچ میں خفا ہو جاؤں گی۔۔۔اس نے نروٹھے لہجے میں کہا۔۔۔۔

******

لاہور کے ایک شاندار ہال میں بارات پہنچ چکی تھی۔۔۔

نکاح کے بعد کھانے کا دور چلا۔۔۔۔

آمنہ کو اس کی دونوں بہنیں زینیہ اور رابعہ سٹیج تک لائیں۔۔۔

آمنہ نے ڈیپ ریڈ بھاری کامدار لہنگا زیب تن کرر کھا تھا۔۔۔جس پر جدید طرز کا کام کیا گیا تھا۔۔۔ڈیپ ریڈ میک اپ میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

exponovels

اس کے سٹیج تک آنے کے بعد دلہا نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اوپر آنے میں مدد دی۔۔۔

پھر زینیہ اور رابعہ کے ساتھ سوہارا نے بھی مل کر دودھ پلائی کی رسم کی۔۔۔۔

وردہ اور عرفہ اپنی اماں کے ساتھ ہال کی آخری سیٹوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔۔

شاور جو سارے ہال میں گھوم رہا تھا بار بار گھوم کر نظر اسی پر جا ٹکتی۔۔۔۔

عرفہ کو سارا وقت خود پر اس کی جمی ہوئی نظریں محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

ہم۔۔۔کافی چھوٹی ہے پر ہے بالکل ویسی جیسے میں چاہتا تھا۔۔۔۔

ایسی ہی لڑکی کا ساتھ جس کے کچے ذہن میں صرف میرا نام پختہ ہو جائے تا عمر کے لیے۔۔۔

میں اس کے ذہن میں کسی دوسرے کو سوچ میں بھی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔

اسے میں اپنا بنا لوں گا۔۔۔۔وہ دل میں سوچ رہا تھا۔۔۔اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

*****

دودھ پلائی کی رسم سے بعد دولہے کو سلامی دینے کے لیے عائشہ بیگم اور وحید ملک سٹیج پر آئے۔ان کے انداز سے غرور و طنطنہ جھلک رہا تھا۔

عائشہ نے موٹی بھاری سونے کی چین دولہے کے گلے میں پہنائی۔۔۔

وحید ملک نے دولہے سے آہستہ آواز میں کہا۔۔۔اگر میری بیٹی کو خوش رکھو گے تو اس طرح کی نوازشیں ہوتیں رہیں گی۔

exponovels

عائشہ بیگم نے آمنہ کی ساس کے ہاتھوں میں جھمکوں کا باکس پکڑاتے ہوئے شہد ٹپکاتے لہجے میں کہا۔۔۔

بہن جی میری بیٹی کو اپنی بیٹی سمجھیے گا۔۔۔

اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو در گزر کیجے گا۔۔۔وحید ملک نے اپنی بیٹی اور داماد سے نوٹوں کی ایک گڈی

واری۔۔۔۔

اور مسرت کو آواز دی۔۔۔

مسرت نے عرفہ کو بھیجا لینے کے لیے۔۔۔۔

عرفہ سٹیج تک آئی تو وحید ملک نے نوٹوں کی گڈی اس کی طرف پھینکی۔۔۔

یہ منظر دیکھتے ہوئے شاور کی آنکھیں آگ اگلنے لگیں۔۔۔

اور پیشانی کی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔۔

*****

اوکشان آپ کے لیے ایک اچھی آپر چونیٹی ہے۔

اس کے ہی ایک سٹوڈنٹ کے بھائی شاہان جو اوکشان کا بھی جاننے والا تھا اس نے کہا۔۔۔

جی بتائے۔۔۔وہ جو سب لڑکوں کی نوٹ بکس چیک کرنے کے بعد انہیں واپس کر رہا تھا۔۔۔شاہان کی بات سن کر

اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

exponovels

اوکشان نے گھر کے ڈرائنگ روم میں ہی ٹیوشن سینٹر بنایا ہوا تھا۔۔۔

ایک پرائیویٹ سکول میں میتھس ٹیچر کی ضرورت ہے۔

سکول کافی اچھا ہے اور وہاں پر پے بھی کافی پر کشش ملے گی۔

ایک بار ٹرائی ضرور کیجئے گا۔۔۔

شاہان نے اسے اس سکول کی ساری معلومات فراہم کیں۔۔۔پھر چلا گیا۔۔۔۔

*****

سورج اپنے پورے آب وتاب سے چمک رہا تھا سخت گرمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

عرفہ اور وردہ بمشکل اپنی اماں سے اجازت لیے سکول آچکی تھیں۔۔۔

اب واپسی پر شدید گرمی کی وجہ سے حلق خشک ہو رہا تھا۔۔۔

گورنمنٹ سکول ان کے گھر سے کافی فاصلے پر واقع تھا۔۔۔۔

وہ دونوں گرمی کی شدت سے نڈھال آہستگی سے قدم اٹھاتے ہوئے چل رہی تھیں کہ قریب ہی گاڑی کے ٹائروں کی چڑچڑاہٹ کی آواز سنی۔۔۔تو ڈر کر کچھ قدم پیچھے ہٹیں۔۔۔

شاور جو آج کل فارغ تھا وحید ملک کے کہنے پر دربار کا راؤنڈ لینے جا رہا تھا۔۔۔راستے میں نظر اسی پری وش پر پڑی تو گاڑی روکی۔۔۔

کہاں جا رہی ہو؟

exponovels

شناور نے گاڑی کے شیشے سے تھوڑا سا سر باہر نکال کر کہا۔۔۔۔

عرفہ تو شناور سے ڈر کے مارے وردہ کے پیچھے ہو لی۔۔۔وردہ نے کہا ہم گھر جا رہے ہیں۔۔۔

بیٹھو گاڑی میں۔۔۔شناور نے ان دونوں کو زرا سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔

ہم چلے جائیں گے۔۔۔صاحب جی۔۔۔عرفہ آہستہ آواز میں بولی۔۔۔

میں نے کہا نا بیٹھ جاؤ۔۔۔۔

وردہ کا تو پہلے ہی گرمی کی شدت سے برا حال تھا۔۔۔

اس نے فوراً شناور کے کہنے پر عمل کیا خود بیٹھ کر عرفہ کا ہاتھ بھی کھینچنا چاہا۔۔۔۔

ایسا کرو تم آگے آجاو۔۔۔۔

وہ جو ابھی اسی سوچ میں تھی کہ اندر بیٹھے یا نا بیٹھے۔۔۔۔

شناور کی بات سن کر تو دل عجب لے پر دھڑکنے لگا۔۔۔۔

بیٹھ بھی جاؤ عرفہ۔۔۔باہر بہت گرمی ہے۔۔۔اندر دیکھو کتنی ٹھنڈک ہے۔۔۔۔

گاڑی میں چلتے ہوئے اے۔سی کی وجہ سے وردہ نے کہا۔۔۔۔

شناور نے اپنی ساتھ کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

ناچار عرفہ کو اندر بیٹھنا پڑا۔۔۔۔۔

عرفہ کے بیٹھتے ہی شناور نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔۔

exponovels

شاورنے منرل واٹر کی بوتل پیچھے وردہ کی طرف بڑھائی۔۔۔

یہ لو پانی پی لو۔۔۔۔

وردہ پانی کی طرف متوجہ ہوئی تو شاور نے عرفہ کی طرف ایک گہری نگاہ ڈالی۔۔۔سفید یونیفارم میں ملبوس وہ پرستان کی معصوم پری ہی معلوم ہورہی تھی۔۔۔۔

اس کی گود میں موجود سفید مومی ہاتھ پر اس نے اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

عرفہ تو اس کی حرکت پر فق نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

دل مانو جیسے دھڑکنا ہی بھول گیا ہو۔۔۔

پہلی بار کسی لڑکے نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

اس عمر میں یہ سب کچھ نیا نیا اور بہت خوش کن محسوس ہورہا تھا۔۔۔

اس نے ہمت کر کہ اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروانا چاہا۔۔۔۔

شاور ایک ہاتھ سے سٹیر نگ تھامے اور دوسرے ہاتھ سے اس کے مومی مجسمے کے ہاتھ کی نرماہٹ محسوس کررہا تھا۔۔۔۔

شاور نے اس کی کاروائی پر اپنی گرفت اور بھی مضبوط کی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وردہ کا دھیان ان پر پڑتا۔۔۔

شاور نے ایک مسکراہٹ اس کی طرف اچھال کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔۔

exponovels

وردہ نے اسے اپنے گھر کا پتہ بتایا۔۔۔

وہاں پہنچتے ہی شاور بولا۔۔۔

یہ تو دربار کی بالکل بیک پر ہے۔۔۔

وردہ نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

وہ دونوں گاڑی سے اتریں۔۔۔

شکریہ۔۔۔وردہ نے باہر نکلنے کے بعد اخلاقاً کہا۔۔۔

مجھے ایسا روکھا سوکھا شکریہ نہیں چاہیے۔۔۔

تم لوگوں کو چاہیے کہ مجھے گھر بلا کر کوئی چائے پانی ہی پوچھ۔۔۔تم تو یہاں سے ہی ٹرخا رہی ہو۔۔۔

شاور نے گاڑی سے باہر نکل کر اس سے ٹیک لگائے ہوئے۔۔۔

مصنوعی ناراضگی دکھاتے ہوئے کہا۔۔۔

آجائیں اندر شاید اماں ابھی گھر ہوں آپ ان سے بھی مل لینا۔۔۔وردہ نے کہا۔۔۔

وہ ان دونوں کی ہمراہی میں اندر آیا۔۔۔

مسرت کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اس لیے وہ آج گھر میں ہی تھی۔۔۔

اسلام و علیکم !

شاور نے انہیں سلام کیا۔۔۔

exponovels

وعلیکم السلام! وہ بھی اسے جواب دیتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

صاحب جی آپ یہاں خیر تو ہے۔۔۔۔

مسرت نے اسے اپنے گھر میں یوں دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔

بس دربار میں وصولی کے لیے آرہا تھا تو یہ دونوں راستے میں نظر آگئیں۔۔۔

سوچا انہیں گھر چھوڑ دوں۔۔۔اور ہاں ایک اور بات آپ مجھے صاحب جی نا کہا کریں میں آپ کے بیٹوں جیسا ہوں۔۔۔

کیوں سہی کہا نا۔۔۔اس نے پاس کھڑی عرفہ کی طرف دیکھتے ہوئے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

وہ جو یک ٹک اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔شاور کو اپنی طرف متوجہ ہوتے ہوئے دیکھ گڑ بڑا کر نظریں ادھر ادھر پھیریں۔۔۔

شاور اس کی بچکانہ حرکت پر مسکرا کر رہ گیا۔۔۔۔

آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ شاور نے مسرت سے پوچھا۔۔۔بس بیٹا اس عمر میں تو بیماریاں لگیں رہتی ہیں۔۔۔انہوں نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

آپ فکر نا کریں۔۔۔۔میں آپ کو میڈیسن لا دوں گا۔۔۔۔

نہیں نہیں بیٹا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔

تمہیں کیوں میں اپنی وجہ سے تکلیف میں ڈالوں۔۔۔۔انہوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

exponovels

اس میں تکلیف کی کیا بات ہے آپ نے بیٹا کہا ہے تو پھر بیٹے کا بھی تو کوئی فرض ہوتا ہے نا۔۔۔

وردہ یونیفارم تبدیل کرنے چلی گئی۔۔۔

جاؤ عرفہ جا کر ٹھنڈا پانی لاؤ۔۔۔ مسرت نے اسے بت بنے کھڑے دیکھا تو زرا سخت لہجے میں کہا۔۔

جی ابھی لائی۔۔۔وہ صحن میں پڑے گھڑے سے ٹھنڈا پانی لے آئی۔۔۔ کیونکہ ان کے گھر فریج جو نہیں تھا۔۔۔

عرفہ زرا بھی عقل نہیں تجھ میں زرا جو کبھی دماغ سے بھی کام لے یہ لڑکی۔۔۔

وہ اسے سادے پانی کا گلاس لاتے دیکھ غصے سے اسے اس کی حماقت پر لتاڑنے لگیں۔۔

اتنی گرمی میں بندہ شربت ہی بنالاتا ہے۔۔۔لا ادھر دے مجھے گلاس۔۔۔

وہ اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر اٹھی اور کچن کی طرف بڑھنے لگیں۔۔۔

رہنے دیں مجھے کسی بھی چیز کی طلب نہیں۔۔۔

نہیں بیٹا بس ایک منٹ رکو میں ابھی آتی ہوں۔۔۔ یہ کہہ کر وہ کچن کی طرف گئیں۔۔۔

بس ایک چیز کی طلب ہے اگر وہ مل جائے۔۔۔

شناور نے خمار آلود آواز میں عرفہ کہ طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

عرفہ اس کی بات کا مطلب سمجھ میں آتے ہی سر جھکائے مسکرانے لگی۔۔۔

شناور نے اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں اپنا عکس دیکھا جس پر گھنی پلکوں کی جھالر گر چکی تھی۔

کھلی کتاب کی مانند چمکتا چہرہ جس سے وہ اپنی نگاہیں ہی نا ہٹا پا رہا تھا۔۔۔

exponovels

کونسی کلاس میں پڑھتی ہو؟شناور نے قدرے سنجیدہ لہجے میں سوال کیا۔۔۔

9th

کلاس میں..اس نے سر جھکائے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔۔۔

کسی بھی سبجیکٹ میں کوئی مسلہ ہو تو مجھے بتانا میں سمجھادوں گا۔۔۔

ٹھیک ہے؟۔۔۔اس نے ابرو اچکا کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔

کل میں ہی تمہیں لینے آؤں گا۔۔۔آو گی نا میرے ساتھ۔۔۔؟

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی۔۔۔

مسرت ہاتھ میں ٹھنڈی ریگولر کوک کی بوتل ہاتھ میں پکڑے اندر آئی۔۔۔گھر میں شربت ختم تھا اس لیے وہ قریبی دکان سے بوتل لے آئی۔

یہ لو بیٹا پی لو۔۔۔۔

شناور نے ایک سپ لیا۔۔۔۔

اور بوتل ایک سائیڈ پر رکھ دی۔۔۔۔

یہ لیں اس نے اپنی پاکٹ میں سے کچھ نوٹ مسرت کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

بیٹا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔انھوں نے لینے سے انکار کیا۔۔۔۔

exponovels

بیٹا بھی کہتی ہیں اور پھر مانتی بھی نہیں۔۔۔رکھ لیں اپنی دوائیاں لے لیجئے گا۔۔۔

شکریہ بیٹا۔۔۔انہوں نے ممنون لہجے میں کہا۔۔۔

یہ وردہ کہاں رہ گئی۔۔۔ کہیں آتے ہی سو تو نہیں گئی۔۔۔

میں کھانا بناتی ہوں دوپہر کے کھانے کا وقت ہے تم کھانا کھا کر جانا۔۔۔

نہیں نہیں اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔

پھر کبھی سہی۔۔۔۔

شاور نے انہیں روکا۔۔۔۔

مگر پھر بھی وہ وردہ کو دیکھنے دوسرے کمرے میں گئیں۔۔۔۔

شاور نے بوتل اٹھا کر عرفہ کی طرف بڑھائی۔۔۔

عرفہ نے پہلے تو حیران نظروں سے اسے دیکھا پھر اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے خود بھی ایک گھونٹ بھرا۔۔۔۔

شاور اس کے عمل پر دل و جان سے نچھاور ہوتا ہوا۔۔۔خود پر قابو نا رکھ پایا۔۔۔۔

اسے کہاں امید تھی اتنی جلدی وہ اسے پسند بھی کر لے گی۔۔۔۔

اس کی تو جیسے امید بر آئی تھی۔۔۔۔

شاور نے اس کے قریب ہوتے ہوئے دھیرے سے اپنے لب اس کے گال پر رکھے۔۔۔۔

exponovels

اور اپنے قدم واپس لیے۔۔۔۔دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔پھر پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اپنی اماں سے کہنا مجھے جو چاہیے تھا وہ مل گیا اب کسی اور چیز کی طلب نہیں رہی۔۔۔۔ گھنی مونچھوں تلے لب مسکرائے۔۔۔

پیار بھرے لہجے میں کہتا ہوا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔۔

عرفہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے اپنی جگہ پر ساکت کھڑی رہی۔۔۔وہ گومگوں کی کیفیت میں مبتلا اپنے جذبات کو سمجھنے میں کوشاں تھی۔۔۔۔

*****

ایریا کے صدر نے صمید شیخ کی ورکشاپ کا افتتاح کیا۔۔۔۔

کچھ دنوں پہلے ہی شمع نے جو کمیٹی ڈال رکھی تھی اس کے پیسے ملتے ہی اس نے صمید کی نئی ورکشاپ بنانے میں اس کی مدد کے لیے کمیٹی کی رقم اس کے حوالے کی۔۔۔

کچھ صمید کی اپنی سیونگز بھی تھیں۔۔۔صمید میں چاہے لاکھ برائیاں ہی کیوں نا ہوں اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ بہت محنتی تھا۔۔۔

کسی بھی کام کو چھوٹا بڑا نا سمجھتا تھا۔۔۔

اس کی ماں نے بچپن سے اس کے دماغ میں ایک بات ڈال رکھی تھی کہ پیسہ کماؤ۔۔۔۔

آج کے دور میں جس کے پاس پیسہ ہے سب اسی کے ہیں۔۔۔۔

exponovels

وہ بھی اپنی مما کے بتائے اس اصول کو اپنائے ہوئے تھا۔۔۔

آدھی رات کو بھی کوئی کام آتا تو وہ پیسوں کے لیے اٹھ کر چل پڑتا۔۔۔

پیسوں کے لیے وہ نا دن دیکھتا نا رات۔۔۔

بس ایک ہی دھن سوار تھی۔ پیسہ کمانے کی مگر محنت سے۔۔۔۔۔

'اے بابو'۔۔۔ایک جوان خوبصورت گڑوی بجا کر مانگنے والی اس کی ورکشاپ کے باہر آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔

افتتاحی تقریب کی وجہ سے ابھی بھی باہر پھولوں کی پتیاں گری ہوئیں پڑیں تھیں۔

اپنی نئی دکان کا صدقہ 'تو دے۔۔۔۔

اس نے باہر کھڑے ہوئے صدا لگائی۔۔۔۔

کچھ کھانے کے لیے بھی دے۔۔۔۔۔

اس کی نظر اندر پڑے ہوئے بریانی کے ڈبوں پر پڑی تو للچائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

روپے کیا درختوں پر لگتے ہیں توڑ توڑ کر لُٹاتا

جاؤں۔۔۔۔

میں نے محنت سے کمائے ہیں۔۔۔اب اگر تجھے چاہیے تو تجھے بھی تو تھوڑی محنت کرنی پڑے گی۔۔۔

آ جا اندر تھوڑی ٹھنڈی ہوا بھی لے لے اور پیسے بھی صمید نے مسکرا کر اسی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے اسے

جواب دیا۔۔۔۔

exponovels

وہ اندر آئی تو صمید نے اسے اشارہ کیا۔۔وہ اسے ورکشاپ کے پچھلے سائیڈ پر بنے گودام میں لے گیا۔۔۔

اور اسے اپنی تھائی پر بیٹھنے کا کہا۔۔۔

آ کر لے لو۔۔۔۔

پتہ ہے میرا نام صمید شیخ ہے اور شیخوں سے پیسے نکلوانا کتنا مشکل کام ہے۔پر چل تیرے لیے یہ بھی سہی۔۔۔

وہ آ کر اس کی تھائی پر بیٹھی۔۔

صمید نے اپنی شرٹ کی فرنٹ پاکٹ سے ایک نوٹ کڑکڑاتا ہوا نوٹ نکال کر اسے تھمایا۔۔۔

۔۔۔۔۔

*****

اورینا جلدی اٹھو اسکول کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔۔

اس کی مام نے اسے آواز دی۔

کمرے میں لگے ہوئے وال کلاک پر نظر پڑتے ہی وہ اپنے مخملی بستر سے باہر نکلی۔۔۔

آنکھیں نیند کے بوجھ سے بند ہوتیں جا رہی تھیں۔اس نے کسلمندی سے انہیں مسلتے ہوئے خود کو ہوش دلانے کی کوشش کی۔

اور اٹھ کر فریش ہونے واش روم کی طرف چل دی۔

تیار ہو کر کمرے سے نکلی تو اس کے مام ڈیڈ اور تینوں بھائی ناشتے کی میز پر اسی کی آمد کے انتظار میں تھے۔

اسلام وعلیکم صبح بخیر۔۔۔

اس نے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے سب کو مشترکہ طور پر کہا۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔سب نے جواب دیا۔۔۔۔

مما مجھے بھوک نہیں۔۔۔اس نے منہ بنا کر کہا۔۔۔ صبح صبح مجھ سے نہیں یہ ہیوی ناشتہ ہوتا۔۔۔بس ایک گلاس دودھ یا جوس کچھ بھی دے دیں۔۔۔

بس ٹھیک ہے پھر ہم بھی ناشتہ نہیں کریں گے اس کے ڈیڈ اور تینوں بھائیوں نے بھی ناشتے سے ہاتھ روک لیا۔۔۔۔

بھیو۔۔۔۔یہ کیا بات ہوئی آپ سب مجھے جذباتی بلیک میل نہیں کر سکتے ایسے۔۔۔

اس نے چہرے پر خفگی لائے ہوئے کہا۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔اس نے اپنی پلیٹ میں پراٹھا رکھ کر بے دلی سے چھوٹے چھوٹے لقمے لینے شروع کیے۔۔۔تو سب نے اس کی تقلید کی۔۔۔۔

اورینا اپنے گھر میں سب سے چھوٹی اور لاڈلی تھی۔

اس سے بڑے تین بھائی تھے۔اورینا اپنے ڈیڈ اور مام کے علاوہ تینوں بھائیوں کی بھی آنکھوں کا تارا تھی۔

*****

اسلام وعلیکم !ایوری ون۔۔۔

مائی نیم از اوکشان راجپوت،اینڈ آئم یور میتھس ٹیچر۔۔۔

exponovels

اس نے اپنی سحر انگیز آواز میں کہا تو ساری کلاس اس کی سحر انگیز آواز میں کھو گئی۔۔۔

سو آج آپ سب کا بھی اس کلاس میں پہلا دن ہے اور میرا بھی۔۔۔

میرا تعارف تو ہو گیا اب آپ سب بھی باری باری اپنا تعارف کروائیں تاکہ میں بھی آپ کے بارے میں جان سکوں۔

ایکسکیوز می سر! مے آئی کم ان؟

اوکشان نے کلاس کی انٹریس پر دیکھا۔۔۔

جہاں ایک سٹوڈنٹ اندر آنے کے لیے اسی کی اجازت کی منتظر تھی۔

اس نے کڑے تیوروں سے ایک نظر دیکھ کر ایک لفظی جواب دیا۔

No....

پھر سے کلاس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

تو ہم کہاں پر تھے؟

سوری سر۔۔۔میں اس کلاس کی سی۔آر ہوں آج پہلی بار لیٹ ہوئی آئندہ ایسا نہیں ہو گا پلیز سر۔۔۔اس نے سر جھکائے ہوئے شرمندگی سے کہا۔۔۔

ٹھیک ہیں آجائیں۔۔۔

exponovels

لیکن یہ پہلی اور آخری وارننگ ہے۔کلاس کی سی۔آر کا یہ حال ہے تو باقی سٹوڈنٹس بھی اسی کے نقش قدم پر چلیں گے۔۔۔

آئندہ خیال رکھیے گا۔۔۔اس نے سرد لہجے میں کہا۔۔۔

وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

آج پہلے ہی دن اتنی بے عزتی کر دی۔۔۔۔

کلاس روم میں سب لڑکیاں اپنی اپنی نوٹ بک پر سوال نوٹ کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔

مگر اس کے سامنے رکھی گئی کاپی بالکل صاف وشفاف تھی۔۔۔

جس پر ایک بھی سوال نوٹ کرنے کی زحمت نا کی گئی تھی۔۔۔۔

اس کا دھیان میتھس کے سوالات پر ہوتا تو نا۔۔۔۔

وائٹ بورڈ پر چلتی ہوئی اس کی مخروطی ہاتھوں کی ابھریں ہوئیں رگیں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔

جس میں ایک مارکر موجود تھا۔۔۔

اور وہ تیزی سے انہیں الجبرے کا ایک سوال سمجھا رہا تھا۔۔۔۔

سوال کے اختتام پر اس نے مارکر بند کر کہ ایک طرف رکھا۔۔۔

اور پیشانی پر بکھرے اپنے بھورے سلکی بالوں میں ایک ہاتھ کی انگلیاں پھنسائے انہیں پیچھے کیا۔۔۔۔

سرخ وسفید دودھ جیسی رنگت، بڑی بڑی ذہین روشن آنکھیں،

exponovels

نفاست سے تر شی گئی مونچھوں تلے ہلکے گلابی لب، جب وہ بولتا اس کی توجہ اس کے بولتے لبوں پر جاتی۔۔۔
رنگت اتنی سفید تھی کہ سبز رگیں واضح ہوتیں۔۔۔ کیا کوئی لڑکا ہو کر بھی ایسا کمپلیکشن رکھ سکتا ہے۔۔۔

اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔

تھرڈرو میں فرسٹ ون۔۔۔۔۔

ٹیچر نے اس کی طرف اشارہ کر کہ کہا۔۔۔

میں۔۔۔ میں۔۔ سر۔۔۔۔ اس نے ہڑبڑا کر پوچھا۔۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔ اپنی نوٹ بک دیکھائیں۔۔۔۔

اس کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔۔۔۔۔

بھری کلاس میں بے عزتی کے ڈر سے۔۔۔۔۔

سر وہ۔۔۔۔

اس نے اپنی نوٹ بک بند کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں لی اور اور اپنی پشت کے پیچھے چھپائی۔۔۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔۔۔۔

اس نے ابرو اچکاتے کڑے تیوروں سے اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا۔۔۔۔

نوٹ بک؟

پوری کلاس میں سناٹا چھا گیا۔۔۔۔

exponovels

آپ کر کیا رہی تھیں۔۔۔جو کوئسچن آپ نے نوٹ نہیں کیے۔۔۔۔

اس نے اپنا غصہ ضبط کیے ہوئے کہا۔۔۔

سوری سر اگلی بار ایسا نہیں ہو گا۔۔۔اس نے تھوک نگلتے ہوئے کہا

یور نیم؟؟؟؟

او۔۔۔اورینا۔۔۔ سر اس نے گھبراہٹ کے مارے ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا کیے۔۔۔

دو بار آپ کو معاف کر چکا ہوں۔۔

نیکسٹ ٹائم اگر غلطی ہوئی تو فوراً کلاس سے آؤٹ کر دوں گا۔

گاٹ اٹ؟

اس نے تلخ لہجے میں کہا۔۔۔

ٹیک یور سیٹ ناو۔۔۔۔

اورینا نے بیٹھ کر ایک بار پھر سے سر کی طرف دیکھنا چاہا جو باقی بچوں کی نوٹ بکس کا جائزہ لے رہے تھے۔۔۔

غصے کو ضبط کرنے کے چکروں میں ان کا سفید چہرہ سرخی مائل تھا۔۔۔

اف اللہ کوئی غصے میں بھی اتنا پیارا لگ سکتا ہے۔۔۔۔

مگر تھوڑی دیر پہلے ہوئی سر کے ہاتھوں اپنی بے عزتی یاد آتے ہی اس نے منہ بسورا۔۔۔۔

آج پہلی بار مجھے کسی نے اتنا ڈانٹا ہے۔۔۔

اس نے دھیمی آواز میں کہا مگر ساتھ بیٹھی ازکا نے اس کی آواز سن لی۔۔۔

تمہاری حرکتیں ہی صبح کی ڈانٹ کھانے والی ہیں اب اس میں ہمارے سر بیچارے کا کیا قصور؟

اس کی بیسٹ فرینڈ ازکا بولی۔

تم میری پارٹی میں ہو یا سر کی؟

اورینا نے منہ پھلا کر کہا۔۔۔

افکورس تمہاری۔۔۔۔ یہ بھی بھلا کوئی پوچھنے کی بات ہے۔۔۔

تم صبح اتنی لیٹ کیوں ہوئی؟

وہ دراصل راستے میں بھیو کی گاڑی خراب ہو گئی بس اسی لیے تھوڑا سا لیٹ ہو گئی۔۔۔۔

اب کل سے وقت پر آؤں گی۔۔۔۔

ورنہ کل بھی سر سے بے عزتی۔۔۔۔

اس نے سر کی طرف دیکھنے کے لیے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔۔۔۔

مگر وہ کہیں بھی نظر نہیں آئے۔۔۔۔

سر کہاں گئے۔۔۔اورینا نے ازکا سے پوچھا۔۔۔۔

پیریڈ ختم ہو گیا اور سر تو چلے بھی گئے۔۔۔

ازکا نے بتایا۔۔۔۔

exponovels

ایسے لگا کہ کلاس اتنے لوگوں کے ہونے کے باوجود بھی خالی ہو گئی۔۔۔

******

ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔

شناور وحید ملک کے پاس آیا تو بولا۔۔۔

وہ جو الماری میں اپنے پیسے گن کر رکھ رہے تھے شناور کی بات سننے کے لیے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

ہاں بولو کیا بات انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

وہ سامنے رکھے صوفے پر بیٹھے۔۔۔

ڈیڈ میری بات زرا تحمل سے سنیے گا۔۔۔

مجھے دو سال ہو چکے ہیں مجھے ایک لڑکی پسند ہے۔میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔شناور نے آخر ہمت کر کہ ا

ٹھیک ہے۔۔۔اس میں اتنی پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔؟

جہاں میرا شیر کہے گا وہیں اس کی شادی کروں گا۔۔۔انہوں نے اس کے شانے پر تھپکتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

کون لوگ ہیں زات پات کیا ہے؟

حسب نسب کچھ پتہ بھی کیا ہے سب؟

انہوں نے تفتیش بھرے انداز میں کہا۔۔۔

exponovels

وہی تو مسلہ ہے۔۔۔آپ پہلے وعدہ کریں آپ ناراض نہیں ہوں گے اور میری بات بھی مانیں گے۔۔۔

اس نے ماں سے کہا۔۔۔

اب یہ پہلیاں کیوں بجھوا رہے ہو؟

صاف صاف بتاؤ بات کیا ہے؟

انہوں نے جھنجلاہٹ سے کہا۔۔۔۔

میں عرفہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔آخر کار وہ مدعے کی بات پر آیا۔۔۔

کون عرفہ؟

انہوں نے حیرانگی سے استفسار کیا۔۔۔۔

دربار کے پیچھے ان کا گھر ہے۔مسرت آنٹی کی بیٹی۔

عرفہ۔۔۔۔

وہ کام والی؟

وہ اس کی بات سن کر حیران ہوتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے۔۔۔۔

پلیز ڈیڈ اونچی مت بولیے مام نے سن لیا تو گھر میں طوفان اٹھا لیں گیں۔۔۔۔

اس نے وحید ملک کا ہاتھ تھام کر دھیمی آواز میں کہا۔۔۔

تاکہ وہ پرسکون ہو جائیں۔

exponovels

پاگل واگل تو نہیں ہو گئے ؟

کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو ؟

ان کا اور ہمارا کوئی جوڑ نہیں۔۔۔ بھول جاؤ اسے ؟

انہوں نے اسے گھورتے ہوئے اپنا فیصلہ سنا دیا۔۔۔

پلیز ڈیڈ۔۔۔ مان جائیں نا پلیز۔۔۔ اس میں آپ کا بھی ایک فائدہ ہے۔۔۔ شناور نے انہیں منانے کے لیے ایک اور ٹِرک استعمال کی۔

وہ کیا؟

انہوں نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔

ان کا گھر دربار کے بیک سائیڈ پر ہے۔ اگر وہ جگہ ہمیں مل جائے تو دربار کی جگہ میں توسیع ہو جائے گی۔

پھر آپ کا فائدہ ہی فائدہ۔۔۔ کیوں کیا کہتے ہیں؟

وحید ملک اپنے بیٹے کی اتنے آگے کی سوچ پر مسکرائے بنا نہ رہ سکے۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ آپشن اتنا برا بھی نہیں۔۔۔۔ میری طرف سے ہاں سمجھو۔۔۔۔

مگر مام ؟

اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

وہ کبھی بھی تمہاری بارات لے کر نہیں جائے گی اس کے گھر۔۔۔ اس کی ناک بڑی اونچی ہے۔۔۔

exponovels

پھر ڈیڈ آپ ہی کوئی صلاح دیں؟

اس نے ان سے مشورہ مانگا۔۔۔۔

ایسا کرو تم مسرت سے بات کرلو۔۔۔

پھر سادگی سے ہم دونوں کسی اور کو ساتھ لے جاکر سادگی سے نکاح کی رسم کرلیں گے۔۔۔۔

مگر اپنی ماں سے بعد میں تم خود نبٹو گے۔۔

مجھے اس میں نہیں لاؤ گے۔۔۔

میں یہاں تک ہی تمہارا ساتھ دے سکتا ہوں اس سے زیادہ نہیں۔۔۔

انہوں نے کہہ کر اپنی جان چھڑوائی۔۔۔

تھینک یو ڈیڈ۔۔۔۔

وہ خوشی سے ان کے گلے لگا۔۔۔

جو آپ میرے لیے کر رہے ہیں اتنا بھی بہت ہے۔

*****

یوں دریچے سے نا جھانک اے بنتِ حوا

رک گیا اگر ابنِ آدم تو ایمان سے جائے گا۔

اس کی بائیک کی آواز سن کر اس نے دروازے سے باہر جھانکا۔۔۔۔

exponovels

وہ اس کے روز کے آنے جانے کے معمول سے اچھی طرح واقف تھی۔

وہ ان کے گیٹ کے پاس سے گزرنے لگا تو دروازے میں اسے کھڑا دیکھ بائیک کی رفتار دھیمی کی۔۔۔

اور پلٹ کر اندر دیکھا جہاں وہ کھڑی تھی۔

صمید تم میرے ساتھ ایس کیسے کر سکتے ہو؟

اس نے روہانسی آواز میں کہا۔۔۔۔

میں نے کیا کیا؟

صمید نے بائیک روک کر ایک طرف کی۔

اور گیٹ کے پاس آیا۔۔۔۔

میں نے سنا ہے کہ تمہاری اس سوہا را سے شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔۔۔

اور گھر کے اوپر جو پورشن بنایا ہے اس میں تم اسے رکھو گے۔۔۔

واہ بڑی خبریں ہیں تمہیں تو میرے بارے میں صمید نے نچلا لب دانتوں میں دبائے شرارت سے ہنس کر کہا۔۔۔۔

تم بتاؤ مجھے تم یہ شادی کر رہے ہو یا نہیں؟

اس نے تیکھے لہجے میں سوال کیا۔۔۔۔

سچ تم جانتی ہو پھر پوچھ کیوں رہی ہو؟

صمید نے ابرو اچکاتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔۔۔

exponovels

توپھر وہ جو مجھ سے کیا وہ سب کیا تھا۔۔۔

وہ اپنی آنکھوں میں نمی لائے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس نئے کمرے میں صرف میں ہوں گی تمہارے ساتھ اور کوئی نہیں۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔

اس نے حتمی لہجے میں کہا۔۔۔

آجانا شام کو جلدی آجاؤں گا۔۔۔۔

تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دوں گا۔۔۔۔

اس کمرے میں پہلے تمہیں جگہ دوں گا پھر کسی اور کو۔۔۔۔

صمید نے آنکھ بلنک کرتے ہوئے کمینگی سے کہا۔۔۔۔

اس نے غصے میں دروازہ اس کے منہ پر زور سے بند کیا۔۔۔۔

صمید تاسف سے سر ہلاتا ہوا اپنی بائیک پر بیٹھا اور اسے سٹارٹ کیا۔۔۔۔

*****

درد کا پہلا 'د' نکال دیں تو "رد" بنتا ہے۔

دوسرا 'د' نکال دیں تو "در" بنتا ہے۔

کسی کے در سے انسان جب رد کر دیا جاتا ہے تو درد ملتا ہے۔

exponovels

اور یہی درد انسان کو اس در سے جوڑ دیتا ہے جہاں کوئی بھی رد نہیں کیا جاتا۔اور یہ درد اس نے اپنے لیے خود منتخب کیے تھے۔

اس خاردار راستے پر چلنے کے لیے وہ خود تیار ہوئی تھی۔

شادی کے دو سال بعد جا کہ اس کی سونی گود بھری تھی۔

مگر ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد اسے بتایا تھا کہ اس کا بے۔بی مکمل نہیں۔۔۔

اس لیے اسے ابارشن کروانا پڑے گا۔۔۔

ہادی اور آنیہ یہ خبر سن کر ابھی تک شاک کی کیفیت میں تھے۔

یہی خبر جب ہادی کے گھر والوں تک پہنچی تو آنیہ کی ساس نے گھر بھونچال مچا دیا۔۔۔۔

دو سال بعد یہ کوئی وارث دینے والی تھی اب تو ہم اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔۔۔۔

ہادی میری بات مان لے ابھی بھی وقت ہے اسے کوڑے کے ڈھیر کو وہیں چھوڑ آ جہاں سے لایا تھا۔۔کسی کام کی نہیں یہ۔۔۔۔

یہی منحوس رہ گئی تھی ہمارے لیے۔۔کام کی نا کاج کی دشمن اناج کی۔

میں کوئی اچھی سے لڑکی دیکھ کر تیری شادی اس سے کرواوں گی۔۔۔دفعہ کر اس کلموہی کو۔۔۔۔

ہادی نے آنیہ کی طرف دیکھا جو ان کی باتیں سن کر بالکل خاموش تھی۔۔۔اور زار و قطار آنسو بہانے میں مصروف تھی۔

exponovels

وہ سرد آہ بھر کر رہ گیا۔۔۔۔۔

******

دو سال بعد آج وہ چاروں لاہور کے ایک مشہور ریسٹورنٹ میں اکھٹا ہوئے تھے۔۔۔۔

ہائے بڈی کیسا ہے؟انصب نے اوکشان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔۔۔

ٹھیک ہوں یار۔۔۔تو سنا۔۔۔۔

اوکشان بولا۔۔۔۔

تم لوگ بس باتوں سے ہی پیٹ بھرنے والے ہو کچھ کھلاؤ گے نہیں۔۔۔صمید نے کہا۔۔۔۔

شاور نے مینو دیکھ کر سب کی پسند کا آرڈر کیا۔۔۔۔

بہت عرصے بعد اکٹھا ہوئے بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے ورنہ اتنی بزی لائف میں دوستوں کے ساتھ وقت گزارنا تو

ایک خواب سا ہو گیا ہے۔۔۔اوکشان نے کہا۔۔۔

صحیح کہا تو نے۔۔۔ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے آج کتنی دیر بعد ملے۔۔۔انصب نے کہا۔۔۔۔

انصب تیری پڑھائی اب تک کمپلیٹ نہیں ہوئی کیا؟؟؟؟

شاور نے ہوچھا۔۔۔۔

نہیں یار ابھی کہاں۔۔۔دو سال ابھی اور ہیں ایل۔ایل۔بی کمپلیٹ ہونے میں۔۔۔۔

شادی کے کب ارادے ہیں؟

exponovels

صمید نے انصب سے پوچھا۔۔۔

یار۔۔۔۔شادی۔۔۔میں نے ابھی اس کے بارے میں نہیں سوچا۔۔۔وہ بھی ہو ہی جانی ہے ایک دن۔۔ابھی میرا فرسٹ ٹارگٹ اپنی پڑھائی کمپلیٹ کرنا پھر والدین کی خدمت۔۔۔

انصب نے تسلی بخش جواب دیا۔۔۔

او کشان تو بتا۔۔۔

یار صمید تو ہم دونوں سے کیوں اتنی تفتیش کر رہا۔۔۔؟

او کشان نے پوچھا۔۔۔۔ کہیں تم خود تو نہیں ان شادی وادی کے جھمیلوں میں پھنسنے والے؟

ہا۔ہا۔ہا۔۔۔وہ زور سے ہنسا۔۔۔۔

سچ میں تُو شادی کر رہا ہے؟شاور نے بھی لہجے میں حیرت لیے پوچھا۔۔۔

یار آمنے سامنے گھر ہونے کے باوجود بھی ہم دونوں ایک دوسرے سے اتنے بے خبر رہے۔۔۔۔شاور نے کہا۔۔۔

میں نے تم سب کو اسی لیے آج کال کر کہ اکٹھا کیا ہے مجھے تم اب کو یہ نیوز دینی اور شادی پر انوائیٹ بھی کرنا تھا۔

اس جمعہ کو نکاح اور مہندی۔ہفتے کو بارات اور اتوار کو ریسپیشن۔۔۔تم سب نے آنا ہے۔۔۔

میں کوئی بہانا نہیں سنوں گا۔۔۔

صمید نے انگلی اٹھا کر ان سب کو پیار بھرے لہجے میں وارن کیا۔۔۔۔

سب مسکرانے لگے۔۔۔۔

exponovels

اس جمعہ کو تو میں بھی عرفہ سے نکاح کر رہا ہوں۔۔۔پھر میں کیسے جا پاؤں گا؟

شناور نے دل میں سوچا۔۔۔

یار میں نے بھی تم سب سے ایک بار شئیر کرنی ہے۔۔شناور نے کہا تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

یار صمید یہ بات اپنے تک ہی رکھنا گھر میں نا بتانا جو میں بتانے لگا ہوں۔۔۔شناور نے اسے کہا۔۔۔

وہ کیا ہے نا اگر تو نے یہ بات گھر میں کی تو عورتیں ایک دوسرے کو نئی خبر پہنچانے میں دیر نہیں کرتیں۔۔۔

میں اپنی پسند سے اس جمعہ کو نکاح کر رہا ہوں۔۔۔۔

کیا؟

سب بیک زبان ہو کر چیخنے کے انداز میں بولے۔۔۔۔

جس شناور نے کبھی لڑکیوں کو ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں آج اس کا بھی کسی پر دل آگیا۔۔۔یہ ماجرا کب رونما ہوا۔۔۔

اور ہمیں خبر بھی نا ہو سکی۔۔۔صمید نے شوخ لہجے میں کہا۔۔۔۔

بس یار ہے کوئی۔۔۔شناور نے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

جیسے ابھی بھی وہ معصوم چاند سا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہو۔۔۔۔

اوکشان نے اسے سب کے بیچ میں کھوئے ہوئے دیکھا تو اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا۔۔۔اوئے۔۔۔بھائی صاحب ہوش میں آو۔۔۔۔

وہ پلکیں جھپک کر حال میں واپس لوٹا۔۔۔۔

exponovels

یار تو بتا کیا چل رہا ہے؟ انصب نے اوکشان سے پوچھا۔۔۔

سب پرانا یار۔۔۔بس اب ایک سکول میں ٹیچنگ شروع کی ہے۔ باقی وہی ٹیوشنز اور پرائیوٹ سٹڈیز۔۔۔۔

اب کچھ دنوں میں سب سے بڑی بہن کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنی ہے۔بس دعا کرنا میں اکیلے سب اچھے سے مینج کر پاؤں۔۔۔اوکشان کے لہجے میں تفکر جھلک رہا تھا۔۔۔۔

*****

اوکشان سٹاف روم میں موجود تھا۔۔۔

وہ اکیلا ہی تھا کسی دوسری کلاس کے فری پیریڈ میں ٹیسٹس چیک کر رہا تھا۔

May I come in Sir...

اورینا نے اندر آنے کے لیے اجازت چاہی۔۔۔۔

ہم۔۔۔یس۔۔۔اس نے اپنے کام میں مشغول ہوئے ہی اسے آنے کے لیے کہا۔

اورینا نے ساری نوٹ بکس اس کی ٹیبل پر رکھیں۔۔۔اور نروس سے سر جھکائے ہوئے کھڑی رہی۔۔۔

بلیو شرٹ اور بلیک جینز پہنے۔۔۔لبوں کو دانتوں تلے کچلتا اپنے کام میں پوری طرح منہمک تھا۔۔۔۔

کیا سحر انگیز پرسنالٹی کا مالک تھا۔۔۔

اورینا کا دل بے قابو ہوا۔۔۔اس کے ماتھے پر بکھرے ہوئے سیاہ بالوں کو دیکھ کر۔۔۔

exponovels

ہلکی سی بیرڈ میں بلا کا پرکشش نظر آرہا تھا۔۔۔

یہ اتنے پیارے ہیں یا مجھے لگتے ہیں؟

اس نے خود سے ہی سوال کیا۔۔۔۔

مگر شاید وہ خود میں اتنا ڈوب چکی تھی کہ اسے پتہ ہی نا چلا کہ یہ بات اوکشان کے کانوں سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔۔۔

آپ ابھی تک یہاں کیوں کھڑی ہیں؟

کام ہوتے ہی یہاں سے چلے جانا چاہیے تھا۔۔۔۔

اپنے دماغ کا استعمال زرا کم کیجیے۔۔۔۔

ابھی آپ کی عمر نہیں ان سب خرافات میں پڑنے کی۔۔۔۔

وہ قہر ذدہ لہجے میں اس پر دھاڑا۔۔۔۔

ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہئیر۔۔۔۔

اس نے ہاتھ میں موجود پین کو جنبش دیتے ہوئے اسے باہر کی راہ دکھائی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتی۔۔۔۔

اتنی بعزتی پر وہ خود کو سنبھال نہ پائی۔۔۔روتی ہوئی باہر نکل گئی۔۔۔۔

******

ازکی میں اردو میڈیم میں چلی جاؤں گی۔۔۔اورینا نے اس سے دل کی بات شئیر کی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اور ایسا کس کے لیے کر رہی ہو صاف نظر آ رہا ہے مجھے۔۔۔ازکی نے تیکھے انداز میں کہا۔۔۔

بعض آ جاؤ۔۔۔۔ورنہ نقصان اٹھاؤ گی۔۔۔ازکی نے اسے باور کروانا چاہا۔۔۔۔

اوکشان کو جب سے اورینا کی دماغی خرافات کا کچھ علم ہوا تھا تو اس نے ان کی کلاس سے پیرڈ چھوڑ دیئے تھے۔

اب وہ اردو میڈیم کلاس کو ہی پڑھا رہا تھا۔۔۔

اس لیے اورینا نے سوچا وہ بھی اردو میڈیم میں چلی جائے گی۔۔۔۔

میں آج ہی گھر والوں سے بات کرتی ہوں اس بارے میں اورینا اپنے فیصلے پر بضد تھی۔۔۔

اورینا تم پاگل تو نہیں ہو گئی۔۔۔ان کے لیے اپنا فیوچر داؤ پر لگانے چلی ہو۔۔۔

FSC

کے لیے انگلش میڈیم ہونا ضروری ہے۔۔۔تم ٹاپر ہو اس کلاس کی۔۔۔کیوں کھیل رہی ہو اپنے آپ

سے۔۔۔۔اس نے افسردگی سے کہا۔۔۔۔

ازکی تم نہیں سمجھو گی۔۔۔

وہ میرے لیے کیا ہیں؟

اگر وہ مجھے نہیں ملے تو میں مر جاؤں گی۔۔۔

پلیز تم تو میری دوست ہو۔۔۔میری مدد کرو پلیز۔۔۔۔اس ازکی سے بھرائے ہوئے لہجے میں مدد مانگی۔۔۔۔

اورینا خود کو سمبھالو یار۔۔۔اس نے اورینا کو اپنے ساتھ لگا کر اپنے ساتھ کا احساس دلایا۔۔۔

exponovels

******

انصب نے اپنا کالا کوٹ اپنی اماں کے سامنے لا کر رکھا۔۔۔

یہ لیں اماں آج مجھے میرا مقصد مل گیا۔۔۔

میری وکیل بننے کی خواہش پوری ہو گئی۔۔۔۔

اور یہ صرف اور صرف آپ کی مہربانی اور اجازت سے ممکن ہوا ہے۔

بیٹا میں نے تمہاری بات مانی۔۔۔۔

مگر اب تم میری بات مانو گے۔۔۔

انہوں نے مان سے اس کے سر پر دست شفقت رکھ کر پوچھا۔۔۔۔

آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر۔۔۔اس نے عقیدت سے ان کے ہاتھ کی پشت کو چومتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔۔۔

اس کام سے ملنے والی رشوت اور حرام کی کمائی مجھے نہیں چاہیے۔۔۔اس دور میں اس پیشے سے حلال کمانا ممکن نہیں۔۔۔۔

تیرے ابا کے جانے کے بعد میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں۔۔۔

مجھے اور تیری بہن کو تیرا ساتھ چاہیے۔۔۔۔

تم یہیں رہو گاؤں میں ہمارے پاس۔۔۔

اور اپنے بابا کی کریانے کی دکان سمبھال لو۔۔۔

exponovels

انصب نے پہلے تو بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔

پھر چند لمحوں میں ہی فیصلہ لیتے ہوئے سر جھکا کر کہا۔۔۔

جیسا آپ کا حکم۔۔۔۔

******

اک خواب مسلسل آتا ہے

تیرا چہرہ نیند سجاتا ہے

پھولوں پہ بھنورے کی مانند

میرے دل کو وہ بہلاتا ہے

آنکھوں سے سرمئی رنگوں سے

میرے من کو راہ دکھاتا ہے۔

اپنے لمس کی بھینی خوشبو سے

میرے احساس کو وہ مہکاتا ہے

دھڑکن کے سُر اور سرگم پہ

وہ مجھ کو گیت سناتا ہے۔

اک خواب مسلسل آتا ہے

exponovels

تیرا چہرہ نیند سجاتا ہے۔

آج سر کی برتھ ڈے ہے۔ مگر میں انہیں یہ گفٹ کیسے دوں؟

ساری کلاس کے سامنے دینا تو اچھا نہیں لگے گا۔۔۔ کہیں سر سب کے سامنے میری بے عزتی نا کر دیں اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔

اس نے اپنی پاکٹ منی سے اوکشان کے لیے گفٹ خریدا تھا۔۔۔۔

اوکشان فری پیریڈ میں سٹاف روم میں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھتا تھا۔۔۔

اس کے وہاں جانے سے پہلے ہی اورینا نے وہ گفٹ اس کے کیبن میں رکھ دیا۔۔۔

وہ خود ہی دیکھ کر سمجھ جائیں گے۔۔۔

اس نے دل میں خوشی سے سرشار ہو کر سوچا۔۔۔۔

اور دبے قدموں سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

*****

ابھی تک آئے ہی نہیں۔۔۔ اس نے اپنے مجازی خدا کے انتظار میں ادھر سے ادھر کوئی سو چکر کاٹ لیے تھے۔۔۔

گاڑی کی آواز تو آئی تھی۔۔۔

اس نے دل میں سوچا۔۔۔

پھر ابھی تک آئے کیوں نہیں؟

مجھے پکا یقین ہے یہ ان کی گاڑی کی ہی آواز تھی۔۔۔

وہ خود سے ہی مخاطب تھی۔۔۔۔

کیا کروں کیا کروں؟؟؟

اس نے خود ہی مسلے کا حل تلاش کرنا چاہا۔۔۔

اگر میں نے دروازے میں جا کر دیکھا تو۔۔۔۔تو وہ غصہ کریں گے۔۔۔

کہیں گے دروازے پر کیا کر رہی تھی۔۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔یہ ٹھیک نہیں۔۔۔

مجھے دروازہ یوں بلاوجہ کھول کر باہر جھانکنا نہیں چاہیے۔۔۔۔

پھر کیا کروں کیسے دیکھوں انہیں۔۔

ہاں آئیڈیا۔۔۔اس کے دماغ نے کام کیا۔۔۔۔

ایک ہی جست میں سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے۔۔۔

چھت پر پہنچی۔۔۔

رات ہونے کے باعث کوئی بھی اپنی چھت پر موجود نا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنی چادر سے اچھے سے منہ ڈھانپ لیا۔۔۔اور گلی میں دیکھا۔۔۔۔

گاڑی تو گھر کے دروازے کے قریب کھڑی تھی۔۔۔

exponovels

یہ کہاں ہیں؟؟

وہ دشمنِ جاں۔۔۔

سامنے والے دو گھر چھوڑ کر تیسرے کے دروازے پر موجود تھا۔۔۔

گلی میں اکا دکا ٹیوب لائٹ روشن تھی۔۔۔

زیادہ روشنی نا تھی۔۔۔

وہ کسی لڑکی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اس کے ہاتھ کو سہلا رہا تھا۔۔۔

اس لڑکی کے ہاتھ میں موجود سونے کی انگوٹھی جس میں شاید باریک سا ہیرا جڑا تھا،اندھیرے میں بھی چمک رہی تھی۔۔۔

وہ ٹوٹے ہوئے دل سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئی۔۔۔

تھینک یو۔۔کیف ویراں نے صمید سے کہا۔۔۔

صمید دل ہی دل میں اسے بے وقوف بنانے پر خوش ہو رہا تھا۔۔۔

کیونکہ کچھ دن ہی پہلے کیف نے اسے دھمکی دی تھی۔۔۔

اگر تم نے مجھ سے شادی نا کی تو میں تمہاری بیوی کو جو بھی ہمارے بیچ ہے سب بتا دوں گی۔۔۔

اگر تم نے اپنا منہ کھولا تو۔۔۔صمید نے اس کا جبڑا اپنے مضبوط ہاتھ میں بھر کر بھینچتے ہوئے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے بتا دو اسے سب کچھ پھر بیٹھی رہنا بغیر بجلی اور گیس کے۔۔۔۔

کیف نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

بھول گئی یہ گیس اور بجلی کے میٹرز کس نے لگوا کر دیئے۔ کس کے نام پر ہیں۔۔۔۔

سب کچھ بند کروا دوں گا۔۔۔

اور جو آئے دن تم اور تمہاری ماں مجھ سے نوٹ بٹورتی ہو وہ کس کھاتے میں؟؟؟؟

زرا سا بھی منہ کھولا تو تمہاری محلے میں ایسے نشر کروں گا نا کہ۔۔۔۔

پورا محلہ ایک منٹ لگائے گا تم ماں بیٹیوں کو یہاں سے نکالنے میں۔۔۔۔

اس نے چٹکی بجاتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا

کیف کو لگا کہ غصے میں کہیں وہ صمید سے ہاتھ نا دھو بیٹھے۔۔۔

اس نے اسی وقت اس سے اپنے روپئے کی مانگ لی تھی۔

اور آج صمید اسے منانے کے لیے واپسی پر جھوٹھی رنگ لایا تھا۔۔۔

جسے کیف اپنے ہاتھوں میں پہن کر پھولے نہیں سما رہی تھی۔

سوہارا کو آج بھی دو سال پہلے اپنی شادی کا دن یاد تھا۔۔۔۔

جب صمید نے شادی کی پہلی رات اس سے وفا کے عہد و پیمان کیے تھے۔

اس پر اپنی محبتیں نچھاور کیں تھیں۔

آج ان کی ایک سال کی بیٹی بھی تھی۔

exponovels

مگر آج اسے یہ بات سچ ثابت ہوتی ہوئی لگی۔۔۔

"کہ یہ بات مرد کی سرشت میں شامل ہے کہ وہ ایک عورت سے فیض یاب ہونے کے بعد بھنورے کی مانند دوسری کلی کے گرد منڈلانا شروع کر دیتا ہے"۔

ابھی سوہار اسوچ ہی رہی تھی کہ سامنے شناور کے گھر سے چیخوں کا طوفان بر آمد ہوا۔۔۔

وحید ملک کے گھر میں سے آوازیں سن کر سب ان کے گھر کے باہر اکٹھا ہو گئے۔۔۔

عرفہ سیڑھیوں سے نیچے گری ہوئی تھی اس کی حالت بہت تشویشناک تھی۔۔۔

شناور اسے اپنی بانہوں میں بھر کر باہر لایا۔۔۔

گاڑی میں بٹھا کر فوراً سے پیشتر گاڑی قریبی ہسپتال کی طرف بھاگا دی۔

شناور کی نظریں آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے ابھی بھی اپنی بیوی پر ہی مرکوز تھیں۔

اسے آج بھی اپنی شادی کی وہ حسین رات یاد تھی جب عرفہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی بن گئی تھی۔

اس کی ماں اور بہنوں نے اس کی گھر آمد پر کافی واویلا مچایا تھا۔۔۔

مگر شناور نے کسی ایک کی بات پر بھی کان نادھرتے ہوئے اسے اس گھر میں رکھا۔۔۔اور پوری طرح سے اپنا بنا لیا۔۔۔

وہ سب کے سامنے عرفہ کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔اور اسے لاک لگایا۔۔۔

exponovels

پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ سامنے کھڑی گھٹنوں کو چھوتی ہوئی لال فراک پر بھاری کامدار دوپٹے کو مضبوطی سے تھامے اس معصوم سی لڑکی کو دیکھ کر اس کا سارا غصہ ہوا جو اپنی بہنوں کی بدتمیزی پر تھا ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا۔

کچھ دن پہلے ہی شناور نے عرفہ کو نکاح کے لیے اس کی پسند کی شاپنگ کروائی تھی۔

آج وہ اسی قیمتی لباس میں ملبوس تھی۔

وہ باہر۔۔۔اس نے سب کے خوف سے گھبراتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کی شفاف چمکتی آنکھیں اس کی ناک میں جھولتی سادہ سی نتھلی پر ٹکی ہوئی تھی جو اس کے بولنے یا حرکت کرنے پر اس کے سرخ لپ اسٹک سے رنگے ہونٹوں سے مس ہو جاتی، اس کی نتھلی اور ہونٹوں کا یہ ملن اس کے جذبات کو اتھل پتھل کر رہا تھا، اس کا دل کیا ہاتھ بڑھا کر اس کی حرکت کرتی نتھلی کو چھوئے،

اس کا دل اسے دیکھ کر باغی ہو رہا تھا، وہ بھی اس لڑکی کو دیکھ کر جس پر وہ اپنا پورا حق رکھتا تھا،

بھول جاؤ سب۔ابھی یہ وقت بہت قیمتی ہے۔

ان فضول باتوں میں ضائع کر کہ اسے برباد مت کرو۔۔۔۔

شناور نے اس کا دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھا۔۔۔جو بھاری ہونے کی وجہ سے اس نازک اندام کے لیے مشکل کا سبب بنا ہوا تھا۔۔۔

اسے لرزتا دیکھ شناور نے اسے کہا۔۔۔جاو چینج کر لو۔۔۔

وہ پھرتی سے واش روم کی طرف مڑی۔۔۔۔

exponovels

جیسے جان بچی سو لاکھوں پائے۔۔۔۔

شاور اسکی تیزی پر مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ نکلی تو دلہن والے لباس سے آزاد ہو چکی تھی،

بستر کے قریب کھڑی سوچ میں مبتلا تھی اب کیا کروں۔۔۔ کہ بیڈ پر لیٹے ہوئے شاور نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پانے کی وجہ سے اس کے اوپر لڑھک گئی،

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔؟" اسے اتنے قریب دیکھ کر وہ گھبراہٹ کا شکار ہو رہی تھی۔۔

"اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں۔۔" یونہی لیٹے ہوئے اس کی کمر پر اپنے بازوؤں کا گھیراؤ مزید تنگ کیا تو مزید اس کے قریب ہو گئی تھی،

اتنا قریب کہ اس کے سینے میں تیزی سے دھڑکتے دل کی آواز وہ باآسانی سن سکتا تھا، وہ اس کے اتنا قریب تھا کہ بے ترتیب سانسوں کے زیر و بم کو بخوبی گن سکتا تھا،

اس وقت وہ اس کے اتنا قریب تھا کہ اس کے وجود سے اٹھتی گرمائش وہ اپنے وجود پر محسوس کر سکتا تھا،

وہ اس کے اتنا قریب تھا کہ اس کے ناک سے جھولتی نتھلی کو اپنے ہونٹ کی ذرا سی حرکت سے چھو سکتا تھا، اس کی قربت کی وجہ سے اس کے چہرے پر آتے جاتے حیا کے رنگ اس سے چھپے نہ رہ سکے تھے،

عرفہ اس کی زندگی میں پہلی لڑکی تھی جو اس کی زندگی کا حصہ بنی تھی، اس کے اتنا قریب ہوئی تھی،

وہ اس کی معصومیت کا شیدائی بن چکا تھا، آج اس کے چہرے پر پھیلے حیا کے رنگ نے مزید اس کا اسیر بنا دیا تھا۔۔

exponovels

میں چاہتا ہوں۔۔ جیسے میں نے اپنے جذبات صرف ایک کے لیے سمبھال کر رکھے ہیں۔۔

میرے ہمسفر کے جذبات بھی میری طرح خالص ہوں صرف میرے لیے ہوں۔اس نے اس کے کان کے قریب آتے ہی سرگوشی نما آواز میں سحر پھونکا۔۔۔۔

اس کے جھکے سر کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے بے اختیار ہو کر شناور نے اپنا پہلا حق اس پر استعمال کیا..

اپنی گردن پر جا بجا اس کے نرم گرم ہونٹوں کا لمس محسوس کر کے عرفہ نے شرم سے آنکھیں میچ لیں،شناور کے چوڑے سینے پر جمے اس کے نرم مخملیں ہاتھ نے بے اختیار ہو کر اس کی ٹی شرٹ کو مٹھیوں میں قید کر لیا،اس کا تیزی سے دھڑکتا دل جیسے باہر نکلنے کو بے تاب تھا،

پھر شناور نے اس کی کلائی میں خوبصورت نازک سے ڈیزائن والا بریسلٹ پہنایا۔۔۔

"میں..میں خود پہن لوں گی.."لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی..

،لمحے بھر کو نظروں کا ٹکراؤ ہوا،پھر اس نے نظریں جھکا لیں..

شناور نے اسے مزید بولنے کا موقع نہ دیتے ہوئے اسے آج اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔۔۔

ان کی ایک بیٹی تھی۔اب دوبارہ عرفہ امید سے تھی۔۔۔

کافی دیر بعد آپریشن تھیٹر کی لائٹ آف ہوئی تو ڈاکٹر نے باہر آکر اسے کے شانے پر ہاتھ رکھ کر افسردگی سے کہا۔۔۔

آئم سوری ہم آپ کے بچے کو نہیں بچا سکے مگر پیشنٹ اب خطرے سے باہر ہیں۔۔۔

exponovels

تھوڑی دیر میں انہیں ہوش آجائے گا پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔وہ پیشہ ورانہ انداز میں کہتے ہوئے آگے بڑھ گئیں۔۔۔

جب عرفہ کو ہوش آیا تو شناور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے بیٹھا تھا۔

کیسی ہو؟؟؟

اس نے رندھے لہجے میں سوال کیا۔۔

عرفہ کی آنکھوں سے آنسو لکیر کی مانند بہنے لگے۔۔۔۔

شناور نے اپنی پوروں سے اس کے قیمتی موتی چنے۔۔۔۔

میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔۔۔

اس نے اس کا ہاتھ دبا کر کہا۔۔۔۔

کیسے ہوا یہ سب؟

شناور نے بالآخر اس حادثے کا موجب جاننا چاہا۔۔۔۔

وہ مجھے۔۔۔رابعہ نے۔۔۔اس نے جھجھکتے ہوئے اپنی بات کہی۔۔۔

کیا رابعہ نے؟؟؟اس نے ابرو اچکا کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔۔

مجھے رابعہ نے سیڑھیوں سے دھکا دیا تھا۔۔۔۔

کیا؟؟؟

exponovels

شناور کو اپنی بہن پر پہلے سے ہی شک تھا۔

وہ کئی بار اسے کھلے عام دھمکی دے چکی تھی۔۔۔

لے جاؤ اسے یہاں سے ورنہ میں اس کی جان لے لوں گی۔

عرفہ شروع دن سے ہی اس کی ماں اور بہنوں کی آنکھوں کو کھٹکتی تھی۔اس بات کا اسے علم تھا۔۔۔

مگر یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس حد تک گر جائیں گی کہ اس کے آنے والے بے گناہ اور معصوم بچے کی موت کا باعث بن جائیں گی۔

*****

انصب کی اماں نے ایک رشتہ کروانے والی کو اس کے لیے ایک ایسی لڑکی کا رشتہ ڈھونڈنے کے لیے کہا جس کے آگے پیچھے کوئی نا ہوں۔

مطلب اس کے ماں باپ نا ہوں۔

بقول ان کے جن لڑکیوں کی مائیں سلامت ہوتیں ہیں وہ اپنی بیٹیوں کو سسرال میں جینے نہیں دیتی۔۔انہیں الٹی سیدھی پٹیاں پڑھاتی ہیں۔

کہ وہ اپنے شوہر کو لے کر علیحدہ ہو جائے۔۔۔۔

ان کے بڑے دونوں بیٹے بھی اپنی بیویوں کے کہنے پر علیحدہ ہو چکے تھے۔۔۔

exponovels

اب وہ اپنے لاڈلے بیٹے کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کے لیے یہ سب کر رہی تھیں۔اگر لڑکی کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہو گا تو بار بار میکے جانے کی خواہش بھی نہیں کرے گی۔۔۔

یہ ان کی سوچ تھی۔

آج رشتہ کروانے والی نے انہیں ایک ایسی ہی لڑکی کا رشتہ بتایا انہیں کی گاؤں کی ایک لڑکی ہے جس کے والدین وفات پا چکے تھے اور وہ اپنے چاچا، چاچی کے پاس رہتی تھی۔

لڑکی میٹرک پاس تھی۔ویسے تھی بہت خوش شکل۔۔۔

انہوں نے رشتہ کروانے والی سے کہہ کر بات آگے بڑھانے کے لیے کہا۔۔۔

میں نے تمہارے لیے ایک لڑکی پسند کی اب خیر سے تم دکان اچھے سے سمبھال رہے ہو۔۔۔

تو شادی بھی کر دینی چاہیے۔۔۔

کیوں کیا کہتے ہو؟

انہوں نے سامنے بیٹھے ہوئے انصب سے اس کی رضامندی جاننا چاہی۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں جیسے آپ کی مرضی۔۔ایک ماں اپنی اولاد کے لیے جو بھی فیصلہ لیتی ہے اس کے بھلے کے لیے ہی لیتی ہے۔۔۔۔

انصب نے کہا۔۔۔

میں بوڑھی جان کب تک چولہا چوکھا دیکھوں گی۔۔۔۔

exponovels

خیر سے تمہاری بہن کی شادی بھی کر دوں گی تو گھر کو سنبھالنے کے لیے بھی تو کوئی ہونا چاہیے۔۔۔۔

میری بوڑھی ہڈیوں میں اب جان نہیں یہ سب دیکھنے کی۔۔۔۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔

یہ عمر آپ کی آرام کرنے کی ہے نا کہ کام کرنے کی۔۔۔انصب نے ان کی بات کی تائید کی۔۔۔

اس کی تصویر دیکھو گے ؟

انہوں نے انصب سے پوچھا۔۔۔

نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔آپ کی پسند میری پسند۔۔۔اس نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

وہ اپنے لاڈلے بیٹے کہ بات سن کر اس پر صدقے واری جانے لگیں۔۔۔۔

****

آج سکول میں فیرویل پارٹی تھی۔۔۔

اوریناخوب من لگا کر تیار ہوئی۔۔۔۔

اس نے پیازی رنگ کا خوبصورت ایمبرائیڈری والا لانگ گھیر دار فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنے۔۔۔

اپنے لمبے بالوں میں پرمز بنائے۔۔۔آگے سے ہاف بالوں کو ٹوئسٹ دیے۔۔۔۔

لائٹ پنک نیچرل کلر کا میک اپ کیے۔۔۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔۔

exponovels

سکول میں تو جیسے رنگ و بو کا سیلاب امڈ آیا تھا۔۔۔

ہر کوئی ایک دوسرے سے خوبصورت لگنے کے چکر میں تھا۔۔۔۔

ہائے اورینا۔۔۔۔۔

ازکی نے اس کے پاس آتے ہی اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔ کیسی ہو؟؟؟

اورینا نے بھی اس کا حال دریافت کیا۔۔۔۔

میں ٹھیک تم سناؤ آج بڑی کھل رہی ہو۔۔ خیر تو ہے۔۔۔۔

ازکی نے اس کے چہرے پر الوہی چمک محسوس کی تو پوچھا۔۔۔۔

آج میں بہت خوش ہوں ازکی۔۔۔اس نے ازکی کے شانوں کو تھام کر گول گول گھومتے ہوئے اور ساتھ اسے بھی

گھماتے ہوئے کہا۔۔۔

آج ہمارا اس سکول میں آخری دن ہے آج میں ان سے اپنی فیلنگز کا باقاعدہ اظہار کرنے والی ہوں۔۔۔۔

ازکی نے اسے روکا۔۔۔۔

پاگل ہو تم بالکل۔۔۔ کبھی کوئی لڑکی بھی پہلے پیش رفت کرتی ہوئی اچھی لگتی ہے؟؟؟

اس نے خفگی سے کہا۔۔۔۔

تم نہیں سمجھو گی ازکی پیار و محبت میں کوئی انا نہیں ہوتی۔۔۔۔

exponovels

میں کروں یا وہ بات تو ایک ہی ہے۔۔۔۔

سر کہاں ہیں؟؟؟؟؟

ازکی نے اس سے پوچھا۔۔۔۔

ہم۔۔۔میں نے سر کو باہر جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ازکی نے سوچنے کے انداز میں کہا۔

کیا سر چلے تو نہیں گئے۔۔۔؟

اور ینا نے فق نگاہوں سے ازکی کو دیکھتے ہوئے دھڑکتے دل سے سوال کیا۔۔۔۔

آؤ ابھی آفس سے پتہ لگا لیتے ہیں۔۔۔۔ازکی نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔۔۔۔

نہیں تم جاؤ پلیز مجھ میں کچھ بھی برا سننے کی ہمت نہیں۔۔۔۔اس نے اپنے ڈوبتے ہوئے دل کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔۔۔

جانے کیوں اس کا دھڑ دھڑ کرتا دل اسے کسی انہونی خبر دے رہا تھا۔۔۔۔

ازکی پرنسپل کے آفس میں داخل ہوئی تو۔۔۔

اس نے کہا۔۔۔

مے آئی کم ان سر۔۔۔

یس۔۔۔۔

exponovels

سر وہ مجھے پوچھنا تھا کہ ہمارے سابقہ میتھس ٹیچر سر اوکشان نظر نہیں آرہے۔۔۔آپ کو ان کے بارے میں کچھ پتہ ہے۔۔۔اس نے مودبانہ انداز میں پوچھا۔۔۔۔

کیوں آپ نے کیا کہنا تھا انہیں؟

پرنسپل نے اپنا چشمہ درست کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

وہ ہماری کلاس نے سر کے لیے الوداعی گفٹ لیا تھا وہی انہیں دینا تھا۔۔۔۔

اس نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے بہانہ گھڑا۔۔۔۔

اب اپنی دوست کے لیے اتنا تو کر ہی سکتی ہوں۔۔۔بہت جذباتی ہے وہ۔۔۔اس نے دل میں خود سے کہا۔۔۔۔

سر اوکشان نے سکول چھوڑ دیا ہے۔۔۔ابھی وہ کچھ دیر پہلے وہ اپنے صرف ڈاکیومینٹس ہی کلیکٹ کرنے آئے تھے۔۔۔۔

وہ یہ جاب چھوڑ چکے ہیں۔۔۔۔۔

پرنسپل صاحب کی بات سن کر اورینا کے تو پیروں تلے زمین نکل گئی۔۔۔۔

وہ الٹے قدموں بھاگتی ہوئی سٹاف روم میں آئی۔۔۔۔

اس نے تیر کی تیزی میں سر کا پرسنل کیبین کھولا۔۔۔۔

اس کا رکھا گفٹ آج بھی جوں کا توں پڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

exponovels

سر آپ۔۔۔آپ۔۔ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔۔۔۔

تھر تھراتے ہوئے لبوں سے یہ فقرہ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلا۔۔۔۔

چہرہ آنسوؤں سے جل تھل ہو گیا۔۔۔۔

اتنی کی گئی تیاری پل بھر میں خاک ہوئی۔۔۔۔

کاجل بہہ بہہ کر سارے چہرے پر پھیل چکے تھا۔۔۔۔

اپنے جذبات کی ناقدری پر اس نے اپنے آنچل سے اپنا چہرہ بے دردی سے رگڑا۔۔۔۔

جیسے گلاب کی پنکھڑیوں پر گرے شبنم کے قطروں کو بے دردی سے ہٹا دیا گیا ہو۔۔۔۔

ازکی سٹاف روم میں داخل ہوئی تو اپنی دوست کی در گوں حالت پر بھاگ کر اس کے قریب پہنچی۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔اس نے ازکی کا سہارا پاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اس کا حال دیکھتے ہوئے ازکی کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر گئے۔۔۔۔۔

اسے کہاں برداشت تھا کہ اس کی دوست یوں بے حال ہو جائے۔۔۔۔

میرے پاس تو ان کا کانٹیکٹ نمبر بھی نہیں۔۔۔

نا کوئی اتہ پتہ۔۔۔۔میں کیا کروں گی۔۔۔ازکی۔۔۔

میں کیا کروں گی۔۔۔۔

exponovels

اس وقت وہ پوری طرح اپنے حساس کھو چکی تھی۔۔۔۔

ازکی نے اس کو اپنے گلے لگایا۔۔۔

اور رینا نے بھی اس کے ساتھ لگی۔۔۔۔

وہ تو ایسے رو رہی تھی جیسے ابھی ابھی کوئی تازہ مرگ ہوئی ہو۔

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے آج ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے کھو دیا ہو۔۔۔۔۔

******

شادی کے چار سال بعد اللہ تعالیٰ نے پھر سے آنیہ کی سن لی تھی۔۔

ان چار سالوں میں آنیہ دن بھر گھر کے کام کرتی اور اپنی ساس کی جلی کٹی باتیں سنتی زیادہ تر جن میں گھر سے بھاگ کر آئی ہوئی لڑکی کے ہوتے تو کبھی کسی نا کسی کام میں مین میخ نکالنا۔۔۔۔

حلانکہ آنیہ اپنی طرف سے پوری کوشش کرتی کہ انہیں باتیں سننے کا کوئی موقع نا دے۔۔۔

مگر وہ کوئی نا کوئی بات پکڑ ہی لیتی اسے کا دل جلانے کو۔۔۔

سارا دن اپنی جیٹھانی کی طنزیہ نظریں بھی برداشت کرتی۔۔۔

ہادی جب موڈ اچھا ہوتا تو اس پر نثار ہوتا مگر جب اپنا دل نہیں کرتا اس سے بے رخی برتتا۔۔۔۔

آنیہ اب اس زندگی سے سمجھوتہ کر چکی تھی۔۔۔۔

ہادی آج اسے ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کروانے کے لیے لے کر آیا تھا۔۔۔۔

exponovels

ڈاکٹر نے سب کچھ نارمل بتایا۔۔۔

گاڑی کسی شناسا راستے پر گامزن دیکھ کر آنکہ ہادی سے پوچھ بیٹھی۔۔۔

ہم کہاں جارہے ہیں؟

کیونکہ یہ راستہ تو۔۔۔۔۔

تم نے مجھے اتنی بڑی خوشی دی ہے تو آج میں نے بھی یہ سوچا کہ تمہیں بھی کیوں ناخوش کر دیا جائے۔۔۔

مگر گھر میں بات کسی کو پتہ نہیں چلے۔۔۔ماں کے غصے کو تو تم جانتی ہو۔۔۔۔

مگر ہم وہاں کیسے؟؟؟

وہ بھی اتنے عرصے بعد۔۔۔۔

پتہ نہیں کیا کریں گے سب ہمیں دیکھ کر۔۔۔۔۔

میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔۔

اس نے آنیہ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔

گھر کے دروازے پر پہنچے تو ہادی نے دستک دی۔۔۔۔۔

دروازہ عرفہ نے کھولا۔۔۔۔۔

شنا اور عرفہ کو اس کی اماں مسرت کے گھر چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔۔

تاکہ وہ یہاں کچھ دن آرام کر لے۔۔۔۔۔

exponovels

اماں۔۔۔اس نے سامنے آنیہ کو دیکھ کر خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔۔۔

اماں دیکھو کون آیا ہے۔۔۔۔

مسرت اس کی خوشی بھری آواز سن کر کمرے سے باہر آئی تو ساکت رہ گئیں۔۔۔۔

اب کیا لینے آئی ہے یہاں۔۔۔۔

تو اسی دن مر گئی تھی میرے لیے جس دن تو نے اس گھر سے اپنے قدم باہر نکالے تھے۔۔۔۔

انہوں نے قہر زدہ لہجے میں کہا۔۔۔۔

دفعہ ہو جا یہاں سے دوبارہ اپنی شکل نا دکھانا مجھے۔۔۔۔

آنیہ کو چکر سا آیا اس نے وہیں دہلیز پر کھڑے ہوئے دروازے سے سہارا لیا۔۔۔تا کہ خود کو سنبھال سکے۔۔۔۔

آخر کو وہ ماں تھیں۔۔۔

ان سے آنیہ کی حالت دیکھی نا گئی۔۔۔

وہ تیز قدموں سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئیں۔۔۔۔

اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے صحن میں بچھی ہوئی چار پائی پر بٹھایا۔۔۔۔

جا بہن کے لیے پانی لا۔۔۔انہوں نے عرفہ سے کہا۔۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔

ہادی نے انہیں سلام کیا۔۔۔

exponovels

وعلیکم السلام۔۔۔انہوں نے ایک تفصیلی نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

دیکھنے میں خوبرو اور کسی اچھے گھر کا معلوم ہوا۔۔۔

اس کے کپڑوں سے ہی اس کی مالی خوشحالی کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔۔

ہادی نے ان سے اپنی اور آنیہ دونوں کی طرف سے معافی مانگی۔۔۔

کچھ پس وپیش کے بعد انہوں نے انہیں معاف کر دی۔۔۔

اپنی ماں سے مل کر آنیہ کے مرجھائے ہوئے چہرے پر رونق سی بکھر گئی۔۔۔

جسے ہادی نے بخوبی محسوس کیا۔۔۔۔

پھر آنیہ نے انہیں خوشخبری بھی سنائی۔۔۔

مصطفیٰ جو کھیلنے کے لیے بیٹ پکڑے باہر جا رہا تھا۔۔۔۔

مسرت نے اسے کہا۔۔۔

باہر جائے گا تو کسی نے تجھ سے پوچھا آنیہ کے بارے میں تو کہنا کہ وہ اپنی دادی کے پاس گاؤں میں تھی وہاں دادی نے اس کا رشتہ دیکھ کر شادی کرا دی تھی۔

اب آئی ہے ہم سے ملنے۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔مصطفیٰ نے کہا اور باہر نکل گیا۔۔۔

عصر کی نماز کا وقت ہوا تو مسرت نماز پڑھنے کے لیے وضو کر کہ کمرے میں چلی گئی۔۔۔

exponovels

عرفہ اور شناور کی بیٹی فاریہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔

آنیہ ہادی اور عرفہ تینوں آپس میں باتیں کرنے لگے۔۔۔۔

میں نے اپنے بے بی کے لیے آن لائن کچھ ڈریسز آرڈر کیے ہیں۔۔۔ہادی نے فون آن کر کہ فیس بک سے آنیہ کو وہ دکھانے لگا۔۔۔

آؤ عرفہ تم بھی دیکھو۔۔۔۔

بہت پیارے ہیں آنیہ نے اسے بھی پاس بلایا۔۔۔۔

ایک طرف آنیہ تھی تو دوسری طرف عرفہ چارپائی پر بیٹھی جبکہ ہادی درمیان میں تھا۔۔۔

وہ تینوں مل کر موبائل پر ڈریسسز دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے شناور بنا دستک دیئے ہی اندر آیا۔۔۔۔

جو مصطفی کھلا چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔

سامنے ہی عرفہ کو کسی غیر مرد کے اتنا قریب بیٹھے ہوئے دیکھ کر شناور کے تو تن بدن میں آگ لگتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

مگر وہ خود پر ضبط کرتا ہوا اندر آیا تاکہ سارا معاملہ جان سکے۔۔۔۔۔

عرفہ نے شناور کو اندر آتے دیکھا تو اسے سلام کیا۔۔۔۔

مگر اس کی آنکھوں میں کچھ عجب سا دیکھ کر گھبرائی۔۔۔۔

exponovels

وہ اس کے لیے پانی لینے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

اتنے میں ہی مسرت نماز سے فارغ ہو کر باہر آئی تو انہوں نے ہادی اور شناور کا آپس میں تعارف کروایا۔۔۔

دیری ہونے کے باعث ہادی اور آنیہ اب سے مل کر چلے گئے۔۔۔۔

مگر جاتے جاتے شناور کے دماغ میں عرفہ کے خلاف شک کا بیج بو گئے۔۔۔۔

جس دروازے سے شک اندر آتا ہے محبت اور اعتماد اسی راستے سے باہر نکل جاتا ہے۔

جب مرد کے اندر شک کا کیڑا اکلبلانے لگتا ہے تو ساری محبت کو لپیٹ کر ایک سائیڈ پر رکھ دیتا ہے۔۔۔۔

شک اور بے یقینی کی گرد ہر خوبصورت رشتے کو دھندلا دیتی ہے۔۔۔۔

دیکھتے ہیں اس شک کا انجام کیا ہو گا۔۔۔اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت ہی کرنے والا تھا۔۔۔۔۔

*****

آج سادگی سے انصب اور عزنا کا نکاح کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

حجلہ عروسی میں داخل ہوتے ہی اس نے کمرے کے دروازے کو بند کیا۔۔۔۔

سامنے اسی کے بستر پر موجود اس کی نئی نویلی دلہن سرخ عروسی لباس میں ملبوس سر جھکائے بیٹھی تھی۔

اس نے آنے والے اپنے ہمسفر کی طرف دیکھا۔۔۔

جس سے کچھ دیر پہلے ہی عمر بھر کے لیے ایک مظبوط بندھن بندھا تھا۔۔۔۔

مگر اس نے ابھی تک اس ہمسفر کو دیکھا تک نا تھا۔۔۔۔

exponovels

وہ سفید کاٹن کی کڑکڑاتی شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

عام سے شکل وصورت کا مالک، گندمی رنگت، مناسب قد۔اس نے ایک نظر اس پر ڈال کر اپنی نظریں جھکائیں۔۔۔۔۔

مقابل آنے والے وجود نے جب اپنی ہونے والے دلہن کے روپ میں اسے دیکھا۔۔۔۔

چندپل کے لیے تو دل دھڑکنا ہی بھول گیا۔۔۔

یہ ضرور میری کسی نیکی کا صلہ ہے جو خدا پاک نے دنیا میں ہی جنت کی حور سے نوازا۔۔۔۔

اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔

اماں کی پسند کو داد دینی پڑے گی۔۔۔۔

سخت گرمی کے باعث کمرے میں گھٹن اور حبس تھا۔۔۔۔

دلہن کی پیشانی پر پسینے کے ننھے منے قطرے جگمگا رہے تھے۔۔۔

ایسے لگا رہا تھا جیسے اس کے سرخ گال گلاب ہوں اور ان پر پسینے کے قطرے اوس کی طرح گرے ہوں۔۔۔

وہ ہاتھ بڑھا کر ان ہیروں کی طرح چمکتے ہوئے قطروں کو چھو لینے کا خواہش مند ہوا۔۔۔

کمرے میں موجود واحد پنکھے کی سپیڈ فل کی۔۔۔۔۔

چہرے کے ایک طرف گری ہوئی لٹ ہوا سے اڑ کر اس کے گال کو ہل ہل کر چھونے لگی۔۔۔

دھیرے دھیرے قدم بڑھاتا اس کے قریب آ رہا تھا۔۔۔۔

exponovels

اس سے پہلے کہ وہ اسے اپنی حالتِ دل سے آگاہ کرتا یا اسے چھو کر محسوس کر پاتا۔۔۔۔

دھڑ۔۔۔۔دھڑ۔۔۔۔۔

کمرے کا دروازہ کسی نے باہر سے بری طرح پیٹ ڈالا۔۔۔۔

اس نے گہری سانس لی۔۔۔اور اپنے قدم واپس دروازے کی طرف لیے۔۔۔۔

دوروازہ کھولتے ہی اس کی اماں صائمہ بی بی اندر آئی۔۔۔۔

بیٹا مل لیا اپنی دلہن سے ؟

انہوں نے ابرو اچکاتے ہوئے سوال پوچھا۔۔۔۔

جی۔۔۔ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ۔۔۔

چلو ٹھیک ہے جاؤ نہا کر کپڑے تبدیل کر لو۔۔۔

اور باہر صحن میں تمہارے لیے چارپائی پر بستر بچھا دیا ہے تمہاری بہن نے۔۔۔۔

جا کر آرام کرو۔۔۔۔

دلہن کی تم فکر نا کرو۔۔۔

میں ہوں نا اس کے پاس۔۔۔

چلو جاؤ شاباش۔۔۔۔۔

exponovels

انہوں نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اس کی شادی تو کروادی تھی۔ مگر اسے اپنے آپ سے دور کرنے کی سکت نہیں تھی۔۔۔

انصب بجھے دل سے کمرے میں موجود لکڑی کی الماری سے اپنے کپڑے لیے واش روم میں چلا گیا۔۔۔

باہر آیا ایزی ٹراوزر اور ٹی شرٹ پہنے اور گلے میں ٹاول ڈالے۔۔۔ شیشے کے سامنے کھڑے بالوں میں بے دلی سے برش پھیرا۔۔۔ نظریں ابھی بھی اس پر مرکوز تھیں۔ وہ جو اس کی موجودگی کی وجہ سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔ وہ ابھی بھی بستر پر ہی موجود تھی۔۔۔

انصب۔۔۔ باہر سے اس کی اماں کی آواز آئی تو وہ اپنی نئی نویلی دلہن پر ایک تفصیلی نگاہ ڈالتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔

*****

کالج سے چھٹی کا وقت تھا۔ کیف ویراں کافی دیر سے پوائینٹ کے انتظار میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

اس کے فون کی میسیج ٹون بجی تھی۔ اس نے ہاتھ ڈال کر بیگ میں سے اپنا فون نکالا اور سکرین پہ نظر دوڑائی

صمید کا نمبر سکرین پہ تھا جو 'ہیو آ گڈ ڈے' بول رہا تھا وہ مسکرائی اور اسے جوابی پیغام بھیجا۔

کہاں پر ہو؟؟ کہیں گھومنے جائیں آج؟؟ نیا میسیج موصول کرنے کے بعد وہ سوچ میں پڑ گئی

کہاں جانا ہے؟؟ بلآخر اس نے ریپلائی کیا

ویسے ہی کہیں پہ۔۔۔

exponovels

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔اس نے کہا

صمید نے اسے باہر کھڑے رہنے کو کہا تھا۔بس چند منٹوں میں ہی پہنچ رہا ہوں۔۔۔میرا انتظار کرو۔۔۔

وہ سٹاپ پر کھڑی ہوئی مسلسل صمید کے بارے میں سوچ جا رہی تھی جو اس کے حواس پہ چھا رہا تھا وہ بے تاب تھی اس سے ملنے کے لئے۔۔۔

کہاں جا رہے ہیں ہم؟؟ کیف نے بیتابی سے اس کی گاڑی میں بیٹھ کر پوچھا۔۔۔

صمید نے پارک کے اندر جانے کے بجائے گاڑی کا رخ موڑ لیا تھا۔۔

ہم پارک میں نہیں جا رہے۔اس نے اس لیے پوچھا کیونکہ اکثر وہ وہیں جاتے تھے۔۔۔کیف نے پوچھا۔۔۔

بہت لوگ ہوتے ہیں وہاں۔۔۔صمید نے ڈرائیونگ پہ توجہ مرکوز کرتے ہوئے کہا۔۔۔

صمید اپنے لیے ایک چھوٹی سی کار خرید چکا تھا۔۔۔اسی میں وہ کیف کو کبھی کبھی کالج سے پک کر لیتا تھا۔۔۔

پھر کہاں وہ سوچ میں پڑ گئی تو اسے دیکھ کر مسکرایا۔

ڈرو نہیں تمھیں اغوا نہیں کرونگا میں۔۔۔وہ خفیف ہوئی پھر سر موڑ کر باہر کے مناظر دیکھنے لگی

ان کا رخ شہر سے باہر کی طرف تھا وہ چونکی لیکن خاموش رہی

وہ شہر سے باہر آ گئے تھے آبادی ختم ہو گئی تھی اکا دکا گھر کچھ کچھ فاصلے پر موجود تھے کچھ مزید دور آ کر جنگل شروع ہو گیا یہاں سڑک کے دونوں جانب جنگلی درختوں اور پیڑ پودوں کی بہتات تھی صمید نے ایک جگہ سڑک سے اتاری اور کچھ دور لے جا کر درختوں کے درمیان روک دی۔

exponovels

وہ گاڑی بند کر کے نیچے اترا اور اور کیف کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے باہر آنے کا اشارہ کیا۔۔

کیسی جگہ ہے یہ ملنے کے لئے بتاؤ؟؟؟ وہ اس سے پوچھ رہا تھا وہ آہستگی سے اتر کر باہر آئی اور دروازہ بند کیا۔۔

وہ درختوں کے وسط میں تھے سورج کی روشنی وہاں بے حد کم پہنچ پا رہی تھی۔

عجیب سی جگہ ہے۔۔۔اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی

کیوں تمھیں نہیں پسند آئی؟؟

نہیں پیاری جگہ ہے وہ ہلکی سی مسکرائی۔

چلو بیٹھو یہاں۔۔اس نے کہا تو وہ اس ہمراہ ایک صاف سی جگہ پہ گھاس کی اوپر بیٹھ گئی وہ بالکل قریب ہی بیٹھ گیا۔۔

تمھیں یہاں اس لئے لایا کیوں کہ پارک میں بہت سارے لوگ ہوتے ہمیں تنہائی میسر نہ آتی۔۔

تنہائی کی کیا ضرورت۔؟۔۔اس نے آنکھ اٹھا کر صمید کو دیکھا ہم بات تو ہیں بھی کر لیتے وہ بولی نا جانے کیوں دل بے طرح دھڑکنے لگا تھا وہ اس کے بے حد قریب بیٹھا تھا، اس کا گلہ خشک ہونے لگا۔

کیوں کہ مجھے تم سے تنہائی میں ملنا تھا۔۔

چلو۔۔۔اس نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔۔۔۔

شہر سے زرا دور کچھ کواٹر ٹائپ ایک ہی جیسے مکان بنے تھے۔وہ اسے وہاں ہی لے آیا۔۔۔

چند لمحے یوں ہی خاموشی سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گزرے تھے پھر صمید نے اسے کھینچ کے اپنے قریب کیا وہ اس کے اوپر ڈھے سی گئی اس کی سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگی تھی۔

exponovels

صمید نے اسے ذرا دور کر کے اس کا دوپٹہ جدا کیا اور اسے اپنے اپنے بالکل قریب کر لیا وہ بے قرار سی ہو گئی۔۔۔

دونوں ایک دوسرے میں پوری طرح سے کھو گئے۔۔۔۔

ایک گھنٹے بعد وہ واپس گاڑی میں آ بیٹھے

صمید یہ درست نہیں۔۔۔کچھ دیر بعد اس نے چہرہ اس کی طرف موڑ کر کہا صمید چونکا تھا

کیا درست نہیں ہے؟؟

یہ ہمارا یوں ملنا۔۔وہ سیٹ پر پہلو بدلتے ہوئے بولی

کافی جلدی نہیں خیال آ گیا تمہیں کہ یہ سب صحیح نہیں۔۔۔

ہہنہ۔۔۔صمید نے طنزیہ انداز میں ہنکارا ابھر کر کہا۔۔۔۔

صمید پلیز مجھ سے شادی کر لو۔۔۔۔

صمید مطمئن انداز میں گاڑی ڈرائیو کرنے میں محو تھا۔۔۔۔

بولو صمید مجھ سے کرو گے نا شادی؟

وہ اظطراری کیفیت میں اس کا کالر اپنی مٹھی میں دبوچ کر تیز لہجے میں بولی۔

Behave yourself.....

صمید نے اس کا ہاتھ پیچھے جھٹک کر سرد مہری سے کہا۔۔۔۔

exponovels

تمہیں اچھی طرح پتہ ہے میں شادی شدہ ہوں۔۔۔اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہوں اس کی جگہ میں کسی کو نہیں دوں گا۔۔۔۔

تو پھر یہ سب کیا تھا جو میرے ساتھ کیا؟؟؟؟

کیف نے چلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ٹائم پاس۔۔۔۔اس نے طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔۔۔۔

صمید میری اور میرے گھر والوں کی عزت مٹی میں ملادی تم نے میں نے کتنا بھروسہ کیا تھا تم پر۔۔۔۔۔

اس نے نم لہجے میں کہا۔۔۔

واہ۔۔واہ۔۔واہ۔۔۔اسے کہتے ہیں اپنا گناہ کسی اور کے سر پر تھوپنا۔۔۔۔

میڈم۔۔۔آپ کے ماں باپ کی عزت میں نے نہیں آپ نے خود اکیلے میں میرے ساتھ آکر خاک میں ملائی ہے۔۔۔۔

چہ۔چہ۔۔چہ۔۔۔بہت بے وقوف ہو تم۔۔۔

بچپن سے ایک ہی کالونی میں رہتے ہوئے مجھے نہیں جان سکی۔۔۔

تم جیسی لڑکیاں ٹائم پاس کے لیے بہتر آپشن ہیں بیوی بنانے کے لیے نہیں۔۔۔۔

اس نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

exponovels

جو کسی بھی لڑکے کی میٹھی میٹھی باتوں میں آکر دو نمبر عشق کے چکروں میں سب کچھ گنوادیتی ہیں ان کا یہی انجام ہوتا ہے۔

جو رہتی ہیں نا گھر کی نا گھاٹ کی۔۔۔۔صمید نے ابرو اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کی بات مکمل کرتے ہی کیف نے طیش کے عالم میں اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے منہ پر تھپڑ رسید کرنا چاہا۔۔۔

صمید نے اس کا ہاتھ بیچ میں ہی روک لیا۔۔۔۔

Hey baby....

۔۔۔اپنا ہاتھ اپنے کنڑول میں رکھو۔۔۔۔

اتنا غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں۔۔۔۔

اگر میرا ایک بھاری ہاتھ تیرے منہ پر چھپانا تو دوسرا سانس بھی نہیں لے پاؤ گی۔۔۔۔وہ اپنی اصلیت پر اتر آیا۔۔۔۔

اس کا ہاتھ زور سے چھوڑا۔۔۔

گھر آنے میں ابھی دو سٹاپ باقی تھے۔۔۔۔

صمید نے گاڑی روکی اور آگے جھک کر اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

نکلو باہر۔۔۔۔

کیف ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔۔

صمید آئی ہیٹ یو۔۔۔۔اس نے قہر آلود آواز میں کہا۔۔۔۔

exponovels

آئی ہیٹ یوٹو۔۔۔صمید نے ایک آنکھ بلنک کرتے ہوئے کمینگی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

دوسٹاپ پیدل چل کر جاؤ گی تو عقل ٹھکانے آجائے گی۔۔۔

یہ کہتے ہوئے صمید نے گاڑی آگے بڑھادی۔۔۔

❤❤❤❤❤

ان کی شادی کو ایک ہفتہ ہوچکا تھا مگر سوائے ایک

دوسرے کو دور سے ہی دیکھنے پر اکتفا کیا گیا تھا۔۔۔

وہ خود پر جمی اپنے مجازی خدا کی نظریں بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

مگر ابھی تک ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کا موقع بھی نہیں میسر ہوا تھا۔۔۔

وہ ایک ہفتے میں ہی کھیر بنا کر گھر کے کام سمبھال چکی تھی۔۔۔

اس نے چائے بنا کر چھوٹی نند ثنا کی طرف چائے کا کپ بڑھایا۔۔۔جسے وہ بیٹھے ہوئے پینے لگی۔

پھر اپنی ساس کی طرف ٹرے کیا تو انہوں نے بھی ایک کپ اٹھالیا۔۔۔

انصب کو بھی دو۔۔۔انہوں نے کہا۔۔۔تو وہ جو باقی دو کپ ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔ایک کپ اٹھا کر انصب کی

طرف بڑھایا۔۔۔

اس کو پکڑاتے ہوئے اس کی انگلیوں سے اس کا ہاتھ مس ہوا۔۔۔

جانے کیسا احساس تھا دونوں کی نظریں پل بھر کو ملیں۔۔۔

exponovels

عزنا نے دھڑکتے دل سے اپنا کپ اٹھایا۔۔۔پھر وہ بھی سامنے بیٹھ گئی۔۔۔وہ سب صحن میں موجود تھے۔انصب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ بار بار اپنی ساس اور نند کی طرف دیکھ رہی تھی کہیں وہ مجھ پر انصب کی نظریں مرکوز دیکھ کر جانے کیا سوچیں۔؟؟؟؟

چائے پینے کے بعد انصب روز گھر سے باہر نکل جاتا اور سارا دن باھر دکان میں ہی رہتا

یہ اس کے روز کا معمول تھا وہ صرف صبح کے ناشتے کے بعد دیر رات سونے کے لئے ہی گھر آتا تھا۔

آج بھی وہ کھانا کھانے کے بعد کمرے میں آیا اپنے کپڑے لینے۔۔۔۔

۔پھر کچھ سوچ کر عزنا کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ جو بستر پے لیٹی ہوئی تھی اسے دیکھ کر سیدھی ہوئی۔۔۔۔

انصب نے الماری میں سے ایک باکس نکالا۔۔۔۔

ادھر آو۔۔۔۔

اس نے اپنی بھاری گھمبیر آواز میں کہا۔۔۔

عزنا کی تو جیسے اس کی آواز سن کر جان ہی نکل گئی۔

وہ اس کی طرف بڑھنے لگی اس کے قدم من من کے ہو رہے تھے۔

انصب نے پہلے جا کر دروازہ بند کیا اور کنڈی لگا دی۔

exponovels

عزنا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

انصب اس کے بالکل قریب آکر کھڑا ہو گیا اور اس کے نقوش دیکھنے لگا۔اس کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں اور پلکیں بہت گھنی اور مڑی ہوئیں تھیں بغیر میک اپ کیے۔۔۔۔خوبصورت پلکیں حیا کے بوجھ سے لرز رہی تھیں۔

پھر انصب کی نظر اس کے بالوں پر گئی جو ایک شانے کو ڈھلکے ہوئے تھے۔اس کے بال بہت خوبصورت اور لمبے تھے۔انصب نے اس کے آگے کی ایک لٹ اپنے ہاتھوں میں لی تو اس نے نظر اٹھا کر انصب کو دیکھا۔

انصب نے بالوں کی لٹ اس کے کان کے پیچھے اڑسی۔۔۔۔

پھر اس نے عزنا کے ہاتھ کی تیسری انگلی میں سونے کی نفیس سی رنگ پہنائی۔۔۔

اس دن منہ دکھائی دینے کا وقت نہیں ملا۔۔۔۔

انصب نے آنچ دیتے نرم آواز میں بولا۔۔۔

تھینک یو۔۔۔۔عزنا نے سر جھکا کر میٹھے سے لہجے میں کہا۔۔۔۔

My wife is really very beautiful....

انصب نے اس کا کان کے قریب ہو کر سرگوشی نما آواز میں کہا۔۔۔۔

۔عزنا روایتی بیوی کی طرح دل ہی دل میں اس تعریف پر خوش ہوئی تھی۔

اس کی پلکیں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی اور انصب اس کے نوخیز حسن کا دیوانہ ہو رہا تھا۔۔۔۔

پڑھی لکھی ہو؟____انصب نے پوچھا تو عزنا نے اثبات میں سر ہلایا۔

exponovels

کتنا؟____اس نے اگلا سوال کیا۔

میٹرک کیا تھا آگے پڑھنا چاہتی تھی مگر کسی نے پڑھنے ہی نہیں دیا____عزنا لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔

انصب نے اسے اپنے حصار میں لیا کہ اچانک باہر سے اس کی اماں کی آواز آئی۔۔۔

اس نے عزنا کی پیشانی پر لب رکھے اور اپنے کپڑے لیے واش روم میں چلا گیا۔۔۔۔

عزنا تو اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھے دم سادھے کھڑی رہ گئی۔۔۔اس کی پہلی بار اتنی قربت پر۔۔۔۔

وہ چینج کر کہ باہر آیا تو عزنا پر ایک الوداعی نظر ڈال کر باہر نکل گیا۔۔۔۔

جہاں اس کی اماں اس کے انتظار میں تھیں

exponovels

واپسی پر شاور عرفہ کو اپنے ساتھ ہی گھر لے آیا تھا۔۔۔

مگر سارے راستے وہ خاموش رہا۔۔۔۔

عرفہ نے اس کا بدلہ ہوا رویہ محسوس کیا۔۔۔۔

کمرے میں آتے ہی اس نے اپنی سوئی ہوئی بیٹی کو بستر پر لٹایا اور خود باقی چیزیں سمیٹنے لگی۔۔۔۔

تمہیں میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا۔۔۔میں سیدھا اور کھرا بندہ ہوں اور مجھے اپنی ذات سے منسلک بھی سب کھرے لوگ پسند ہیں۔۔۔

میں سمجھی نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

میں گھما پھرا کر بات کرنے کا عادی نہیں۔۔۔

صاف صاف کہتا ہوں مجھے یوں تمہارا اس اجنبی کے اتنا قریب ہو کر بیٹھنا اچھا نہیں لگا۔۔۔۔۔

آئندہ مجھے تم میرے علاوہ کسی کے بھی پاس سے گزرتی ہوئی بھی نظر نا آؤ سمجھی تم۔۔۔۔

اس نے تلخ لہجے میں کہا۔۔۔۔

عرفہ خاموش رہی۔۔۔۔

کیا انہیں مجھ پر بالکل بھی یقین نہیں ؟؟؟؟

ٹھیک ہے جو بھی سوچ رہے ہیں سوچتے رہے میں بھی انہیں اپنی ذات کی صفائی نہیں پیش کروں گی۔۔۔اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔

اور منہ پھلائے کمرے کی چیزیں غصے سے ادھر سے ادھر پٹخنے لگی۔۔۔۔

جبکہ شناور اس کے خاموش رہنے اور ایک بھی لفظ نا کہنے پر بل کھا کر رہ گیا۔۔۔۔

اس کے دل میں چور ہے ؟

جو اس نے مجھے مطمئن کرنے کے لیے کچھ نا کہا۔۔۔۔

وہ بھی بستر پر کروٹ لے کر لیٹ گیا۔۔۔۔

لائٹ آف کر دو۔۔۔اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔۔۔۔

عرفہ نے بھی بنا کچھ کہے لائٹ آف کر دی۔۔۔اور اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

exponovels

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

انصب باہر دکان پر تھا گاہک کو سودا ڈال کر دے رہا تھا کہ اس نے اپنے بھائی کی گاڑی آتی ہوئی دیکھی۔۔۔۔

ولید گاڑی سے نکل کر اس کی طرف آیا تو وہ تب تک گاہکوں کو نبٹا چکا تھا۔۔۔

انصب بھی دکان سے باہر نکلا۔۔۔

رسمی سلام دعا کے بعد دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے۔۔۔۔

بھائی گھر چلیں۔۔۔۔

ہاں گھر چلتے ہیں مگر مجھے پہلے تم سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔

ولید نے اسے کہا۔۔۔۔

جی جی کہیے بھائی کیا بات ہے۔۔۔۔انصب نے کہا۔۔۔۔

تم نے مجھ سے مدد مانگی تھی کہ تمہارے ایل ایل۔بی تک میں یہاں رکوں۔۔۔۔

میں نے اپنا وعدہ جیسے بھی کیا پورا کیا۔۔۔۔

اب تمہاری باری۔۔۔۔

میں کچھ سمجھا نہیں آپ کھل کر بتائیں کیا بات ہے۔۔۔۔

یار اماں اور ثنا کو میں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں کچھ دنوں کے لیے۔۔۔۔

تمہاری بھابھی کی ڈیلیوری ہے۔۔۔۔اس کے پاس کوئی ہونا

exponovels

چاہیے ایسے وقت میں۔۔۔۔اس کے میکے والے ادھر نہیں۔۔۔۔

اس کے والدین عمرہ کرنے گئے ہیں اس لیے مجھے اماں اور ثنا کے ساتھ کی ضرورت ہے۔۔۔

اماں میرے کہنے پر نہیں مانیں گی۔۔۔

مگر تمہارے کہنے پر ضرور مان جائیں گی۔۔۔

پلیز تم اماں سے بات کرو۔۔۔۔مجھے ان کی اشد ضرورت ہے۔۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی میں کچھ کرتا ہوں آپ چلیے۔۔۔میں آتا ہوں۔۔۔

اس نے دکان پر ایک لڑکا ہیلپر رکھا ہوا تھا۔۔۔

اسے کام سمجھانے کے بعد انصب بھی اپنے بڑے بھائی کے پیچھے پیچھے اندر آیا۔۔۔۔۔

اماں چارپائی پر بیٹھے تسبیح کرنے میں مشغول تھیں۔۔۔

ولید سلام کر کہ ان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔۔۔

آج سورج کدھر سے نکلا جو انسپکٹر صاحب خود اپنی ماں سے ملنے تشریف لائے ہیں۔۔۔۔

انہوں نے ولید کو دیکھ کر اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔۔۔۔

وہ ان کا طنز بخوبی محسوس کر رہا تھا۔۔۔

مگر ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اماں میں آپ کو اور ثنا کو لینے آیا ہوں پلیز کچھ دنوں کے لیے میرے ساتھ چلیں۔۔۔اس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

لو بھلا میں اپنا گھر چھوڑ کر تیرے ساتھ کیوں جاؤں؟؟؟؟

انہوں نے ماتھے پر تیوری چڑھا کر کہا۔۔۔۔

پلیز اماں مان جائیں نا۔۔۔ولید نے ایک بار پھر سے کہا۔۔۔۔

جہاں پر حرام کی کمائی ہو میں وہاں سے ایک نوالہ بھی منہ میں نہیں ڈالتی۔۔۔۔

تو پولیس میں ہو کر رشوت لیتا ہو گا۔۔۔۔

میں تو وہاں کا پانی بھی نا پیوں۔۔۔۔وہ قطعاً انداز میں بولیں۔۔۔۔

ولید نے انصب کو اشارہ کیا بولنے کا۔۔۔۔

اماں پلیز آپ بھائی کی بات مان لیں۔۔۔

انصب نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

انہوں نے خفیف سی نظر انصب پر ڈالی۔۔۔۔

اماں میں آپ کو سارا راشن ڈال کر دے دیتا ہوں۔۔۔آپ اپنا سب سامان استعمال کیجیے گا۔۔وہاں سے کچھ مت کھائیے گا۔۔۔۔

مگر بھائی کو اس وقت آپ کی ضرورت ہے پلیز سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔

exponovels

وہ خاموشی سے انصب کی طرف دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

میرے کہنے پر پلیز۔۔۔انصب نے اب کی بار ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ منت بھرے انداز میں کہا۔۔۔۔

انہوں نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔۔

جیسے جانے کا من تو نا ہو مگر اپنے لاڈلے بیٹے کی بات نہیں ٹال سکتی تھی۔۔۔۔

اور تھا تو ولید بھی انہیں کا بیٹا اس کے لیے بھی دل میں اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود بھی پیار ہی تھا۔۔۔۔

ثنا اپنے اور میرے کپڑے بیگ میں رکھ لے۔۔۔انہوں نے ثنا کو آواز لگائی۔۔۔۔

اتنے میں عزنا نے دوپہر کا کھانا میز پر لگا یا۔۔۔

تو سب کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

❤❤❤❤❤

گھر میں انجان لوگوں کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکی۔۔۔۔

اسلام وعلیکم! اس نے سب کو مشترکہ سلام کی۔۔۔

جن میں تین عورتیں اور دو لڑکیاں شامل تھیں۔۔۔۔

عائشہ بیگم کو اسے اس وقت سامنے دیکھ کر ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔۔۔۔

آؤ نہ بیٹھو ہمارے پاس ان خواتین میں سے ایک نے اسے کہا۔۔۔

تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی وہاں موجود ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

وہ کچن میں دودھ ابالنے کی غرض سے کمرے سے باہر آئی تھی۔اس کے علم میں بالکل بھی نہیں تھا کہ گھر میں اس وقت کوئی مہمان آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔

کچھ دیر کے بعد رابعہ ہاتھوں میں ٹرے لیے جس میں چائے کے کپس موجود تھے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے ہوئے ادھر آئی اور سب کو چائے سرو کرنے لگی۔۔۔۔

موقع ملتے ہی عرفہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

شام کو شناور گھر میں داخل ہوا تو عائشہ بیگم نے گھر میں اس بات کو لے کر خوب واویلا مچایا۔۔۔۔۔

اتنی محنت کے بعد ایک رشتہ آیا تھا تیری بہن کے لیے۔۔۔۔

جسے یہ منحوس زہریلی ناگن نگل گئی۔۔۔۔انہوں نے ایک ہی سانس میں شناور کو عرفہ کے بارے میں بھڑکایا۔۔۔۔۔

ہوا کیا ہے مام؟؟؟اس بیزاریت سے کہا۔۔۔۔

وہ جو رشتے والی آئیں تھیں وہ رابعہ کی بجائے تمہاری اس خوبصورت ڈائن کو پسند کر گئیں ہیں۔۔۔۔

ان جیسیوں کے پاس بڑے حربے ہیں لوگوں کو پھنسا کر اپنے پیچھے لگانے کہ۔۔۔۔

شناور ان کی بات سن کر پیچ وتاب کھاتا ہوا۔۔۔کمرے میں گیا۔۔۔۔۔

تمھیں کس نے کہا تھا کمرے سے باہر نکلنے کو؟؟؟

exponovels

وہ جو کبرڈ میں کپڑے تہہ کر کہ رکھ رہی تھی۔۔۔پلٹ کر شناور کی طرف دیکھا۔۔۔

م۔۔میں جان بوجھ کر باہر نہیں گئی تھی۔۔۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ باہر مہمان ہوں گے۔۔۔

اس نے شناور کے غصے سے ڈر کی وجہ سے ہلکی آواز میں منمناتے ہوئے کہا۔۔۔

شناور کے من میں شک کا کیڑا کلبلانے لگا۔۔۔۔

💙💙💙💙💙

رات کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔۔۔

انصب اپنی دکان بند کر کہ گھر آچکا تھا۔۔

عزنا نے میز پر کھانا لگایا۔۔۔۔

انصب ہاتھ لے کر فریش ہو چکا تھا۔۔۔۔

وہ آکر بیٹھا اور کھانا شروع کیا۔۔۔عزنا بھی اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔

یہ پہلی بار تھا کہ وہ دونوں گھر میں بالکل اکیلے تھے۔اور دونوں خاموش۔۔۔۔

عزنا اسے کھانا سرو کرنے لگی۔۔۔۔

انصب نے پہلا لقمہ اس کی طرف بڑھایا۔۔۔۔

عزنا حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

exponovels

انصب نے ابرو اچکا کر سوالیہ انداز میں دیکھا۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا اور منہ کھولا تو انصب نے اس کے منہ میں بائٹ ڈالی۔۔۔

عزنا نے ہولے سے مسکرا سر جھکا لیا۔۔

جبکہ انصب اس کی سادگی پر فدا ہوا۔۔۔

عزنا کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی اپنے ہاتھوں سے اسے کھلائے۔۔۔

مگر ہمت ہی نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔۔اس نے اپنی خواہش کو دل میں دبایا۔۔۔

دونوں نے خاموشی سے کھانا ختم کیا۔۔۔عزنا برتن لے کر اٹھنے لگی۔۔۔

تو انصب نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے جانے سے روک دیا۔۔۔

عزنا نے فق نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

مجھے کچھ بات کرنی ہے تھوڑی دیر رکو یہاں۔۔۔انصب نے اسے کہا۔۔۔

وہ وہیں رکھی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔۔

جی۔۔۔وہ سر جھکائے ہوئے نرم لہجے میں بولی۔۔۔۔

میں اپنی امی سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔۔۔

اور وہ بھی۔۔۔

ہر بچے پر سب سے زیادہ اس کی ماں کا حق ہوتا ہے۔۔۔

exponovels

انہوں نے اپنی ساری زندگی ہمیں پیار کرنے سہولتیں دینے اور ہماری خواہشات کو پورا کرنے کی تگ ودو میں گزار دی۔۔۔

توہمارا بھی فرض بنتا ہے نا کہ ہم بھی ان کا خیال رکھیں۔۔۔۔

عزنا پوری توجہ سے اس کی بات سن رہی تھی۔۔۔کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے۔۔۔۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔اس نے انصب کی بات کی تائید کی۔۔۔۔

امی بڑے بھائیوں کی وجہ سے ان سیکیور فیل کرتی ہیں۔۔۔

جیسے بھابھیاں ان کے بیٹوں کو ان سے دور لے گئیں۔۔۔

وہ سمجھتی ہیں کہیں تم بھی۔۔۔۔وہ تھوڑا رکا۔۔۔۔اس بات پر عزنا کے تاثرات دیکھنے کے لیے۔۔۔۔

میں ایسا کیوں کروں گی؟وہ پریشانی سے بولی۔۔۔۔

آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں؟اس نے خفگی سے کہا۔۔۔۔

اس نے اس کی گود میں دھرا اس کا نازک سا میدے جیسا سفید ہاتھ اٹھا کر اپنے ہاتھ میں قید کیا۔۔۔۔

اب کی بار عزنا کے چہرے پر خفگی کی بجائے سرخی گھل گئی تھی۔۔۔۔

اس نے اپنا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت سے آزاد کروانا چاہا۔۔۔۔۔

مگر پکڑ کافی سخت تھی۔

عزنا نے انصب کے چہرے پر نظر ڈالی جو اس کے عمل پر مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

exponovels

میری پوری بات تو سنو۔۔۔۔

پھر چھوڑ دوں گا۔۔۔وہ دھیمی ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

امی دل کی بہت اچھی ہیں، تمہیں اگر وہ کبھی غصے میں کچھ کہہ بھی دیں تو خاموشی سے سن لینا۔۔۔

انہیں ناراضگی کا موقع نا دینا۔۔۔

ان کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کرو گی تو وہ بھی آہستہ آہستہ تم پر اور تمہاری اچھائی پر یقین کر لیں گی۔۔۔

اگر ایک ساس سمجھ کر ان کی باتوں کو دل پر لگاؤ گی تو کبھی سکون سے نہیں رہ پاؤ گی۔۔۔۔

انہیں اپنی زندگی میں اپنی ماں کا درجہ دو۔۔۔دیکھنا تمہیں ان کی کسی بھی بات کا برا نہیں لگے گا۔۔۔

کیونکہ ماں اپنے بچوں کو کچھ بھی کہہ لے بچے وقتی تو ناراض ہوتے ہیں مگر اپنی ماں سے پیار کرنا نہیں چھوڑتے۔۔۔ان کی باتوں کو دل پر نہیں لگاتے۔۔۔۔

تم سمجھ رہی ہو نا میری بات۔۔۔۔انصب نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔

ہم۔۔۔۔اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

اس کی نظریں اپنے ہاتھ پر تھیں جو ابھی بھی انصب کے ہاتھ میں پسینے سے بھیگ چکا تھا۔۔۔۔

انصب نے اس کی بے چینی محسوس کی تو اس کا ہاتھ آزاد کیا۔۔۔۔

وہ تیزی سے میز سے کھانے کے برتن سمیٹ کر کچن کی طرف بڑھی۔۔۔۔

انصب اس کی پھرتی پر مسکرا کر رہ گیا۔۔۔۔

exponovels

ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔۔۔۔

انصب کمرے میں لیٹا اس کے آنے کے انتظار میں تھا۔۔۔۔

کچن سے ابھی بھی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔۔۔

وہ چلتا ہوا وہاں تک آیا۔۔۔۔

برتن دھل چکے تھے۔۔۔کچن بالکل صاف تھا۔۔

وہ ایسے ہی ادھر کی چیزیں اٹھا کر ادھر رکھتی کبھی ادھر۔۔۔۔

انصب کچھ دیر تو دم سادھے اس کی کاروائی دیکھتا رہا۔۔۔۔

پھر مسلہ سمجھ آتے ہی دبے قدموں سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔۔۔۔

کمرے میں کیوں نہیں آرہی؟؟؟

وہ اتنے قریب سے اس کی آواز سن کر پیچھے پلٹی۔۔۔اس سے ٹکراتی بچی۔۔۔

خود کو سنبھال کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔

وہ۔۔۔وہ میں بس آہی رہی تھی گھبراہٹ میں اس کی منہ سے ایسے ٹوٹے ہوئے الفاظ ہی برآمد ہوئے۔۔۔۔۔

چلیں یہ نیک کام آج ہم خود ہی کر لیتے ہیں۔۔۔آپ کو کیوں تکلیف دینی۔۔۔انصب نے اس کی تھوڑی کو تھوڑا اوپر اٹھا کر کہا۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ عزنا اس کی بات کا مطلب سمجھتی۔۔۔۔

exponovels

انصب اسے اپنی بانہوں میں بھر چکا تھا۔۔۔۔

اس نے شرم کے مارے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں۔۔۔۔

وہ اسے یونہی بانہوں میں لیے کمرے میں آگیا تھا۔۔

اور اسے آرام سے بیڈ پہ لٹا دیا۔۔ عزنا کی سانسوں کے ساتھ ساتھ دھڑکن بھی بے اور قابو تیز ہو رہی تھی کہ اسے وہ خود بھی بخوبی سن سکتی تھی اور اسے لگ رہا تھا اس کو انصب بھی بخوبی سن پا رہا ہے۔۔

اسے بیڈ پہ لٹا کر انصب اس کے اوپر جھکا۔۔ سب سے پہلے اس کے ماتھے پہ اس نے اپنی محبت کی مہر ثبت کی اور پھر آنکھوں اور گالوں سے ہوتا ہوا اس کے ہونٹوں پہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔۔

اجازت ہے؟..اس کے ہونٹوں پہ انگلی پھیرتے وہ اس سے اجازت مانگ رہا تھا۔۔ تمام حقوق ہونے کے باوجود وہ اس کی مرضی جاننے کا خواہاں تھا۔۔

جبکہ دوسری طرف عزنا خود اپنے جزبات سمجھنے سے قاصر تھی۔

دل و دماغ دونوں ہی رضامند تھے پر شرم و حیا اور جھجھک ایسی تھی کہ اس نے عزنا کے منہ پہ تالے لگا دیے تھے۔۔

اس کے سوال پہ اس نے اپنی نظریں جھکا لی۔۔ ہونٹوں سے اقرار مشکل تھا۔۔ جبکہ اگلی طرف شاید ہونٹوں سے سننے کی خواہش ہی ٹھاٹھے مار رہی تھی۔۔

کیا یہ جھجھک ہے یا انکار؟؟..اس کے خاموشی سے آنکھیں جھکانے پہ انصب نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرا۔۔

exponovels

عزنااب بھی خاموش تھی۔۔اس سے کچھ بولا ہی نہیں جارہا تھا۔۔دھڑکنوں نے الگ کھلبلی مچار کھی تھی۔۔ایسے میں وہ کیسے بولتی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔شادی کے بعد پہلی بار وہ اس کے اتنے قریب آیا تھا۔۔۔

دل کی دھڑکنے کی رفتار نے بھی تیزی پکڑی ہوئی تھی ایسے لگ رہا تھا اس کی اتنی قربت پر ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا۔۔۔۔

عزنا کی خاموشی کو دیکھتے ہوئے وہ اوپر سے اٹھ گیا۔۔

ٹھیک ہے اگر تم نہیں چاہتی تو میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔۔تم پہ بے شک میرا حق ہے۔۔بے شک اللہ نے تمہیں میرے لیے حلال کیا ہے لیکن تمہاری مرضی کے بغیر میں تمہیں نہیں چھوؤں گا۔۔اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ پیار سے مسکرایا۔۔

میں نے ایسا کب کہا۔۔اس کی بات پہ بے اختیار عزنا کے منہ سے نکلا۔۔لیکن پھر فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اس نے اپنی زبان دانتوں تلے دبالی۔۔اور آنکھیں میچ لیں۔۔۔

جبکہ اس کی بات پہ انصب کے چہرے پہ جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔وہ جانتا تھا وہ شرما رہی ہے۔۔لیکن وہ بھی انصب تھا۔وکالت پڑھ رکھی تھی مجرموں سے جرم کیسے قبول کروانا ہے وہ اچھے سے جانتا تھا۔۔۔تو کیا ہوا اگر اس نے وکالت جاری نہیں رکھی اس کی سارے گروں سے تو واقف تھا۔۔۔۔

اپنی نازک سی بیوی سے کیسے اقرار کروانا ہے وہ اچھے سے جانتا تھا۔۔

واقعی؟؟؟

exponovels

جو میں اتنے دن تمہیں تمہارے حق سے دور رکھا۔۔۔۔۔ کیا میری وہ خطا معاف سمجھوں۔۔۔اس کے اوپر دوبارہ جھکتے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ جبکہ وہ چاہ کر بھی اس کی کسی بات کا جواب نہیں دے پا رہی تھی۔۔

ہلکی سی پلکوں کی باڑ اٹھا کر اس نے انصب کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں جذبوں کا جہان آباد تھا پھر اس کی نظروں کی تاب نہ لا کر اپنی نظریں جھکا گئی۔۔۔

اس کی آنکھوں کی آنکھ مچولی دیکھتے انصب کے لب اپنے آپ مسکرا اٹھے۔۔اس کے ہونٹوں کے دیکھتے اب سوچیں خود بخود ختم ہوتی گئیں۔۔اور وہ اس کے لبوں پہ جھک گیا۔۔

اس کی جذبات کی شدت کو اس کے ہونٹوں سے محسوس کرتے عزنا نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی۔۔اور وہ جانتی تھی ابھی تو یہ ابتدا ہے۔۔انصب کی مزید گستاخیوں نے اسے تو ساری رات ہی آنکھیں کو بند کرنے پہ مجبور کر دیا تھا

۔۔

باہر موسم گرما کی پہلی برسات کے بادل برس رہے تھے اور اندر انصب اپنی محبت کے بادل وقفے وقفے سے عزنا پہ برسا رہا تھا۔۔ عزنا اور انصب دونوں کو یہ موسم بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️

آج پھر کسی رشتہ کروانے والی نے رابعہ کے لیے کوئی رشتے والوں کو لانا تھا شاور کو عائشہ بیگم نے صبح ہی کہہ دیا تھا عرفہ کو اس کی ماں کے گھر چھوڑ آئے۔۔۔۔۔

اس لیے وہ دربار پر جاتے وقت عرفہ کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔۔

اور اسے مسرت کے گھر چھوڑ کر خود دربار چلا گیا۔۔۔۔

آنیہ اور ہادی منتقلی روٹین چیک اپ کروا کر ہسپتال سے نکلے۔۔۔۔

ہادی کا موڈ خوشگوار دیکھ کر آنیہ نے فرمائش کی۔۔۔

ہادی ہم اماں کی طرف چلیں کچھ دیر کے لیے۔۔۔اس نے ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا۔۔۔۔

کہیں وہ ناہی نا کہہ دے۔۔۔اور یہ کہے کہ ایک بار کیا لے گیا اب تم بار بار جانے کا کہنے لگی ہو۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔۔۔

ہادی نے حامی بھری۔۔۔۔

آنیہ خوشی کے مارے اس کے شانے سے لگی۔۔۔

بہت بہت شکریہ ہادی۔۔۔۔آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔

اس نے مسکرا کر گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔۔

ہادی وہ اماں مجھے پچھلی بار کہہ رہی تھیں کہ دربار میں ایک بزرگ بیٹھتے ہیں وہ بہت پہنچے ہوئے ہیں۔

اور جو عورت امید سے اسے دم کرتے ہیں تاکہ اس کا آنے والا بچہ صحیح سلامت اس دنیا میں آئے۔۔۔

اگر آپ کہیں تو میں اماں کے ساتھ وہاں جا کر دم کروا لوں؟؟؟؟

ہادی کچھ لمحے خاموش رہا پھر سوچتے ہوئے بولا۔۔۔۔

exponovels

ویسے تو مجھے ان سب چیزوں پر یقین نہیں اگر تم چاہتی ہو تو کروالو۔۔۔کیونکہ اس بار میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔۔۔۔۔

یہ کہہ کر اس نے نظریں سامنے روڈ پر مرکوز کر دیں۔۔۔۔۔

عرفہ یہ وردہ تو کالج گئی ہوئی ہے۔۔۔زرا نہیں خیال اسے گھر کا۔۔۔۔مجھ سے نہیں ہوتیں یہ صفائیاں اب۔۔۔۔

دیکھ فرش کتنا خراب ہو رہا ہے زرا پائپ لگا کر دھو ہی ڈال۔۔۔۔مسرت نے عرفہ سے کہا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے اماں میں ابھی دھو دیتی ہوں۔۔۔

اس نے فاریہ کو پاس پڑی ہوئی واکر میں بٹھایا۔۔۔۔۔

وہ اس میں بیٹھ کر خوش ہو گئی۔۔۔۔اپنے ننھے ننھے پاؤں سے واکر کو گھما کر کبھی آگے لے جانے کی کوشش کرتی تو کبھی پیچھے۔۔۔۔

اپنے اس عمل پر خوش ہوتے ہوئے ننھے منے ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگتی۔۔۔۔

عرفہ بھی فاریہ کی شرارتیں دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔اور نل پر پانی کا پائپ لگایا تاکہ فرش دھو سکے۔۔۔۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے پہلے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

عرفہ اپنی بہن اور بہنوئی کو دیکھ کر خوشی سے آنیہ کے گلے لگی۔۔۔۔

پھر ہادی کو بھی سلام کیا۔۔۔۔۔

وہ دونوں اندر آ گئے۔۔۔۔۔

exponovels

عرفہ دونوں کے لیے شربت بنا کر لائی تو دونوں نے ایک ایک گلاس اٹھالیا۔۔۔۔

کچھ دیر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔۔۔

آنیہ نے مسرت سے دم کروانے کی بات کی تو مسرت اسے اپنے ساتھ دربار لے گئی۔۔۔۔

💜💜💜💜💜

انصب کی اماں اور ثنا دونوں ہسپتال میں ہی تھیں۔۔۔ولید کے گھر رحمت آئی تھی۔۔۔سب بہت خوش تھے۔۔۔وہاں کی ایک ادھیڑ عمر نرس نے جب سے ثنا کو دیکھا تھا۔۔وہ اسی پر نظریں جمائے ہوئے تھیں۔۔۔۔

انہیں وہ اپنے چھوٹے بھائی کے لیے پسند آگئی تھی۔۔۔۔

مگر وہ کترا رہی تھی بات کرنے سے۔۔۔۔

جب وہ سب معاملات نبٹا کر ہسپتال سے گھر کو روانہ ہونے لگے تو نرس نے بالآخر ہمت کر کہ انصب کی اماں کو روک کر اپنا مدعا بیان کیا۔۔۔اور ان سے ان کا ایڈریس لیا۔۔۔۔

وہ دونوں فی الحال شہر میں ولید کے پاس ہی رکی تھیں تو انہوں نے اسے وہی ایڈریس بتادیا۔۔۔۔

ثنا اپنی بھابھی کی مدد کروا کر اسے گاڑی تک لے جا رہی تھی۔۔۔۔

اس نرس نے آخری نظر اس کی موہنی صورت پر ڈالی اور مطمئن انداز میں ان سب کو جاتا ہوا دیکھنے لگی۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️

exponovels

شناور نے جب مسرت کے ساتھ آنیہ کو دربار میں آتے ہوئے دیکھا تو چہرے پر سنجیدہ تاثرات لیے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ان کے قریب پہنچا۔۔۔۔

آنیہ نے اسے سامنے دیکھ کر سلام کیا۔۔۔۔

آپ لوگ یہاں خیر تو ہے؟

اس نے حیران انداز سے کہا۔۔۔۔

مسرت نے اسے اپنے یہاں آنے کی وجہ بتائی۔۔۔۔

ٹھیک ہے اس نے کہا۔۔۔اور وہ خود وہاں سے نکلا۔۔۔۔

وردہ اور مصطفیٰ تو دونوں اس وقت کالج سکول میں ہوں گے۔۔۔ تو گھر میں اس وقت۔۔۔۔

یہ سوچ کر ہی اس کی دماغ کی رگیں تن گئیں۔۔۔۔

ہادی صحن میں بچھی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔۔۔موبائل یوز کر رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ عرفہ فرش دھو رہی تھی۔۔۔۔

عرفہ پائپ سے فرش دھوتی ہوئی دوسری سائیڈ پر ہوئی تو۔۔۔۔

پائپ فاریہ کی واکر میں آیا۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اس میں سے پائپ چھڑواتی اس کا خود کا پاؤں پائپ میں الجھا اور وہ سیدھی ہادی کے اوپر گری۔۔۔۔

شناور جو اندر داخل ہو رہا تھا اندر کا منظر دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

ٹریفک کی روانی بہت تیز تھی۔۔۔۔

دوپہر کا وقت تھا شدید گرمی کی صورت میں وہ ایک

کاندھے پر بیگ لٹکائے ایک ہاتھ سے ہاتھ میں پکڑا فولڈر

تھامے اسی سے اپنے اوپر سایہ کیے روڈ پر کھڑی تھی

یونیورسٹی سے باہر نکل کر اپنی وین کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

جب سے اس نے یونیورسٹی جوائن کی تھی اب وہ خود ہی آتی جاتی تھی۔۔۔۔

زندگی کچھ سال پہلے پر ہی تھم چکی تھی۔۔۔

جسم میں جان تو باقی تھی مگر دل اور روح تو وہ جاتے ہوئے اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔۔۔۔

اس کی ترسی ہوئی آنکھوں میں اس کی ایک جھلک پانے کے علاوہ اور کوئی خواہش باقی نا تھی۔۔۔۔

کاش ایک بار وہ نظر آجائیں۔۔۔۔میں اس ایک پل کے بدلے اپنی زندگی بھی قربان کر دوں گی۔۔۔۔

اور آج اتنے سالوں بعد شاید اس پر اللہ تعالیٰ کو رحم آگیا تھا۔۔۔۔

اس کی دعاؤں کے مستجاب ہونے کا وقت تھا۔۔۔۔۔

exponovels

For more visit (exponovels.com)

اس کی پیاسی نگاہوں نے جو منظر دیکھا۔۔۔

اس کی دنیا ایک پل کے لیے جیسے تھم سی گئی۔۔۔۔۔

وقت رک گیا۔۔۔اور اس کا دل بھی دھڑکنا بھول گیا۔۔۔۔

وہ روڈ کے دوسرے طرف بائیک پر بیٹھا شاید کہیں جا رہا تھا۔۔۔

اشارہ لگنے کی وجہ سے دوسری طرف کی ٹریفک کچھ دیر کے لیے تھم گئی۔۔۔۔

اس نظریں پل بھر میں اتنے سالوں بعد بھی اسے پہچان کر سیراب ہونے کے مراحل سے گزر رہی تھیں۔۔۔۔

وہ لاکھوں کیا کروڑوں کی بھیڑ میں بھی ہوتا تو وہ اسے پہچان لیتی۔۔۔

اور ینا کو روڈ کراس کرنا نہیں آتا تھا۔۔۔اس نے کبھی بھی روڈ کراس نہیں کیا تھا۔۔۔اسے تیز رفتار آتی جاتی

گاڑیوں سے سخت ڈر لگتا تھا۔۔۔

مگر آج اتنے عرصے بعد وہ اسے سامنے دیکھ سب بھلائے۔۔۔

روڈ کراس کرنے کے لیے اپنے حوش و حواس بھلائے۔۔۔بھاگی۔۔۔۔

اوکشان نے اسے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو اس نے سگنل توڑتے ہوئے بائیک کی رفتار بڑھا دی۔۔۔۔

وہ جو بنا ادھر ادھر دیکھے بھاگ رہی تھی۔۔۔۔

ایک تیز رفتار بائیک سے ٹکرائی تو ہاتھ پکڑی فائل میں موجود پیپر زاڑ کر ہوا میں بکھر گئے۔۔۔۔

اور وہ سڑک کے بیچ و بیچ گری۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں ہولے ہولے بند ہو رہی تھیں۔۔۔۔

چھٹی کا وقت تھا سب اس کے قریب جمع ہوئے تو دو

لڑکیوں نے اسے ہوش میں لاتے ہوئے سہارا دیا۔۔۔۔

اور قریبی ہسپتال میں لے گئیں۔۔۔

کچھ دیر بعد اورینا کو جب صحیح سے ہوش آیا تو اس کی یہاں موجودگی کی اس کے گھر اطلاع دے گئی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اس کے والدین اور تینوں بھائی یہ خبر سنتے ہی سب کچھ چھوڑے ہسپتال آ چکے تھے۔۔۔۔

ڈاکٹرز سے بات ہوئی تو پتہ چلا کہ اس کی ایک ٹانگ میں فریکچر آیا ہے۔۔۔۔

چہرے پر بھی کافی خراشیں آئیں تھیں۔۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤

شناور نے جب سامنے کا منظر دیکھا۔۔۔۔

اس کی آنکھیں غصے میں لال انگارے کی مانند دہکنے لگی۔۔۔۔

دماغ ایک پل کے لیے تو ماؤف ہوتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

عرفہ ایک پل میں ہی ہادی کے اوپر سے اٹھی۔۔۔

ہادی بھی اچانک پڑی اس افتاد سے بوکھلا کر رہ گیا تھا۔۔۔

اس پر شناور کو اچانک سامنے دیکھ کر فوراً اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا۔۔۔۔

شناور نے ایک نظر دوبارہ ان دونوں پر ڈالے بغیر وا کر میں موجود فاریہ کو اپنی گود میں لیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہاں سے کچھ بھی کہے بنا باہر نکلا۔۔۔۔

عرفہ سچویشن کو سمجھتے ہوئے تیزی سے شناور کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔

شناور فاریہ کو فرنٹ سیٹ پر بٹھائے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔

میری ایک بار بار تو سنیں۔۔۔۔

جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں۔۔۔ عرفہ نے روتے ہوئے اسے اپنا یقین دلانا چاہا۔۔۔۔

میں تمہیں پہلے بھی کتنی بار سمجھا چکا تھا

یہ بات۔۔۔

خود کو صرف مجھ تک محدود رکھنا۔۔۔۔

میں اپنی بیٹی کو لے کر جا رہا ہوں۔۔۔۔

خبردار جو میرے پیچھے آئی۔۔۔۔

وہ پوری طرح غرایا تھا اس پر۔۔۔۔۔

لیکن پلیز ایک بار میری بات تو سنیں۔۔۔۔اس نے منت بھری التجا کی۔۔۔۔

وہ گاڑی کے شیشے میں ہاتھ ڈالے فاریہ کو باہر نکالنے کے لیے لپکی۔۔۔۔

اسے مجھے دے دیں۔۔۔ یہ میری بیٹی ہے۔۔۔۔

exponovels

عرفہ نے زار وزار روتے ہوئے تڑپ کر کہا۔۔۔۔

تم اسے جہیز میں لائی تھی۔۔۔۔

یہ میری بیٹی ہے اور میرے پاس ہی رہے گی۔۔۔۔

شاور نے تلملاتے ہوئے اس کا ہاتھ گاڑی سے باہر جھٹکا اور گاڑی چلادی۔۔۔۔

عرفہ کافی دیر گاڑی کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔

مگر گاڑی دھول اڑاتی ہوئی اس کی نظروں سے پل بھر میں اوجھل ہو گئی۔۔۔۔

وہ تھک کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر شکستہ حالت میں نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔

آنیہ اور مسرت دم کروا کر واپس آ رہی تھیں۔۔۔راستے میں عرفہ کو یوں بیٹھے ہوئے دیکھا تو تیز قدموں سے چلتی ہوئی اس کے قریب آئی۔۔۔

اور اسے سہارا دے کر اندر لائیں۔۔۔۔

ان دونوں نے عرفہ سے اس کی حالت کی وجہ پوچھی۔۔۔

وہ نڈھال سی بت بنی ساکت بیٹھی رہی۔۔۔۔

ہادی نے اچانک ہوئے حادثے کے بارے میں ان دونوں کو بتایا۔۔۔۔

وہ دونوں بھی یہ بات سن کر پریشان ہو گئیں۔۔۔۔

وقت زیادہ ہونے کی وجہ سے آنیہ اور ہادی تو اپنے گھر کے لیے نکل گئے۔۔۔۔

exponovels

مسرت نے ان دونوں کے جانے کے بعد عرفہ کو ساتھ لگا کر تسلی دی۔۔۔۔

تم کہو تو میں تمہیں خود تمہارے گھر چھوڑ آتی ہوں۔۔۔۔

نہیں اماں۔۔۔اس نے نم آنکھوں اور گلو گیر لہجے میں کہا۔۔۔۔

شاور پہلے ہی بہت غصے میں ہیں مجھے سامنے دیکھ کر اور غصہ کریں گے۔۔۔

اس گھر میں شاور کے علاوہ کوئی میرا ہمدرد نہیں۔۔۔

کوئی میری طرف داری نہیں کرے گا۔۔۔۔

سب مجھے ہی برا بھلا کہیں گے۔۔۔۔

اور میرے ساتھ ساتھ آپ کی بھی بے عزتی کریں گے۔۔۔۔

کوئی بات نہیں اپنی بیٹی کے لیے میں اتنا نہیں کر سکتی۔۔۔

انہوں نے عرفہ کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

نہیں امی جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گا مجھے خود ہی لینے آجائے گے۔۔۔۔وہ مجھے بہت چاہتے ہیں۔۔۔۔

اس نے مان بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

اچھا چل جیسے تیری مرضی۔۔۔۔رو رو کر خود کو ہلکان مت کر دیکھنا دو دن میں ہی عقل ٹھکانے آجائے گی جب فاریہ کو سنبھالنا پڑا۔۔۔

اس کی ماں اور بہنوں نے تو سنبھالنا نہیں فاریہ کو۔۔۔۔

exponovels

شناور کیسے سمبھالے گا اسے۔۔۔دیکھنا خود ہی آئے گا اسے لے کر تیرے پاس۔۔۔تو فکر نا کر۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

شمع۔۔۔او شمع۔۔۔۔شہلا کیف ویراں کی والدہ صمید کے گھر آتے ہی اس کی مما کو دروازے پر کھڑے ہوئے

آوازیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔

شمع نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔۔۔۔۔

کیا مسلہ ہے جو باہر سے ہی آوازیں دینا شروع کر دیں؟؟؟ تھوڑا سانس تو لو۔۔۔۔ شمع نے تلخ لہجے میں کہا۔۔۔۔

شمع صمید نے بہت برا کیا میری کیف کے ساتھ۔۔۔۔اس نے روتے ہوئے اپنی بات کہی۔۔۔۔

صمید کا نام سنتے ہی سوہارا جو باہر کام کر رہی اس کے کان کھڑے ہو گئے۔۔۔

لو اب کیا کر دیا میرے صمید نے؟؟؟؟ شمع نے تیکھے چبھتے ہوئے انداز میں سوال کیا۔۔۔۔

کیف صمید کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔۔۔۔شہلا نے ہلکی سی آواز میں شمع کے کان کے پاس جا کر کہا۔۔۔۔۔

سوہارا جو کان لگا کر اندر کی بات سن رہی تھی۔۔۔اس کے تو پیروں تلے زمین کھسک گئی۔۔۔

کیا بکواس کر رہی ہے؟؟؟؟؟

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟ شمع نے اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔

ایک ماں بھلا اپنی بیٹی کے بارے میں جھوٹ بولے گی۔۔۔۔

صمید سے کہو اب وہ کیف سے دوسرا نکاح کر لے۔۔۔پھر ہی یہ بات چھپ سکتی ہے۔۔۔شہلا نے راہ دکھائی۔۔۔۔

exponovels

چل نکل یہاں سے۔۔۔۔۔ شمع نے اس دھکا دے کر کہا۔۔۔۔

تو اگر میری پڑوسن نا ہوتی تو کبھی گھر میں تجھے گھسنے نا دیتی۔۔۔۔

آئی بڑی نکاح کرنے کا مشورہ دینے والی۔۔۔۔

لے اپنی بیٹی اور منہ کالا کر کہیں اور جا کر یہاں تیری دال نہیں گلے والی۔۔۔۔۔

کہہ تو ایسے رہی ہے جیسے میں سچ نہیں جانتی تیرے اور تیری بیٹیوں کے بارے میں۔۔۔۔

تیرا اور تیری بیٹیوں کا کام ہی یہی ہے لڑکوں کو پھنسانا اور اور کسی اور کا گناہ کسی پر ڈالنا۔۔۔۔۔

اچھے سے جانتی ہوں تم لوگوں کی چلتر بازیاں۔۔۔۔

مجھ پر تیرا کوئی داؤ نہیں چلنے والا۔۔۔۔

دوبارہ میرے گھر کا رخ کیا نا تو پورے محلے میں تمہارے اور تمہاری بیٹیوں کے کارنامے اچھے سے بتاؤں گی۔۔۔۔

شمع جو دروازہ بند کر کہ اندر آرہی تھی۔۔۔

سوہارا کو یک ٹک کھڑے دیکھا تو ایک پل لگا بات سمجھنے میں کہ وہ سب سن چکی ہے۔۔۔۔

سوہارا۔۔۔انہوں نے اسے آواز دی۔۔۔

جسے وہ ان سنا کرتے ہوئے بھاگ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

انہیں سوہارا کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگے تو انہوں نے صمید کو فون کر کہ گھر آنے کے لیے کہا۔۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں صمید گھر پہنچ گیا۔۔۔۔

exponovels

کمرے میں آیا تو سوہارا اپنا بیگ تیار کر چکی تھی۔۔۔۔

کدھر ؟؟؟؟

صمید نے ابرو اچکاتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

مجھے ایک منٹ کے لیے اب اس گھر میں نہیں رکنا۔۔۔ جا رہی ہوں میں اپنی مما کے پاس۔۔۔

تم کہیں نہیں جاو گی سوہارا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے میں تمہارے اور اپنی بیٹی کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔۔۔ اس نے پیار بھرے لہجے میں اس کے دونوں ہاتھ تھام کر کہا۔۔۔

سوہارا نے ایک جھٹکے سے اپنے دونوں ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروائے۔۔۔۔

میں دوغلے، دھوکے باز اور فریبی انسان کے ساتھ ایک چھت تلے ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکتی۔۔۔

مجھے روکنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔ اس نے غصے میں انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔۔۔

سوہارا نے کارٹ میں سوئی ہوئی اپنی بیٹی کو اٹھانا چاہا تو۔۔۔

صمید نے درمیان میں آ کر اس کا راستہ روکا۔۔۔

تم اسے نہیں لے کر جا سکتی۔۔۔۔

یہ میری بیٹی ہے۔۔۔۔ دیکھو سوہارا۔۔۔ پلیز میری بات کا یقین کرو۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا وہ مجھ پر جھوٹا الزام لگا رہی ہیں اور کچھ نہیں۔۔۔۔۔ اس نے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی۔۔۔

جھوٹھے تو تم ہو اور وہ بھی ایک نمبر کے میں نے خود کئی بار تمہیں ان کے دروازے پر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے دیکھا تھا۔۔۔

مگر میں اپنے گھر کو بچانے کے لیے چپ رہی۔۔۔ مگر آج نہیں۔۔۔ کیونکہ مجھے امید نہیں تھی کہ تم اس حد تک گر جاؤ گے۔۔۔۔

"میں جانتی ہوں تم جیسے مرد کی فطرت کو۔۔۔۔

اسے مکمل مل جانے والی چیز سے اکتاہٹ ہونے لگتی ہے"۔۔۔۔۔

تم نے سوچا ہو گا بیوی تو ہے ہی پاس کیوں نا باہر بھی منہ مار لیا جائے۔اسے کونسا پتہ چلنا ہے۔۔۔۔ خیر دفعہ کرو اس بات کو۔۔۔

میرے جانے کے بعد رکھنا اسے ہی بیوی بنا کر تم جیسوں کے ساتھ ویسی لڑکیاں ہی سوٹ کرتیں ہیں۔۔۔اور میری بیٹی مجھے دے دو تمہیں اس کی کیا ضرورت؟؟؟؟

اولاد تو تمہیں ویسے بھی وہ دینے ہی والی ہے۔۔۔ سوہارا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔۔

سوہارا۔۔۔ میری بات کو سمجھو مجھے اور اس گھر کو تمہاری ضرورت ہے۔۔۔ پلیز ایسا کوئی فیصلہ مت کرنا جس ہم ہمیشہ کے لیے دور ہو جائیں۔۔۔ صمید نے منت بھرے انداز میں کہا۔۔۔

ایسا کرنے پر بھی تم نے ہی مجھے مجبور کیا ہے۔۔۔۔

مجھے طلاق دے دو۔۔۔ مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔بس میں فیصلہ لے چکی ہوں۔۔۔

exponovels

اس نے اٹل لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

خدا پیار سب کو دیتا ہے۔

دل بھی سب کو دیتا ہے۔

دل میں بسنے والا بھی سب کو دیتا ہے۔

لیکن دل کو سمجھنے والا صرف نصیب والوں کو دیتا ہے۔۔۔۔۔

عرفہ کے نصیب میں۔۔۔۔۔۔۔

بعض اوقات اذیت حد سے بڑھ جاتی ہے۔۔۔

وہ اس وقت بے بسی غصے اور نفرت کی انتہا پر تھا۔۔۔۔

خود سے ہی جنگ لڑ رہا تھا۔۔۔۔

وہ اپنے اندر دبے کرب کو کسی سے بیان نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔

جو بھی اس نے اپنی آنکھوں سے سے دیکھا وہ سب ناقابل فراموش تھا۔۔۔

وہ اس وقت خود کو بہت ٹوٹا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

سہی کہا ہے کسی نے۔۔۔ مرد کی محبت دانت کے درد کی طرح ہوتی ہے

جب وہ محبت کرتا ہے تو شدت سے کرتا ہے۔

exponovels

اور جب وہ خاموش ہوتا ہے تو ایسے لگتا ہے اس نے کبھی محبت کی ہی نہیں۔۔۔۔۔

آنکھیں بند کرتا تو وہی مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتے آنکھیں کھولتا تو پھر بھی وہی مناظر کسی فلم کی طرح اس کی نظروں کے سامنے چلنے لگتے۔۔۔۔

وہ حالتِ جنون میں مبتلا ایک اٹل فیصلہ لیتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔۔۔

چاروں طرف رات کا دل چیر دینے والا جامد سناٹا چھا چکا تھا۔۔۔۔

وہ دبے قدموں سے گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔

اس گھر میں موجود مکین اس وقت گہری نیند میں ڈوبے ہوئے دنیا و مافیہا سے بیگانہ تھے۔۔۔

رات کے گھپ اندھیرے میں بھی اس کے ہاتھ میں موجود تیز دھار آلے کی روشنی اپنی چمک دکھلا رہی تھی۔۔۔

سب سے پہلے اس کا رخ اپنی ساس مسرت کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔۔

اس کے قریب جاتے ہی ایک جھٹکے سے تیز دھار آلے سے

ایسے وار کیا کہ مقابل وجود نے بچاؤ کے لیے تڑپ کر آواز

نکالنے کی کوشش کی مگر پاس پڑے ہوئے تکیے کو اس کے

منہ پر رکھ کر اس کی گُنی چُنی سانسوں کو بھی روک دیا گیا۔۔۔۔

پھر دوسرے اور تیسرے وجود کا بھی یہی حال کیا۔۔۔۔۔

اب تھی باری مین وجود کی جس کی وجہ سے باقی بھی اس حال کو پہنچے تھے۔۔۔۔

exponovels

ایک بار تو اس کے چہرے کی معصومیت دیکھ کر اس کا دل لرزا۔۔۔۔۔

مگر اگلے ہی پل اس کی حرکت یاد آتے ہی۔۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھیں۔۔۔غصے کی شدت سے جیسے لہو ٹپکانے لگیں۔۔۔۔

شعلہ بار نظروں میں اس وقت اسے صرف جان سے مار دینے کا جنون سوار تھا۔۔۔

مجھ سے بے وفائی۔۔۔۔کرنے والے کا انجام موت ہے صرف موت۔۔۔۔۔۔

اس نے زہر خند بے آواز ہنسی ہنستے ہوئے دل میں کہا۔۔۔۔

میں تمہیں ایسی بھیانک موت دوں گا کہ دنیا بھی کانپ کر رہ جائے گی۔۔۔۔

تمہارے انجام سے۔۔۔۔

غصے میں اس کے ناک کے نتھنے پھول کر پھڑ پھڑا رہے تھے۔۔۔۔۔

عالمِ طیش میں پوری قوت سے اس کے دل کے مقام پر چھری گھونپ دی۔۔۔۔۔

اس نیند میں ڈوبے ہوئے وجود نے درد سے بلبلاتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

درد کی شدت سے تڑپ کر اپنے پر حملہ کرنے والے شخص کو دیکھا۔۔۔۔۔

نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

نا تو ہلنے کی سکت تھی اور نا زندگی نے اتنی مہلت دی کہ وہ منہ سے ایک لفظ بھی ادا کر پاتی۔۔۔۔

اور شاید یہ اُس کی اس دنیا میں آخری سانسیں ثابت ہوئیں۔۔۔۔

exponovels

چند لمحوں میں وہ اس دنیاء فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کوچ کر گئی۔۔۔۔

اس کے مرنے کے بعد بھی اس شخص کے دل کو قرار نا آیا۔۔۔۔

دل ابھی بھی بدلے کی آگ میں جھلس رہا تھا جیسے۔۔۔

اس نے اس کے جو بصورت چہرے کو جس کا وہ کبھی تمنائی تھا۔۔۔چاقو کی نوک سے خدا کے تخلیق کردہ نقوش کو بگاڑا۔۔۔۔

پھر اپنی ہی گھر کی عزت کو برہنہ کرتے ہوئے اس کے ہر ہر عضو کو جسم سے الگ کیا۔۔۔۔۔یہی سارے عضو کسی غیر مرد نا محرم سے مس ہوئے تھے نا میں انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔

وہ تیز دھار آلے سے اسے اذیت ناک موت دینے کے بعد اس کے نازک اعضا کو بھی جسم سے کاٹ کر علیحدہ کر رہا تھا۔۔۔

ایسے جیسے وہ کبھی کسی گوشت کی دکان میں قصاب کے عہدے پر فائز رہا ہو۔۔۔۔

ختم ہوا تجھے پانے کا جنون۔

ان للہ وانا علیہ راجعون۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤

عرفہ کا بھائی مصطفی جس کی پوری طرح جان نہیں نکلی تھی۔۔۔۔

exponovels

وہ ادھ مرا پڑا ہوا تھا۔۔۔۔

ابھی شاید رب العالمین نے اس کی اور سانسیں لکھی ہوئیں تھیں۔۔۔۔

وہ ہمت کر کہ اٹھا۔۔۔۔اور زخمی حالت میں ساتھ والوں کے دروازے تک پہنچا، تو وہیں گر گیا۔۔۔۔

ہمسایوں نے اس کی تشویش ناک حالت دیکھتے ہوئے فوراً سے پیشتر پولیس اسٹیشن میں کال کر دی۔۔۔۔

چند لمحوں میں پولیس جائے حادثہ پر پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

پندرہ سالہ مصطفیٰ کو فوری طبّی امداد فراہم کرنے کے لیے ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا۔۔۔

مسرت اور وردہ کی لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا۔۔۔۔

مگر ایک اور انسان کی مسخ شدہ لاش دیکھ کر تو ان سب کا بھی دل دہل کر رہ گیا۔۔۔۔

انہوں اس وجود کے ٹکروں کو بھی اکٹھا کیا۔۔۔۔

صبح جب مصطفیٰ ہوش میں آیا تو اس نے اپنے بہنوئی شاور کے خلاف بیان دے دیا۔۔۔۔

جس کی بنا پر پولیس شاور کو اریسٹ کرنے کے لیے نکلی۔۔۔۔

شاور تو مطمئن تھا کہ وہ سب مر گئے۔۔۔۔

اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا۔۔۔۔اور نا ہی کوئی گواہ۔۔۔

مگر اسے کیا پتہ کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

exponovels

شمع آج خود شہلا کے گھر گئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے دروازے پر دستک دی تو شہلا کی کیف ویراں سے چھوٹی بیٹی شوال نے دروازہ کھولا۔۔۔۔

آپ کدھر آ رہی ہیں۔۔۔۔وہ دوروازے کے بیچ و بیچ ایستادہ ہوئے ان کا اندر آنے سے راستہ روکنے کے لیے کھڑی رہی۔۔۔۔۔

چل پیچھے ہٹ۔۔۔۔ شمع نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکا دیا۔۔۔۔

آئی بڑی مجھے روکنے۔۔۔۔۔ماں کدھر ہے تیری؟؟؟؟

انہوں نے ادھر ادھر نگاہ دوڑاتے ہوئے شہلا کو ڈھونڈنا چاہا۔۔۔۔

شہلا جو کچن میں تھی شمع کی آواز سن کر چولہے کی آنچ دھیمی کر کہ باہر نکلی۔۔۔۔

اب کیا لینے آئی ہو؟؟؟؟

اس نے تلخ کلامی کی۔۔۔۔

میں تجھے صرف یہ بتانے آئی تھی جیسے پچھلے مہینے میں نے تیرا ساتھ دیا تھا۔۔۔

اب تیری باری۔۔۔۔

شمع نے اسے پچھلی گزری ہوئی بات یاد کروانے کی کوشش کی۔۔۔۔

کونسی مدد؟؟؟

شہلا نے لڑاکا انداز میں کمر پر ہاتھ رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔

exponovels

چل اس کے سامنے ہی بتا دیتی ہوں۔۔۔

اس سے کون سا چھپا ہوا ہے سب۔۔۔

سب اسی کے ہی تو کالے کرتوت تھے۔۔۔

اسی کے کارنامے کو چھپانے کے لیے تو نے مجھ سے مدد مانگی تھی۔۔۔۔

شمع نے شہلا کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لب ولہجہ اختیار کرتے ہوئے گھور کر کہا۔۔۔۔

وہ کیف ویراں سے چھوٹی شوال کی بات کر رہی تھیں۔۔۔۔

شہلا کو پچھلے ماہ کا واقع یاد آیا۔۔۔

جب شوال کالونی میں موجود جوس کارنر والے سے ملک شیک پینے کے بہانے وہاں جو گل کھلا کر آئی تھی نا وہ سب میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔

اس کے ابارشن میں تو نے مجھ سے ہی مدد لی تھی کہ میں ایسا کام کرنے والی کسی کو جانتی ہوں تو تیرا یہ کام کسی کو بنا پتہ چلے خاموشی سے کروا دوں۔۔۔۔

اور میں نے تیری مدد بھی کی۔۔۔۔

اب اگر تو نے یا تیری بیٹی نے میرے بیٹے کے گھر میں آگ لگانے کی کوشش بھی کی نا تو اچھے سے سمجھ لے۔۔۔

میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کروں گی تیری بیٹی کے کرتوت پوری کالونی میں مشہور کرنے میں۔۔۔۔

آئی بات سمجھ میں یا ابھی اور سمجھانے کی ضرورت ہے؟؟؟؟

exponovels

شہلا اس کی بات پر غصے میں پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔

مگر شمع نے داؤ ہی ایسا کھیلا تھا کہ اس وقت بازی اس کے ہاتھ میں تھی۔۔۔

شہلا اس وقت ہاتھ ملنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

مگر یہ بچہ واقعی صمید کا ہے۔۔۔شہلا نے اپنے تئیں ایک بودی سی کوشش کی اسے یقین دلانے کی۔۔۔

یہ بچہ جس کا مرضی ہو مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

سمجھداری اسی میں ہے میرے ساتھ چل اسی گائینی سینٹر جہاں پچھلی بار گئے تھے اب بھی ویسے ہی چپ چاپ سارا کام کروادوں گی کسی کو کان وکان خبر بھی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

اسی میں تیری اور تیری بیٹی کی بھلائی ہے اور ہماری بھی۔۔۔

جب جانا ہو مجھے بلا لینا۔۔۔یہ کہتے ہی وہ سر پر موجود چادر کو درست کرتی ہوئی باہر کی جانب چل پڑی۔۔۔۔

شہلا کھڑی اس معاملے کو حل کرنے کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

عجب پاگل سی لڑکی ہوں

ان خوابوں کو چنتی ہوں

جنہیں پورا ہی نہیں ہونا

دعا وہ مانگتی ہوں جسکو اذنِ

exponovels

باریابی ہی نہیں ملنا۔۔۔

میں ہونے اور نا ہونے کی۔

عجب سی کشمکش سہتے ہوئے

زندہ ہوں اور اِس دل کی سنتی ہوں

مجھے معلوم ہے جس راستے پر

عمر بھر اب مجھ کو چلنا ہے۔

وہاں میرے لیے بس اک

بھرم ہے ساتھ چلنے کا

خار تلوں میں چبھے گے۔

تب بھی مجھکو اف نہیں کرنا

میں اپنا سر جھکائے

اس راستے پر چلتی ہوں

میں ان خوابوں کے مرنے پر

نا کوئی بین کرتی ہوں۔

نا روتی ہوں بس انکو یاد کرتی ہوں

exponovels

میں سچ اور جھوٹ کا رنگا ہوا

یہ زندگی کا چولا پہن کر کھو کھلی ہنسی ہنستی ہوں۔

تمہیں ایسے اگر جینا پڑے تو چیخ اٹھو تم

مگر میں پھر بھی جیتی ہوں

عجب پاگل سی لڑکی ہوں۔۔۔۔۔

ہے نا؟؟؟؟وہ خودی سے جواب کی خواہاں تھی۔۔۔۔

اس کے انتظار کی گھڑیاں چاہے کتنی ہی طویل کیوں ناہوں۔۔۔

میں عمر بھر آپ کا انتظار کروں گی۔۔۔

میں خود کو آپ کی امانت سمجھتی ہوں۔۔۔

اس امانت میں کبھی خیانت نہیں کروں گی۔۔۔

آپ کے ساتھ میں چھونپڑی میں بھی گزارہ کرلوں گی۔۔۔

ابھی آپ نے آپ کے بن

ہماری حالت دیکھی نہیں۔۔۔

اس نے کرب سے سوچا۔۔۔

رو رو کر اس کی یاد میں اس کی بے رخی پر اب تو اس کی جھیل جیسی آنکھیں بنجر ہو چکیں تھیں۔۔۔

exponovels

اس نے اپنے ہاتھ پر دیکھا جہاں کمزوری کے باعث ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔۔

اس نے اپنے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی کی لکیروں پر غور کیا۔۔۔۔

کبھی کبھی مجھے اپنے ہاتھوں کی لکیروں پر بہت ترس آتا ہے کہ یہ محروم ہیں اس نام سے جسے دل نے دل سے بہت چاہا ۔۔۔

دل میں اس کے نام پر ہوک سی اٹھی۔۔۔۔

آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔۔۔

تھوڑی دیر میں ہی وہ سوچتی ہوئی غنودگی میں چلی گئی۔۔۔۔

اسے ہسپتال میں داخل ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔۔

سب سے بڑا بھائی اس وقت اس کے پاس موجود تھا باقی سب گھر گئے تھے۔۔۔

ڈاکٹر نے اس کی ڈریسنگ کے لیے اور اس کی حالت کے پیش نظر ادویات میں کچھ ردو بدل کر کہ اسے پریسکرپشن لکھ کر دی تھی۔۔۔

اور ینا کو دوائیوں کے زیر اثر سوتے ہوئے دیکھ کر وہ وہی لینے ہسپتال کی فارمیسی کی طرف چلا گیا۔۔۔۔

اوکشان اس دن کے واقعے کے بعد بہت برا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

بالآخر وہ آہی گیا۔۔۔

اور ینا کو سوتے ہوئے دیکھ کر وہ بنا آواز کیے دبے قدموں سے چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔۔

exponovels

اس کے چہرے پر نظر پڑی۔۔۔

ہمیشہ اسے دیکھ کر مسکراتا التجائیں کرتا ہوا چہرہ بے رونق تھا۔۔۔

آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ ہلکے۔۔۔

ایسے جیسے صدیوں کی بیمار ہو۔۔۔

اسے چند لمحوں کے لیے تو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

اس کے ہاتھ کی تیسری انگلی میں ابھی بھی وہ کی چین کا رنگ تھا۔۔۔

اسے دیکھ کر صدمہ لگا۔۔۔۔

آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوئیں۔۔۔۔

یہ دیکھتے ہوئے اسے آج وہ دن یاد آیا۔۔جب اس کی بائیک کی کیز کا کی چین پاکٹ میں ٹوٹ گیا تھا تو اس نے وہ کلاس کی ڈسٹ بن میں پھینک دیا تھا اور چابی اپنی پاکٹ میں رکھ لی تھی۔۔۔

اتنے سالوں پہلے والا وہی ٹوٹا ہوا کی چین اس کی انگلی میں موجود تھا۔۔۔۔

تم نازوں میں پلی پری کی طرح ہو۔۔۔

تم محلوں میں رہنے کی عادی ہو۔۔۔

میں تمہیں کبھی وہ سہولیات فراہم نہیں کر پاؤں گا جس کی تم عادی یا مستحق ہو۔۔۔

میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں۔۔۔

exponovels

اور ہماری عمروں میں بھی تو دیکھو کتنا تضاد ہے۔۔۔۔

ہو سکے تو مجھے بھول جاؤ۔۔۔۔

وہ یہ سب دل میں ہی بولا۔۔۔۔

معاً کہیں وہ سچ میں سن ہی نا لے۔۔۔۔

اس سامنے پڑی لڑکی کی حالت بنا بولے چیخ چیخ کر اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ اسے محبت ہو چکی ہے۔۔۔۔

وہ بھی کہاں منحرف ہوا اس کی محبت نہیں بلکہ عشق سے۔۔۔۔

بنا ایک بھی لفظ کہے وہ جیسے خاموشی سے آیا تھا اس کے اٹھنے سے پہلے وہ ویسے ہی خاموشی سے شکستہ قدم لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

انصب کی اماں اور ثنا کو شہر میں ولید کے پاس رہتے ہوئے دو ہفتے گزر چکے تھے۔۔۔

اس دوران انصب روز فون پر ان کا حال دریافت کرتا۔۔۔۔

انہوں نے انصب کو ثناء کے لیے آنے والے رشتے کے بارے میں بتایا تو اس نے مشورہ دیا کہ ولید بھائی سے کہیں کہ لڑکے کے بارے میں پہلے ساری اچھے سے چھان بین کروائیں۔۔۔

انہوں نے ایسا ہی کیا۔۔۔۔

اور اچھی طرح تسلی کر لینے کے بعد انہوں نے ثناء کا رشتہ طے کر دیا۔۔۔

exponovels

وہ لوگ اگلے ماہ ہی شادی کی تاریخ مانگ رہے تھے۔۔۔۔

انصب بھی اپنی اماں کی طرح ان کی جلد بازی پر پریشان ہوا۔۔۔۔

مگر ولید نے انہیں تسلی دی کہ میں نے ان کے بارے میں سب پتہ کروالیا ہے آپ بس بسمہ اللہ کریں۔۔۔

چاروناچارا انہیں بھی حامی بھرنی پڑی۔۔۔

ولید کی بیوی نے اسے کافی کھری کھوٹی سنائی۔۔۔

کہ ان کا کام ہو گیا ہے اب اپنی ماں اور بہن کو یہاں سے چلتا کریں۔۔۔

ولید تو اپنی بیوی کی بات سن کر بھنا کر رہ گیا۔۔۔

شرم کرو کچھ ان دونوں نے تمہاری کتنی خدمت کی تمہیں اٹھنے تک نہیں دیا۔۔۔

تم تو انہیں ایک گلاس پانی بھی پوچھنے کی روادار نہیں تھی۔۔۔

انہوں نے اب بھلا کر تمہارے لیے اتنا کیا۔۔۔

اور تم ان کے لے ایسی زبان بول رہی ہو۔۔۔

ہمیشہ میں نے تمہاری سنی تاکہ تم خوش رہ سکو۔۔۔ مگر میں غلط تھا۔۔۔

جو مرضی کرلو تم کبھی خوش ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ اب اگر ایک بھی لفظ تم نے ان کے خلاف بولا نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ ولید نے بھی حساب بے باک کیا۔۔۔۔

اور جو تمہیں شادی پر کام کرنے پر موت نظر آ رہی ہے نا میں انصب اور عزنا سے کہتا ہوں وہ یہاں آجائیں۔۔۔

exponovels

وہ دونوں خود ہی سب سمبھال لیں گے۔۔۔

اور خبردار جو عزنا کے سامنے اپنی اوقات دکھائی۔۔۔۔

وہ غصے میں کہتا ہوا واش روم میں فریش ہونے چل دیا۔۔۔۔

💜💜💜💜💜

پولیس نے ایک دن کے اندر اندر ہی شناور کو ڈھونڈ کر اریسٹ کر لیا تھا۔

اب وہ پولیس اسٹیشن میں تھا۔۔۔۔

اس کی والد وحید ملک نے سارے سورسز لڑا لیے تھے مگر اس کی ضمانت نا کروا سکے۔۔۔

کیونکہ یہ 302 کا کیس تھا۔۔۔۔

انہوں نے شہر کا سب سے بڑا وکیل ہائیر کیا۔۔۔

آج اس کی کورٹ میں پیشی تھی۔

اس کے کیس کا فیصلہ ہونا تھا

شناور کے والد اور چچا سب عدالت میں پہنچ چکے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد شناور کو پولیس کی حراست میں کمرہ عدالت میں پیش کیا گیا۔۔۔۔

جج صاحب نے شناور کے وکیل کی بات بھی سنی پھر سرکاری وکیل کے دلائل بھی سنے۔۔۔

اس حادثے کا چشم دید گواہ اور مدعی مصطفی تھا۔۔۔۔

exponovels

اس نے شناور کے خلاف بیان دیا۔۔۔ مگر ابھی وہ بالغ نہیں تھا۔۔۔

ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جج صاحب نے اپنا فیصلہ سنایا کہ۔۔۔۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤

شکی مزاجیت، غرور، جلن، نفرت، بے حسی،

حقارت، خود پسندی، لالچ، غیر انسانی سلوک روا رکھنا یہ سب صفات کے حامل شخص کو آج سزا سنائی جانے والی تھی۔۔۔

کمرہ عدالت میں جج صاحب کا فیصلہ سننے کے لیے وحشت ناک خاموشی چھا چکی تھی۔۔۔

وہاں موجود ہر ذی روح دم سادھے فیصلے کا منتظر تھا۔

اس پر اسرار خاموشی کو جج صاحب کی آواز نے توڑا۔۔۔۔

تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے عدالت شناور ملک کو سزائے موت کا حکم سناتی ہے۔اور عدالت یہ حکم دیتی ہے کہ انسانیت پر لگے اس بد نما داغ کو سر عام پھانسی دی جائے۔۔۔

برائی چاہے کتنا ہی زور لگا لے مگر سچائی غالب آ کر ہی رہتی ہے۔۔۔

اور آج سچ کی جیت ہوئی اور برائی کو مات ملی۔۔۔

وحید ملک کی روح کانپ گئی اپنے بیٹے کے لیے یہ فیصلہ سن کر۔۔۔۔۔

exponovels

اس نے شناور ملک کی طرف دیکھا جو چہرے پر سرد تاثرات لیے ہوئے تھا جیسے اسے زندگی موت سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔۔۔۔

جج صاحب اپنا فیصلہ سنا کر وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔۔

پولیس کے اہلکاروں نے شناور کو کٹہرے میں سے نکالا اور اپنے ساتھ لے جانے لگے۔۔۔

سچ اگلوانے کے لیے شناور پر کافی تشدد کیا گیا تھا اس کے ہاتھوں اور پیروں کو بیڑیوں سے باندھا گیا تھا۔۔۔۔

چلنے سے بھاری بیڑیوں سے اس کے پاؤں میں سے خون رس رہا تھا۔۔۔۔

پولیس اسے اپنے ساتھ لے گئی جبکہ وحید ملک اپنے وکیل کی طرف بھاگا۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤

انصب اور عزنا گاؤں والے گھر کو لاک کیے ولید کے پاس شہر آ چکے تھے۔۔۔۔

عزنا نے سارے گھر کا کام سمبھال رکھا تھا۔۔۔

گھر کے ساتھ ساتھ باہر سے ساری شاپنگ میں بھی اس نے ثناء کی پسند کو مد نظر رکھتے ہوئے سب کی مدد کی۔

آج صبح اس کے سارے سامان کی پیکنگ کیے وہ سب ثناء کے سسرال والوں کی طرف پہنچ چکے تھے۔۔۔۔

گولڈن اور سرخ رنگ کا بھاری کامدار ڈریس۔خوبصوت زیورات۔

بالوں کو جوڑے کی شکل دیکر ماتھے پر مانگ ٹیکا سجا کر سرخ جالی دار دوپٹے کو پنوں سے سر پر اچھی طرح بٹھایا گیا تھا۔

ماشاءاللہ آج بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

عزنا نے دلہن بنی ہوئی ثناء کی تعریف کی۔۔۔

عزنا جو آج خصوصی انصب کے دلائے گئے جدید طرز کے بلیک اور شاکنگ کلر کے ڈریس میں ملبوس تھی، جس پارلر سے ثناء تیار ہوئی تھی وہیں سے عزنا بھی بارات کے فنکشن کے لیے تیار ہوئی۔۔۔

مسکارے کے بوجھ سے جھکی گھنی پلکیں اور ستواں ناک میں ہونٹوں کو چھوتی نتھلی پہنی ہوئی تھی۔

ہاتھوں میں بھر بھر کے چوڑیاں اور کنگن،

پاؤں میں نفیس سی ہائی ہیل۔ پہنے وہ شہزادی معلوم ہو رہی تھی۔

ماشاءاللہ آپ بھی خوبصورت لگ رہی ہیں۔

آج انصب بھائی پاگل ہونے والے ہیں۔

لکھوالیں مجھ سے۔

اپنی تعریف پر وہ مسکرائی تھی۔

مگر انصب کی بات آنے پر اس کے گلابی گال اور بھی سرخ ہو گئے تھے

بیوٹریشن کے مہارت سے کئے گئے میک اپ نے اسکے خوبصورت نقوش کو اور زیادہ نکھار دیا تھا۔

بہت بہت شکریہ میری پیاری سی بہنا۔۔۔

خوبصوت مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اسنے ثناء کے گال کھینچے۔

کچھ ہی دیر میں نکاح خواں نے نکاح کی رسم ادا کی۔۔۔

exponovels

اور کھانے کے بعد رخصتی کا فریضہ انجام دیا گیا۔۔۔۔

قرآن پاک کے سائے میں اس کی رخصتی ہوئی۔۔۔

تینوں بھائی اور ان کی اماں کے ساتھ ساتھ اب اس وقت آبدیدہ تھے۔۔۔۔

دعاؤں کے ساتھ اسے رخصتی کے مراحل سے فارغ ہوئے۔۔۔۔۔

ہوٹل سے واپسی پر سب تھک چکے تھے۔۔۔۔

ولید اور اس کی بیوی تو آتے ہی تھکاوٹ کے باعث اپنے کمرے میں آرام کے لئے چلے گئے۔۔۔۔

جبکہ انصب کی اماں وہیں صحن میں موجود تخت پر لیٹ گئیں۔۔۔ جہاں روز انصب لیٹ رہا تھا۔۔۔۔

عزنا اور انصب ان کے پاس بیٹھے تھے۔۔۔

جاؤ تم دونوں بھی آرام کرو۔۔۔ انہوں نے انصب اور عزنا سے کہا۔۔۔۔

عزنا نے ان کی بات سن کر سر جھکایا اور نظریں فرش پر مرکوز کیں۔۔۔۔

میں آج یہاں ہی سوؤں گی۔۔۔۔

وہ آنکھوں پر بازو رکھ کر نم لہجے میں بولیں۔۔۔

عزنا اس وقت ان کی کیفیت کو سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

اپنی بیٹی سے جدائی پر وہ افسردہ تھیں۔۔۔۔

عزنا نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔

exponovels

اماں میں بھی آپ کی بیٹی ہوں میں ہوں نا آپ کے پاس۔۔۔۔

اس نے لہجے میں پیار سموئے ہوئے کہا۔۔۔۔

ہم۔۔۔ تم سچ کہہ رہی ہو جس طرح تم نے ثناء کے لیے سب کیا۔۔۔

میں تہہ دل سے تمہاری معترف ہوں۔۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔

اماں شکریہ کس بات کا یہ تو بہن ہونے کے ناطے میرا فرض تھا۔۔۔۔

عزنا نے کہا۔۔۔۔

وہ مسکرانے لگیں۔۔۔

اچھا جاؤ میں ناراضگی سے نہیں کہہ رہی میرا آج کھلی فضا میں سونے کا دل ہے اندر کمرے میں گھٹن محسوس ہو گی۔۔۔

میں یہیں ٹھیک ہوں تم جاؤ۔۔۔ آرام کرو دونوں۔۔۔۔

وہ دونوں ہولے ہولے چلتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کچھ چیزیں مجھے سکون دیتی ہیں

تمہارا چہرہ ان میں سب سے پہلے آتا ہے۔

exponovels

صمید نے سوہارا کا ہاتھ تھام کر اسے جانے سے روکا۔۔۔

جھوٹے ہو تم۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری ان میٹھی میٹھی باتوں میں آکر میں تمہارا دیا دھوکہ بھول جاؤں گی یا یہ بھول جاؤں تم نے میری جگہ کسی اور کو دینے کی کوشش کی۔

کیا کمی تھی مجھ میں؟؟؟

کیا نہیں دے پائی تمہیں؟؟؟

بیوی ہونے کا سکھ نہیں دے پائی؟؟؟

اولاد نہیں دے پائی؟؟؟

یا وفا نہیں نبھا پائی؟؟؟

بولو صمید بولو۔۔۔اس نے اسکی شرٹ کے کالر کو مٹھی میں دبوچ کر نم لہجے میں پوچھا۔۔۔

سوہارا پلیز مجھے چھوڑ کر جانے کی بات مت کرو۔۔۔

اس کے علاوہ تمہاری ہر بات مانوں گا۔۔۔صمید نے منت بھرے انداز میں کہا۔۔۔

ٹھیک ہے تو پھر کھاؤ اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم۔۔۔۔

کہ تم میرے سوا کسی دوسری لڑکی کو چھونے کی بات تو دور دیکھو گے بھی نہیں۔۔۔

یہ کیا فضول بکواس ہے۔۔۔

exponovels

اس سوہارا کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

دیکھ لیا۔۔۔بس اتنی سی بات نہیں مان سکے۔۔۔بس یہی دیکھنا باقی رہ گیا تھا۔۔۔

ایسی بات نہیں میں تمہاری ہر بات ماننے کو تیار ہوں

مگر اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کبھی نہیں کھاؤں گا۔۔۔

اس کے لیے مجھے فورس مت کرو۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔صمید مگر یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا اگر آج تم کسی کی بیٹی کے ساتھ ایسا کرو گے تو کل کو خدانخواستہ تمہاری بیٹی کے ساتھ بھی یہ سب۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔کچھ نہیں ہو گا میری بیٹی کے ساتھ۔۔۔وہ اس کی بات سن کر غصے سے بھڑک اٹھا۔۔۔

دیکھا خود کی بیٹی پر بات آئی تو کیسے تڑپ اٹھے۔۔۔

باقی بھی کسی ماں باپ کی بیٹیاں ہیں۔۔۔

جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔۔۔

یہ دنیا مکافات عمل کا نام ہے۔۔۔

یہاں پر کیا یہیں پر بھگت کر جانا پڑے گا۔۔۔

سوہارا نے اسے آئینہ دکھانا چاہا۔۔۔۔

exponovels

💙💙💙💙💙💙💙💙💙

تم دعا ہو تو

ہم مانگتے ہیں تمہیں

تم ہو خواہش

تو روز کرتے ہیں تمہیں

گر ہو ہوا تو

ہر روز سینے میں

سانس در سانس

بھرتے ہیں تمہیں

تم کوئی سوچ ہو تو

سوچتے ہیں تمہیں

ہو نظارہ۔۔۔تو دیکھتے ہیں تمہیں۔۔۔۔

زندگی ہو تو

آؤ جیتے ہیں تمہیں۔۔۔

روگ ہو تم تو

exponovels

روح میں پل جاؤ۔۔۔۔

عشق ہو تو جنوں میں ڈھل جاؤ

گر گماں ہو۔۔۔

یقین میں ڈھل جاؤ۔۔۔

کاش تم میرے ہم نشین بن جاؤ۔

آج سیمینار تھا اور رینا اپنے بھائی کے ساتھ آئی تھی وہ اسے ڈراپ کر کہ جا چکا تھا۔۔۔

اور واپسی پر وہ اسے پک کر لے گا۔۔۔۔

اور رینا نے سیمینار اٹینڈ کیا تو واپسی پر بہت زیادہ رش تھا۔۔۔۔

وہ دوسرے راستے سے باہر نکلنے لگی تو اس کی نظر سامنے سے گزرتے ہوئے او کشان پر پڑی۔۔۔۔

اس کی خوشی کی کوئی انتہا نا رہی۔۔۔

وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔

سر! اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے روکنا چاہا۔۔۔۔

او کشان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دور سے سر نفی میں ہلا کر ناں کا اشارہ کیا۔۔۔

جیسے کہہ رہے ہوں میرے پاس مت آنا۔۔۔۔

ان کے رد عمل پر اور رینا کی آنکھ سے ایک موتی ٹوٹ کر گرا۔۔۔۔

exponovels

اس کی دھندھلائی ہوئی آنکھوں کے سامنے سے پل بھر میں وہ اوجھل ہو گیا۔۔۔

وہ ڈگمگاتے ہوئے قدموں سے باہر نکل گئی۔۔۔

اس کا بھائی اسے لینے آ چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کے ساتھ بائیک پر بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہوئی۔۔۔

ابھی کچھ راستہ ہی طے کیا تھا۔۔۔کہ ایک بائیک قریب سے گزری۔۔۔ بائیک پر بیٹھے ہوئے شخص کے آدھے چہرے پر ماسک تھا۔۔۔

مگر چاہے وہ کتنا ہی چہرہ چھپا لے وہ اسے پہچان چکی تھی۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو دیکھا تھا اسے بلیک پینٹ اور گرے شرٹ میں سر پر کیپ پہنے وہ بائیک پر بیٹھا تیز رفتاری سے قریب سے گزرا کہ تیز ہوا کہ باعث اس کی کیپ گر گئی۔۔۔ جسے اس نے رک کر اٹھانے کی زحمت نہیں کی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اورینا نے اپنی فائل میں موجود ایک پیپر ہوا کے سپرد کیا۔۔۔۔۔

بھائی پلیز بائیک روکیں۔۔۔میرا ایک ضروری پیپر گر گیا ہے۔۔۔۔

اس نے اورینا کے کہنے پر بائیک روکی تو وہ پیپر لینے کے لیے نیچے اتری اور پیپر کے ساتھ ساتھ وہ کیپ بھی اٹھا لائی۔۔۔

ایک اور نشانی کے طور پر۔۔۔۔

💜💜💜💜💜💜💜💜💜💜💜💜

exponovels

ایک جب بھی گھر میں آؤ۔۔

یہ رونا دھونا دیکھ کر اور بھی دماغ خراب ہو جاتا ہے میرا۔۔۔

ہادی نے روتی ہوئی آنیہ کو دیکھ کر تلخ لہجے میں کہا۔۔۔۔

آنیہ کو جب سے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہوئے حادثے کی خبر ملی تھی تب سے ہی اس کا یہ حال تھا۔۔۔

کمرے میں چھپ چھپ کر آنسو بہانے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

جب سے اخبار میں یہ خبر پڑھی تھی پہلے تو ہادی اور آنیہ شاک میں آ گئے۔۔۔

پھر ہادی نے سب کے سامنے آنیہ کو خاموش رہنے کا کہا۔۔۔

کمرے میں آکر ہادی نے آنیہ کو سمجھا دیا تھا کہ وہ کسی کو بھی نا بتائے کہ یہ حادثہ اس کے گھر والوں کے ساتھ ہوا ہے ۔۔۔

نہیں تو سب کو اور موقع مل جائے گا اسے ذلیل کرنے کا۔۔۔

اور اگر ذلیل ہونا چاہتی ہو تو بتا دو۔۔۔ہادی نے کہہ کر ساری ذمہ داری اس پر ڈالی۔۔۔۔

اس لیے آنیہ نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔ مگر اکیلے میں وہ رو کر اپنا غم بہا لیتی۔۔۔۔

مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔۔

اب بس بھی کرو میں تنگ آگیا ہوں اس روز روز کے رونے دھونے سے ہادی بیزاریت سے بولا

اور ہمارے آنے والے بچے کے لیے بھی یہ ٹھیک نہیں، وہ بھی ایسے رونے والا ہی پیدا ہو گا۔۔۔

ہادی نے اس کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا تو اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔

آج میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔۔۔۔کسی شخص کا کافی دنوں سے ایک پاؤں کا ناخن آ کھڑا ہوا تھا۔روزا سے درد ہوتا تھا۔روزا سے چلنے پھرنے اور کام کرنے میں دشواری پیش آتی۔

کبھی ٹھوکر لگنے سے بھی شدید درد ہوتی۔رات کو سوتے وقت چادر کے ساتھ اڑ جاتا تو خون رسنے لگا جاتا۔۔۔

وہ اسے کاٹ ہی نا پا رہا تھا۔کیونکہ ایک بار اس نے کاٹنے کی کوشش کی تو اسے بہت تکلیف ہوئی۔۔۔۔

پھر ایک رات اس نے ہمت کی اور اسے کھینچ کر نکال ہی دیا۔۔۔درد کی شدت سے اس کی چیخیں نکل گئیں۔۔۔پھر وہ درد میں ہی روتا ہوا سو گیا۔۔۔

مگر جب سو کر صبح اٹھا تو اس کے درد کو آرام تھا۔۔۔۔

جو درد ناسور بن جائے اسے بھی ایسے ہی ہمت کر کہ کھینچ کر اپنے آپ سے جدا کر دو۔۔۔

ایک ہی بار میں روز روز کے عذاب سے جان چھوٹ جائے گی۔۔۔۔

تم بھی ایک ہی بار رو لو آئیندہ ایسا نا ہو۔۔۔۔

بھول جاؤ سب ایک نئی زندگی کی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔۔۔

آنیہ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اس کے شانے پر اپنا سر ٹکا دیا۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

exponovels

آج تو تم نے اماں کا دل جیت لیا۔۔۔۔

انصب نے کمرے میں آ کر لاک لگایا اور پھر پلٹ کر عزنا کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔

وہ مسکرائی تو انصب بھی مسکرانے لگا۔۔۔۔خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔۔۔۔

اگر ایک شخص دن بھر محنت مشقت اور کام کاج کے بعد رات کو گھر آئے اور اسکا استقبال گھر میں بات بات پر آپسی جھگڑے کی تیز آواز آئے۔۔۔اور گھر کا ماحول ہر وقت گرما گرم رہے تو اس مرد کی تھکاوٹ دس گناہ بڑھ جاتی ہے۔۔

ایک طرف ماں اور دوسری طرف بیوی۔۔۔۔

بندہ کس کا ساتھ دے کس کا نا دے۔۔۔۔

جس کا نا دے اسی کے لیے برا۔۔۔

لیکن جس کی زندگی میں تم جیسی سلجھی ہوئی بیوی آ جائے اس کے گھر کا ماحول خوشگوار اور پر سکون ہو گا ہمارے گھر طرح۔۔۔

اس نے اس کا دلکش چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر نرمی سے کہا۔۔۔۔

رشتہ ازواجیت کی کامیابی کا سب سے اہم اصول برداشت ہے۔۔۔آج کل زیادہ تر گھروں کے ٹوٹنے کی سب سے بڑی وجہ برداشت کی کمی ہے۔زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہوتی۔۔۔

exponovels

اور زندگی کے زیادہ تر رموز شادی کے بعد ہی سامنے آتے ہیں۔۔۔جب ایک جوڑا اللہ رب العزت کے بنائے گئے پاکیزہ طریقے سے رشتہ ازوجیت میں بندھتا ہے تو اس پاکیزہ رشتے میں بندھنے والے دونوں فریق ایک دوسرے کی عادات واطوار سے قطعی ناواقف ہوتے ہیں۔

اس لئے ایک دوسرے کو اپنے رنگ میں ڈھالنے اور اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی بجائے ایک دوسرے کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اسکی خامیوں کو بھی کھلے دل سے تسلیم کرنا چاہیے۔۔

میں نے تم سے اپنی والدہ کے لیے درخواست کی تھی تم نے مجھے مایوس نہیں کیا اور میرے ساتھ ساتھ ان کا بھی دل جیت لیا۔۔۔

بہت بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے اور اسے اتنا پرسکون اور خوشنما جنت جیسا بنانے کے لیے انصب نے اپنا گال اس کے گال سے مس کر کہ کہا۔۔۔

اف۔۔عزنا ایک دم سے پیچھے ہوئی۔۔۔

یہ کیا تھا؟؟؟انصب نے ابرواچکاتے ہوئے مصنوعی ناراضگی سے اس کا پیچھے ہٹنا نوٹ کیا۔۔۔۔

آپ کی شیوچبھ رہی تھی۔۔۔اس نے دھیمی آواز میں

مسکراتے ہوئے کہہ کر چہرہ دوسری جانب پھیر لیا۔۔۔

اچھا جی شیو چبھ رہی ہے۔۔۔۔

exponovels

اس نے پیچھے سے دونوں بانہیں اس کے گرد پھیلاتے ہوئے اپنے قبضے میں لیا۔۔۔اور گال اس کے گال سے رگڑتے ہوئے اسے دوبارہ سے چبھن محسوس کرائی۔۔۔

اور یہ جو اتنے دنوں سے مجھ معصوم کو یہاں آکر اگنور کیا جارہا ہے اس کا بدلہ کون چکائے گا۔۔۔

انصب نے اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

وہ وہ۔۔۔وہ میں۔۔۔اتنی قربت پر کوئی جواب نا بن پایا تو بولی۔۔۔۔

وہ کیا میں ؟؟؟انصب اس کے چہرے کا رخ اپنی جانب کر کہ بولا۔۔۔۔

مجھے چینج کرنا ہے۔۔۔عزنا نے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے کہا۔۔۔

ابھی تو میں نے ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں۔۔۔۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر کر بستر پر لے کر آیا۔۔۔۔

اماں کو خوش کرنے کے چکروں میں ان کے بیٹے کو بھولنا کیا اچھی بات ہے؟؟؟؟

انصب نے اس کے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خمار آلود لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

م۔۔مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔۔عزنا نے اس کی لودیتی نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی آنکھیں موند کر کہا۔۔۔۔

اتنا ظلم اچھا نہیں ہوتا بیوی۔۔۔پہلے آج سنور کر جان نکالو پھر بے رخی دکھاؤ۔۔۔۔

انصب کا تھوڑا افسردہ لہجہ دیکھ کر اس نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔معا کہیں وہ سچ میں ناراض ہی نا ہو جائے۔۔۔

exponovels

آپ آج بہت اچھے لگ رہے تھے۔۔۔ عزنا نے بھی اس کی دل سے تعریف کی

اچھا جی۔۔۔ بہت شکریہ اس کرم نوازی کا۔۔۔

مگر مجھے ایسی خالی روکھی پھیکی تعریف نہیں چاہیے۔۔۔

تھوڑی میٹھی چاہیے۔۔۔ اس نے اپنے لبوں پر انگلی رکھ کر اشارہ کیا۔۔۔۔

عزنا نے اس کی فرمائش سن کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی۔۔ انصب نے اس کے راہ فرار کے سارے راستے مسدود کر دیے۔۔۔

اور اتنے دنوں سے دونوں کے بیچ حائل دوری کی تشنگی کو مٹانے لگا۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وحید ملک نے ہائی کورٹ میں رحم کی اپیل کر دی تھی۔۔۔۔

اس بار پیسوں اور قسمت دونوں نے اس کا ساتھ دیا اور شاور کی سزا پھانسی سے ہٹ کر سات سال قید بامشقت کر دی گئی۔۔۔۔

شاور اب بھی جیل میں اپنے کیے کی سزا کاٹ رہا تھا۔۔ مگر زندہ تھا۔۔۔۔

اس کے گھر والے جا کر اس سے ملاقات کرتے رہتے تھے۔

ان کے وکیل نے غیرت کے نام پر قتل کرنے کا کہہ کر عرفہ کو غلط کردار کا ثابت کیا۔۔۔۔

جس وجہ سے اس کی سزا میں تبدیلی کی گئی تھی۔۔۔۔

exponovels

جبکہ ہادی جس کی وجہ سے شک کیا گیا تھا اس کا پتہ تو ناشناور کو معلوم تھا اور نا اس کے گھر والوں کو۔۔۔

ہادی نے کبھی کسی کو اپنے گھر کا ایڈریس بتایا ہی نہیں تھا۔۔۔

اسی لیے وہ سب معاملات سے بچا ہوا تھا۔۔۔

اور اس نے یہی سمجھداری دکھائی اور ان سب معاملات سے دور رہا۔۔۔۔

مصطفیٰ ٹھیک ہو چکا تھا وہ گاؤں اپنی دادی کے پاس چلا گیا تھا۔۔۔

وحید ملک کے وکیل نے انہیں ایک اور راہ دکھائی اگر آپ کیس کے مدعی کو منا لیں اسے خون بہا دے دیں۔۔۔ پیسے وغیرہ۔۔۔ آؤٹ آف کورٹ سیٹلمنٹ کر لیں گے تو شناور کی سزا میں کمی آ سکتی ہے۔۔۔

وحید ملک اس کی بات سن کر سوچ میں پڑ گئے۔۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤

سوہارا نے کال کر کہ اپنی والدہ شبنم کو بلایا اور انہیں ان کے داماد کی ساری کرتوں کے بارے میں بتایا۔۔۔

ساری بات سن کر ان کا رنگ فق ہوا۔۔۔

شمع نے اپنی بہن کو بہت تسلی دی کہ صمید نے کچھ نہیں کہا یہ سب تو ان لڑکیوں اور ان کی ماں کی چال ہے وہ اپنی بیٹی صمید سے بیاہنا چاہتی تھی ان کی خواہش پوری نہیں ہوئی تو انھوں نے صمید کو بدنام کر کہ اس کا گھر توڑنے کی چال چلی ہے۔۔۔

مگر شبنم تو یہ بات سن کر آگ بگولہ ہو چکی تھی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

مجھے ایک پل کے لیے بھی اپنی بیٹی کو یہاں نہیں رکھنا۔۔۔

چلو اپنا سامان باندھ لو۔۔۔انہوں نے سوہارا سے کہا۔۔۔۔

سوہارا جو کافی دیر سے دروازے کے قریب کھڑی تھی ایک دم اسے چکر آیا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ گرتی صمید نے اسے سہارا دے کر بستر پر لیٹا یا۔۔۔۔

وہ بستر پر لیٹتے ہی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔۔

سب کو اپنی پڑ گئی۔۔۔

شبنم تو دونوں ہاتھوں سے سینہ پیٹنے لگی۔۔۔

کیا کر دیا تم نے میری بیٹی کے ساتھ۔۔۔۔

ہائے میں برباد ہو گئی میری اکلوتی اولاد کی جان لے لی تم

سب نے مل کر۔۔۔۔۔وہ اونچی آواز میں بین ڈالنے لگی۔۔۔۔

آپا کچھ نہیں ہوا سوہارا کو تم تو چپ کرو۔۔۔۔

شمع نے اسے چپ کروانا چاہا۔۔۔۔

صمید گیا ہے ڈاکٹر کو لینے۔۔۔۔۔

💙💙💙💙💙💙💙💙

اوریناکے تینوں بھائیوں کی شادی ہوچکی تھی وہ سب سے چھوٹی تھی مگراب جب کہ وہ اپنی پڑھائی مکمل کرچکی تھی تو سب نے اس کی شادی پر بھی زور دیناشروع کر دیا۔۔۔۔

جب بھی کوئی رشتہ آتاوہ انکار کر دیتی کہ ابھی اسے شادی نہیں کرنی۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تو وہ جو نیم دراز تھی۔۔۔ہاتھ میں ناول لیے فارغ وقت میں پڑھ رہی تھی۔۔۔

اپنی مما کو اندر آتے دیکھاتو اسے ایک طرف رکھااور اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

ارے مما آپ۔۔۔

مجھے بلالیاہوتامیں آجاتی اس نے کہا۔۔۔۔

مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی اسی لیے خود آئی۔۔۔

کیا تمہیں میرا آنااچھا نہیں لگا؟؟؟

نہیں مما مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ آئی۔۔۔اس نے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

وہ کچھ دیر خاموش رہی۔۔۔۔

اوریناان کے بولنے کے انتظار میں تھی۔۔۔۔

بیٹاشادی توکرنی ہی ہے ایک ناایک دن اور تم اچھے سے جانتی ہو ہم اپنی ذات برادری میں ہی شادی کرتے ہیں تمہارے باباچاہے جتنامرضی تم سے پیار کرتے ہیں مگر وہ اپنے خاندانی اصولوں کے خلاف کبھی نہیں جائیں گے۔۔۔۔

کل کچھ لوگ آرہے ہیں تمہیں دیکھنے اچھے سے تیار ہو جانا۔۔۔

اس بار میں بھی کوئی انکار یا بہانہ نا سنوں تمہارا۔۔۔

وہ جو ہمیشہ اس سے نرمی سے بات کرتی تھیں۔۔۔آج وہ بھی سخت لہجے میں بولیں۔۔۔

💜💜💜💜💜💜💜💜💜

زندگی اور وقت کبھی کسی کے لیے نہیں رکتے،

انسان کس قدر مضبوط ہوتا ہے جو بچھڑ جانے والوں کو بھول کر نئے مل جانے والوں سے ویسا ہی رشتہ بنالیتا ہے جو کبھی کسی اور کا حق تھا۔

ٹھک۔۔۔ٹھک۔۔۔ٹھک

اس نے زور سے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔۔۔

مصباح نے دروازہ کھولا۔۔۔

اور دروازے کے وسط میں ہی کھڑے کھڑے اونچی آواز میں چلائی۔۔۔

ٹائم دیکھا ہے تم نے؟؟؟؟

اس نے ابرو اچکا کر لڑاکا انداز میں کمر پر ہاتھ رکھ کر جارحانہ تیوروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

بارہ ہی تو بجے ہیں ابھی اس نے بے فکری سے کہا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اندر آنے دو۔۔۔اس نے مصباح کو پیچھے کرنا چاہا۔۔۔

مگر وہ پہلے سے ہی اس کی رگ رگ سے واقف تھی اسی لیے کمال کی پُھرتی دکھاتے ہوئے اس کے منہ پر دروازہ بند کیا۔۔۔

باہر ہی سڑو۔۔۔۔

اس کمرے میں لیٹ آنے والوں کی کوئی جگہ نہیں۔۔۔۔۔

شاور غصے میں بل کھاتا ہوا واپس پلٹا۔۔۔۔

عائشہ جو وحید ملک کے لیے پانی لینے رات گئے کچن میں آئی تھیں اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر خاموشی سے واپس پلٹ گئیں۔۔۔۔

یہ ان کی پسند کی ہی تو لائی ہوئی ان کی خاندانی بہو تھی۔۔۔۔

جس نے گھر میں آتے ہی شاور کے ساتھ ساتھ باقی بھی سب گھر والوں کو تگنی کا ناچ نچار کھا تھا۔۔۔۔

شاور تاسف سے سر ہلاتا ہوا ڈرائینگ روم کے صوفے پر جا کر لیٹ گیا۔۔۔۔

اس نے گھر میں داخل ہونے کے لیے مصباح کو کال کی مگر اس نے کاٹ دی پھر زینیہ کو کی تو اس نے نیچے آکر سو باتیں سناتے ہوئے دروازہ کھولا تھا۔۔۔۔

عائشہ بیگم کا بھی وہ کوئی لحاظ نہیں رکھتی ان سے بھی زبان درازی کرتی شناور کی ایک بہن رابعہ کی شادی ہو چکی تھی اپنے آفس کے ایک کولیگ سے جبکہ زینیہ جس نے عرفہ کو سیڑھیوں سے نیچے اس وقت دھکا دیا تھا جب وہ امید سے تھی، اب 30 برس کی ہونے کے باوجود بھی ابھی تک اپنے والدین کی دہلیز پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

حالات نے پلٹا کھایا اور وحید ملک سے دربار کا ٹھیکہ ضبط کر لیا گیا۔۔۔

جتنی جمع پونجی تھی اس میں سے وحید ملک نے شناور کو جیل سے باہر نکلوانے میں لگائی۔۔۔۔

ان کے وکیل نے ہائی کورٹ میں رحم کی اپیل کی سات سال کی سزا کو معطل کرنے کے لیے

مگر کوئی خاص فائدہ حاصل نا ہوتے دیکھ اس نے وحید ملک کو ایک اور راہ دکھائی جو تھی آؤٹ آف کورٹ سیٹلمنٹ کی۔۔۔

اگر مدعی کو خون بہا دے دیں تو وہ اپنا کیس واپس کر لے۔۔۔۔

وحید ملک نے بہت کوششوں کے بعد آخر کار پانچ سال بعد مصطفیٰ عرفہ کے بھائی کو ڈھونڈ نکالا۔۔۔۔

اور اسے کیس واپس لینے کے لیے پیسوں کی پیشکش کی۔۔۔۔

وہ نہیں مانا تو اسے ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا اس وقت وہ بیس سال کا ہو چکا تھا مگر ابھی بھی وہ دہری کشمش کا شکار تھا۔۔۔

اس کے ددھیال والے اس پر پیسے لے کر کیس کو ختم کرنے کا زور ڈال رہے تھے۔۔۔ اور ہر کوئی اسے یہی سمجھا رہا تھا کہ کیس واپس لے لے ورنہ اس کی جان کو خطرہ ہو گا۔۔۔ اور اس کی وجہ سے ان سب کی جان کو بھی۔۔۔۔

exponovels

مصطفیٰ اکیلا اس قابل نہیں تھا کہ ان سے ٹکر لے سکے اس نے ہار مانتے ہوئے اور اپنے مستقبل کو سنوارنے کے لیے پیسے لے کر کیس واپس لے لیا اور چند سالوں میں ہی شناور جیل سے رہا ہو گیا۔۔۔۔

اس کی والدہ عائشہ بیگم نے اس کے آنے کے تھوڑے عرصے بعد ہی اس کی شادی اپنی بہن کی بیٹی مصباح سے کروا دی تھی۔۔۔

کیونکہ عرفہ کی وفات کے بعد سے شناور کی بیٹی کی ذمہ داری ان پر تھی۔۔۔ جسے وہ مصباح کے حوالے کر کہ خود بری الزمہ ہونا چاہتی تھی۔۔۔

مصباح کی نا تو عائشہ سے بنتی اور نا ہی اپنی نند زینیہ سے، کبھی کبھار تو بات ہاتھا پائی تک آ جاتی۔۔۔۔

شناور کی دوسری شادی کو بھی پانچ سال کا عرصہ بیت چکا تھا۔۔۔

مصباح میں سے اس کی دو بیٹیاں ہی تھیں۔۔۔

مصباح صرف اپنی بیٹیوں پر توجہ دیتی جبکہ عرفہ کی بیٹی بیچاری رُل کر رہ گئی تھی۔ شناور کام کے سلسلے میں سارا دن گھر سے باہر رہتا شناور کی بیٹی فاریہ سارا دن گلی میں بچوں کے ساتھ گندے کپڑوں میں گھومتی پائی جاتی۔۔۔

کبھی کبھی انسان ناکردہ گناہوں کی سزا بھی بھگتا ہے۔۔۔

یا پھر یوں کہہ لیں کہ کبھی والدین کے کیے گئے گناہ اولاد کے سامنے آ جاتے ہیں۔

آج وہ آٹھ سال کی ہو چلی تھی کہنے کو تو اسے سکول داخل کروا دیا گیا تھا مگر اس کی ذات سے کسی کو بھی کوئی سروکار نا تھا۔

exponovels

شناور جب کبھی گھر پر ہوتا تو اس کی دلجوئی کر لیتا۔۔۔

اب اس کا غصہ کافی حد تک کم ہو چکا تھا جو اس کی شخصیت کا کبھی اہم خاصہ تھا۔

کیونکہ اسے بار بار ماں ہر بار یہی بات سناتی تھی ایک قاتل کو بیوی مل گئی ہے تو اپنے غصے پر قابو رکھو اس کی قدر کرو اب اور کسی نے نہیں دینی تمہیں اپنی لڑکی۔۔۔

وہ ان کی بات سن کر غصے سے کھول کر رہ جاتا مگر اپنی بیٹیوں کی وجہ سے خود پر ضبط کیے رکھتا۔۔۔

ابھی بھی اس کی شکی طبیعت مصباح پر نظر رکھتی مگر وہ اس کی کسی بھی بات کو خاطر میں نہ لاتی اور وہی کرتی جو اس کا دل کرتا تھا۔۔۔

مصباح شناور کو بچپن سے ہی پسند کرتی تھی اسی وجہ سے وہ اس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی شادی پر راضی ہوئی تھی۔۔۔

کچھ آدمیوں کی فطرت کبھی نہیں بدلتی مگر وقت بڑے بڑوں کو بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔۔۔

آج تین بیٹیوں کا باپ بن کر وہ سوچتا، اگر میری کسی بیٹی کے ساتھ کبھی وہ ہوا جو میں نے عرفہ کے ساتھ کیا۔۔۔ تو اس کی روح کانپ کر رہ جاتی۔۔۔

اس جہاں میں چاہے عرفہ کو انصاف نہیں ملا تو کیا ہوا۔۔۔ اگلے جہان میں ضرور ملے گا۔۔۔

خدا کی عدالت میں اسے معافی ملے گی یا نہیں یہ تو رب العالمین کی ذات ہی بہتر جانتی ہے۔۔۔

عدل و انصاف موقوفِ حشر نہیں!!!!

exponovels

زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤

دنیا کی سب سے قیمتی خوشی وہ ہوتی ہے جب تمہارے والدین تم سے خوش ہوں تمہاری وجہ سے مسکرا رہے ہوں۔۔۔

والدین کی طرف مسکرا کر دیکھنے سے کتنا ثواب ملتا ہے پتہ ہے تمہیں۔۔۔۔۔

آج یہ سب صرف وصرف تمہاری بدولت ممکن ہوا ہے۔۔۔۔

انصب نے عزنا کا ہاتھ تھام کر اپنے دل سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اماں کتنی خوش ہیں نا؟؟؟؟

وہ دونوں اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ وہیں بیٹھے ہوئے وہ باہر صحن کا منظر صاف دیکھ رہے تھے جہاں انصب کی اماں کی گود میں ان دونوں پوتے روحان اور زوہان تھے جبکہ دونوں پوتیاں زیمل وراشمل ان کے کاندھوں کو تھامے کھڑی ان سے پیار بھری باتیں کر رہی تھیں۔۔۔۔

کتنا مکمل منظر تھا۔۔۔۔

انصب کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔۔۔۔ایک مکمل خوشحال گھرانہ۔۔۔۔

اس خوشی کی وجہ میں نہیں آپ ہیں۔۔۔عزنا کی بات سن کر انصب نے حیران نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

سچ کہہ رہی ہوں آپ کو میری بات پر یقین نہیں؟؟؟؟

For more visit (exponovels.com)

عزنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

آپ کی ہی سوجھ بوجھ سے اس گھر میں اتنا سکون ہے۔۔۔

آپ نے اپنے ہر رشتے میں توازن قائم رکھا۔۔۔

مجھے میری جگہ دی اور اپنی اماں کے مقام کو بھی برقرار رکھا۔۔۔

جس طرح ایک گھر کو چلانے میں عورت کا ہاتھ ہوتا ہے اسی طرح ایک آدمی کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔۔۔

اور سب سے اہم بات آپ نے اپنے گھر والوں کی خوشی کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کر دیا۔۔۔

اگر آپ ضد کرتے اپنے دل کی سنتے تو آج آپ بہت بڑے وکیل ہوتے مگر آپ نے اپنا آپ بھلا کر اپنا وقت اپنا سب کچھ اپنی فیملی کو دیا۔۔۔

بس۔۔بس۔۔اب اور کتنی تعریفیں کرو گی؟؟

بچے تو اماں کے پاس ہیں مجھے بھی اپنی تعریف میں کچھ کہنے کا موقع دو اس نے عزنا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود سے قریب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

انصب کی بات کا مطلب سمجھ کر عزنا نے اسے ہلکی سی شانے پر چپت رسید کی۔۔۔

آپ کی تعریفوں کے چار نمونے باہر گھوم رہے ہیں۔۔۔اس سے زیادہ مجھ میں اور ہمت نہیں۔۔۔عزنا نے روہانسی آواز میں کہا۔۔۔

تمھیں کون ہمت دکھانے کو کہہ رہا ہے ساری ہمت میں خود ہی دکھاوں گا۔۔۔

میں نہیں بولتی۔۔۔اس نے منہ پھلا کر مصنوعی ناراضگی دکھاتے ہوئے کہا۔۔۔

اوکے سویٹ وائف جیسے آپ کی مرضی۔۔۔

عزنااس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرانے لگی۔۔۔

توانصب نے اسے شانے سے تھام کر اپنے ساتھ لگایا۔۔۔۔

جسے تم جیسی ہمسفر مل جائے اسے اور کیا چاہیے۔۔۔۔

وہ دونوں آسودگی سے مسکرادیے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ جو کہتا تھا تارے توڑ لاؤں گا

اسی نے آسماں سے گرادیا مجھے۔

سوہارا صمید کی سچائی سن کر بہت ٹوٹ چکی تھیں۔۔۔۔

اس نے صمید سے طلاق لے کر اپنا رشتہ ختم کرنا چاہا مگر

جب سے اسے ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ وہ پھر سے امید سے ہے۔۔۔

اس کے مضبوط ارادے ڈگمگاتے ہوئے محسوس ہورہے تھے۔۔۔۔

ایک عورت چاہے کتنی ہی مضبوط کیوں نا ہو مگر اپنی اولاد کے آگے ہار جاتی ہے۔۔۔۔

exponovels

ایک ننھی سی جان جو اس دنیا میں آنے والی تھی کیسے وہ اسے نقصان پہنچا خود کو صمید سے دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہو پاتی۔۔۔

اس نے اسے اس دنیا میں لانے کا فیصلہ کیا آخر اس سب میں اس کا کیا قصور تھا۔۔۔۔

اور اس کی بیٹی جو ابھی ڈیڑھ سال کی تھی کیا وہ اپنے ماں یا باپ کسی بھی ایک کی محرومی جھیل پاتی؟؟؟

آخر کیوں وہ اس سے اپنے والدین میں سے کسی ایک کے بھی پیار کے چھین جانے کی وجہ بنتی؟؟؟

اسے اپنی معصوم سی بیٹی پر ترس آیا کیا وہ اپنی زندگی سنوارنے کے لیے اپنے بچوں پر ظلم کرے گی۔۔۔

جیسا بھی ہے صمید آخر ہے تو ان کا باپ ہی۔۔۔

جو پیار وہ اپنے بچوں کو دے دوسرا کوئی بھی نہیں دے سکتا۔۔۔

اس نے صمید سے وعدہ لیا کہ وہ اس کی جگہ کسی دوسری کو نہیں دے گا۔۔۔۔

صمید نے اس کی بات پر حامی بھر لی۔۔۔۔

صمید نے اپنی بیٹی کی خاطر اور آنے والے بچے کی خاطر سوہارا کی بات مان لی۔۔۔

انہوں نے گھر تبدیل کر لیا تھا۔۔۔۔

جہاں کیف ویراں اور اس کے گھر والے نہیں آ جا سکتے تھے۔۔۔۔

صمید کی بدلتی شخصیت سے سوہارا کافی حد تک پر سکون رہنے لگی تھی۔۔

صمید گھر میں تو بالکل شریفانہ جوہر دکھاتا مگر باہر ابھی بھی وہ کبھی کبھار اپنا ہاتھ صاف کرنے سے باز نا آتا۔۔۔

exponovels

exponovels

کیونکہ عادتیں تو بدلی جاسکتی ہیں مگر فطرت نہیں۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

جیسے صمید کی رومانوی طبیعت کبھی بھی بدلنے نہیں والی تھی۔۔۔

سمجھوتہ صرف عورت کے حصے میں آتا ہے مرد کے نہیں۔۔۔۔

💜💜💜💜💜💜💜

رشتہ دیکھنے والوں کے آنے کا وقت ہوا چلا تھا۔۔۔۔

اور ینا کی ممانے اس کے کمرے میں قدم رکھا تو اور ینا بستر پر نیم دراز تھی گردن ایک طرف لڑھک رہی تھی۔۔۔

اس کی یہ حالت دیکھ کر ان کے تو ہاتھ پاؤں ہی پھول گئے۔۔۔۔

ان کی چیخ وپکار سن کر اس کے بھائی بھابیاں اور اس کے پاپا سب چند لمحوں میں ہی اس کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔۔

اب سے بڑے بھائی نے اسے اپنی بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور فوراً ہسپتال روانہ ہوئے۔۔۔۔۔

سب پریشان کھڑے اس کی اس حالت کا سبب جاننے کو بے چین تھے۔۔۔۔

ڈاکٹر نے اس کی ٹریٹمنٹ کے بعد انہیں بتایا کہ اس کا ڈپریشن کی وجہ سے نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔۔۔

سب ایک ڈاکٹر کی بات سن کر فق نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔

اسے کس بات کی ٹینشن ؟؟؟ سب کے دماغ میں بس یہی ایک سوال گردش کر رہا تھا۔۔۔۔

گھر میں وہ سب کی لاڈلی تھی کسی چیز کی کمی نہیں تھی پھر اس پریشانی کی وجہ۔۔۔۔

شام کو جب اور ینا ہوش میں آئی تو سب اس کے گرد جمع تھے۔۔۔۔

exponovels

کیسی طبعیت ہے میری بیٹی کی اب؟؟؟

اس کے پاپا نے اس کے قریب بیٹھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے پیار سے پوچھا۔۔

کیا پریشانی ہے میری بیٹی کو؟؟؟؟

اس نے ان کے سوال پر نظریں چرائیں۔۔۔

پاپا کیا میں آج آپ سے کچھ مانگوں گی تو وہ آپ دیں گے؟؟؟؟

اس نے مان بھرے لہجے میں پوچھا۔۔۔

بولو کیا چاہیے؟؟؟؟

پاپا آپ کو مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہوگا کریں گے نا پورا؟؟؟اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔۔۔

جو میری بیٹی کہے گی بولو۔۔۔

وہ چند لمحے خاموش رہی۔۔۔

ایک لڑکی ہو کر میں کیسے اپنے پاپا کو کہوں کہ میں کسی کو پسند کرتی ہوں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں جبکہ جس سے شادی کرنی ہے وہ تو اسے کوئی امید کا دامن ہی نہیں تھماتا۔۔۔کجا کہ اس کے لیے رشتہ بھیجنا۔۔۔

اس نے گہری سانس لی۔۔۔اور کہا۔۔۔

مجھے آپ سے یہ وعدہ چاہیے کہ آپ میں سے کوئی کبھی بھی مجھے شادی کے لیے فورس نہیں کرے گا۔۔۔

مجھے شادی ہی نہیں کرنی۔۔۔

exponovels

اس کی عجیب وغریب بات سن کر وہ کچھ دیر تو وہ بھونچکا رہ گئے۔۔۔

پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر افسردگی سے بولے۔۔۔

بس تم ٹھیک ہو جاؤ مجھے کچھ نہیں چاہیے اور۔۔۔

تم خوش تو ہم سب بھی خوش۔۔۔۔

ان کی بات سن کر اوریناکے چہرے پر ہلکی سی آسودہ مسکراہٹ بکھری۔۔۔

آج وہ مطمئن تھی اس نے اپنے پیار کی امانت میں خیانت نہیں کی۔۔۔اپنی زندگی اس کے نام کر دی۔۔۔۔

اب چاہے ساری زندگی اس کے نام پر بیٹھے ہوئے کیوں نا گزار دیتی۔۔۔۔

اس کی زندگی گزارنے کے لیے اوکشان کی یادیں ہی کافی تھیں۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

اوکشان اپنی تین بڑی بہنوں کی شادی کر چکا تھا۔۔۔۔

ابھی بھی اس سے دو چھوٹی بہنیں باقی تھیں وہ بھی اپنی تعلیم مکمل کر چکی تھیں۔

ان کے لیے بھی کسی اچھے رشتے کی تلاش تھی۔۔۔۔

اوکشان اٹھائیس سال کا ہو چکا تھا اس کی والدہ نے کئی بار اس سے اس کی بھی شادی کا ذکر کیا۔۔۔۔

مگر وہ ہر بار یہی کہہ کر ٹال دیتا۔۔۔

exponovels

For more visit (exponovels.com)

ابھی ان سب باتوں کا وقت نہیں ابھی بھی مجھ پر زمہ داریاں ہیں پہلے وہ پورا کر لوں۔۔۔اس کی بات سن کر وہ بھی چپ کر جاتیں۔۔۔۔

اس نے اپنی زندگی کو اور بھی مصروف کر لیا تھا۔۔۔۔

رات گئے تک وہ کئی شفٹس میں پڑھاتا رہتا۔۔۔

اس مہنگائی کے دور میں بہنوں کا جہیز بنانا اور گھر چلانا کوئی عام سی بات نہیں تھی۔۔۔

وہ اپنا آپ بھلا کر اپنی خوشیاں بھلا کر گھن چکر بن کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

اپنی زندگی کی ڈور کو رب کے حوالے کیے وہ مطمئن تھا

اس کا رب اس کے لیے جو بھی کرے گا بہترین ہی کرے گا۔۔۔۔

💙💙💙💙💙💙💙💙

شناور نہیں آیا۔۔۔۔انصب نے کرسی گھسیٹ کر اپنے ٹھکانے پر رکھتے ہوئے اس پر بیٹھ کر صمید سے پوچھا۔۔۔

صمید نے مسکرا کر کہا۔۔۔وقت دیکھا ہے بارہ بجنے والے ہیں۔۔۔۔

انصب اور اوکشان شش و پنج میں مبتلا ہوئے صمید کی بات پر غور کرنے لگے۔۔۔

تو پھر ؟اوکشان نے پوچھا۔۔۔

اس کی دوسری بیوی نے اسے کمرے میں نہیں گھسنے دینا۔۔۔

exponovels

اس کی کال آئی تھی مجھے کہہ رہا تھا تم دونوں سے نا آنے کے لیے معذرت کرلوں اس کی طرف سے۔۔۔۔

اور یہ دوسری بیوی یہ کیا معاملہ ہے؟؟؟

انصب نے پوچھا۔۔۔۔

صمید نے انہیں شاور کے بارے میں سب بتایا تو وہ دونوں اس کے اس کے بارے میں سن کر صرف افسوس ہی کر سکے۔۔۔۔

ریسٹورینٹ میں سامنے سے آتی ہوئی لڑکیوں کو دیکھتے ہی صمید آنکھ دباتے ہوئے ان کی طرف بڑھا ایک منٹ یار ابھی نمبر لے کر آیا۔۔۔

انصب نے تاسف سے سر ہلایا۔۔۔۔

یہ نہیں سدھر سکتا کبھی۔۔

اوکشان اس کی بات سن کر مسکرانے لگا۔۔۔۔

اوکشان تم نے ابھی تک شادی کے بارے میں نہیں سوچا۔۔۔۔

نہیں یار مجھے نہیں پڑنا ان چکروں میں۔۔۔

میں ایسے ہی بھلا۔۔۔۔

اوکشان نے کہا۔۔۔

سچ سچ بتاؤ کیا بات ہے؟؟؟انصب نے پوچھا۔۔۔

exponovels

اگر اسے اپنانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کی جگہ کسی اور کو دے کر بے وفائی بھی نہیں کر سکتا۔۔۔اس نے دل میں سوچا۔۔۔

نہیں یار کوئی بات نہیں اس نے بات ٹال دی۔۔

یار میں بھی چلتا ہوں گھر میں تمہاری بھابھی اور بچے ویٹ کر رہے ہوں گے پھر ملاقات ہو گی۔۔۔انصب اوکشان سے گلے ملتے ہی جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

اوکشان بھی صمید سے ملنے کے بعد گھر روانہ ہوا۔۔۔۔

اختتام

exponovels